اللہ کی راہ میں نکلنے والوں کے حیرت انگیز و

سبق آموز واقعات

مصور

اللہ کی راہ میں نکلنے والوں کے حیرت انگیز

سبق اموز واقعات

بیان کردہ:

حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ

ترتیب وتدوین

حافظ محمد سلیمان صاحب

سلیمان پبلیکیشنز

A-1-یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔فون: 0321-4110334

شاکست: یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔فون 042-7356963

U0112/02-09S/R

نام کتاب	:	سبق اموز واقعات
بیان کردہ	:	مولانا طارق جمیل مدظلہ
ترتیب	:	حافظ محمد سلیمان
بااہتمام	:	حافظ محمد حسن
اشاعت	:	فروری 2009ء
ناشر	:	سلیمان پبلی کیشنز ۔A-1- یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38- اردو بازار لاہور ۔فون: 0321-4110334
قیمت	:	140 روپے ۔

ضروری گذارش: ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کر سکتے ۔تاہم انسان، انسان ہے، سہواً اگر کوئی غلطی ہوگئی ہوتو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔

ادارہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کی مدد سے کام بنتے ہیں

حضور اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہو رہے ہیں دس ہزار کا لشکر ساتھ ہے، ابوسفیان اوپر کھڑا دیکھ رہا ہے۔ لشکروں پر لشکر گزر رہے ہیں، خالد بن ولیدؓ گزرتے ہیں، مسلمانوں کا لشکر لے کر تکبیر پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں، زبیر ابن عوامؓ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، ابوذر غفاری آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور بریدہ بن حصیب آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، اور کعب بن جصاصی آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، اور بنو اشجع آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، اور بنوبکر آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور مزینہ قبیلہ آتا ہے نعمان ابن مکرمؓ کی سرکردگی میں اور لشکر کو لیکر نکل رہا ہے، لشکروں پر لشکر چل رہے ہیں اور ابوسفیان حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں۔ اتنے میں آواز آتی ہے اور گرد و غبار اٹھتی ہے اور وہ کہنے لگے ماھذا یہ کیا ہے؟ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں۔

هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

یہ اللہ کا رسول ہے جو مہاجرین اور انصار میں آ رہا ہے۔

جب وہ اٹھا ہوا لشکر سامنے آتا ہے تو ایک آدمی کی آواز ہے وَلَهٗ زَعْلٌ اس میں کڑک دار آواز ہے۔۔۔ ابوسفیان کہتا ہے۔۔۔ یہ کس کی کڑک دار آواز ہے۔۔۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں: یہ خطاب کا بیٹا عمرؓ ہے جس کی تم کڑک دار آواز سن رہے ہو۔۔۔ انہوں نے کہا:

وَاه وَاه واللّٰهِ القدا مرامر بنيص كَعْب ابْنِ عَدِىّ بِعْدَ وَاللّٰهِ ذَالَّتْ قَلَّتْ.

ارے اللہ کی قسم یہ بنو عدی ذلت اور قلت کے بعد آج بڑی عزت والے ہو گئے۔

تو عباسؓ کہنے لگے ابوسفیان! عزت وذلت یہاں قبیلوں پر نہیں عزت وذلت یہاں اسلام پر ہے اور اسلام نے عمرؓ کو اونچا کیا ہے، عمرؓ اونچا نہیں تھا، اسلام نے عمرؓ کو اونچا کیا ہے۔۔۔اور پھر اس پر کہنے لگا ارے عباسؓ:

کَبُرَ مُلْکُ ابْنِ عَمِّکَ تیرے بھتیجے کا ملک تو بہت بڑا ہو گیا۔

حضرت عباسؓ نے کہا نہیں نہیں یہ ملک نہیں ہے اِنَّمَا ھٰذَ لَنبوّۃ یہ شان نبوت ہے۔۔۔ بادشاہ ایسے نہیں ہوا کرتے دس ہزار کا لشکر ہے اور آپ کا ماتھا اونٹنی کے پالان کے ساتھ ٹکا ہوا ہے۔ سر اونچا نہیں جھکا ہو پالان پر ٹکا ہوا اور زبان پر الفاظ لاَاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ کا ورد اور اللہ اکیلا تن تنہا۔ کسی دس ہزار پر نظر نہیں ہے، اللہ کی ذات عالی پر نظر ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ اللہ کی مدد سے ہی ممکن ہوا۔

☆☆☆☆
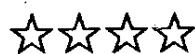
صحابہ کی شان

دو سردار اقرب بن حابس اور عینہ بن حسن خزاری حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہم تیری بات سن لیتے ہیں لیکن ان غریبوں کو اٹھا دو، بلالؓ ہے، صہیبؓ ہے، عمار بن یاسرؓ ہے، عبداللہ بن مسعودؓ ہے۔ یہ غریب لوگ ہیں چھوٹے ہیں، ان کو اٹھاؤ، ان کے ساتھ بیٹھنا ہماری ہتک ہے (ہماری شان کے خلاف ہے)۔ پھر ہم آپ کی بات سنیں گے، ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو آپ کے غلام ہیں، ہم کو اٹھالیں یا ہم کو بٹھالیں تو بھی ہم آپ ہی کے ہیں تو ممکن ہے ہم کو اٹھانے سے وہ بیٹھ جائیں اور بات سن کر ایمان لے ائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بات تو ٹھیک ہے، آپ ﷺ نے سرداروں کو فرمایا کہ تم آؤ گے تو یہ نہیں ہوں گے، انہوں نے کہا آپ ہمیں لکھ کے دو، آپ نے ان سے کہا کہ لکھو، لکھنے والے کے آنے سے پہلے اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ لا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی. ان کو آپ نہیں اٹھا سکتے، وہ آئے یا نہ آئے۔

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ ولید بن مغیرہ سے بات کر رہے ہیں اور عبداللہؓ ابن مکتون آ گئے جو نابینا بھی ہیں اور غریب بھی، حضور اکرم ﷺ ان کو سمجھا رہے تھے اور وہ بڑی توجہ سے آپ کی باتیں سن رہے تھے اتنے میں عبداللہ ابن مکتوم آ کے فرمانے لگے:

یارسول اللہ ﷺ علمنی ما علمک اللہ،

آپ نے اس حرکت کو گراں سمجھا اس سے اپنے دل میں تنگی محسوس کی اس وقت ولید کی طرف متوجہ تھے اور آپ ﷺ کو اس کے اسلام لانے کی امید تھی جب ابن مکتوم آئے، کیونکہ صحابیؓ نے چند بار اپنی بات دھرائی تو آپ نے تیوری چڑھائی اور انہیں وہاں چھوڑ کر واپس چلے گئے اس پر یہ آیت اتری۔

عبس و تولی٥ ان جاء الا عمی٥ ... اخر تک یہ کلام پڑھا،

جس کا مفہوم ہے کہ اچھا آپ ﷺ کے ماتھے پر تیوری چڑھ گئی، منہ پھیر لیا، کیونکہ یہ غریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا، اندھا آ گیا، جو کہ آپ ﷺ کی ہدایت کا طلب گار ہے، اور آپ ﷺ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہے اور وہ یعنی ولید بن مغیرہ بد بخت اس کو نہ آپ ﷺ کی قدر نہ دین کی قدر نہ میری پہچان، اور اس کی وجہ سے آپؐ اس غریب کو چھوڑ رہے ہیں۔

یہ مسلمان چاہے غریب ہو یا امیر ہو، اگر یہ ٹھان لیں کہ مجھے دین زندہ کرنا ہے تو اللہ اس سے کام لے گا، اس کی غریبی نہ آڑے آئے گی نہ اس کا پیسہ آڑے آئے گا۔

☆☆☆☆☆
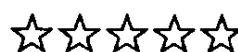
اخلاق نبوت سے دین پھیلے گا

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک فاحشہ عورت گزر رہی تھی۔ اس نے دیکھا تو کہا اوروں کو تو پوچھتا نہیں، کیسی بدتمیزی ہے؟

آپ ﷺ نے کہا آ جا تو بھی کھا لے۔ وہ آ کر بیٹھ گئی اس نے کہا نہیں نہیں، وہ جو تیرے منہ میں ہے وہ مجھ کو کھلا۔ اس کا نصیب خوب ہے، نبی کے منہ سے نکال کر کھا گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کا نوالہ یوں منہ میں ڈال دیا اس کے ساتھ ایمان بھی اس کے اندر چلا گیا۔ ایک دم ایمان کی دولت مل گئی۔ اور اگر وہ اس طرح کہتے کہ او بدتمیز عورت تو مجھ سے اس طرح بات کرتی ہے، تو اس کی قسمت میں دوزخ تھی۔ نوالہ منہ میں گیا وہ صحابیہؓ بن گئی۔ فاحشہ سے صحابیہؓ بن گئی۔

☆☆☆☆☆
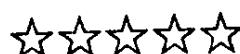
ایک اور شخص جس کو آپ ﷺ کہہ رہے ہیں کلمہ پڑھ لو، وہ کہتا ہے نہیں پڑھتا۔ کہا کلمہ پڑھ لو، کہتے ہیں نہیں پڑھتا۔ صحابیؓ فرماتے چھوڑو جی گردن اُڑا دو، آپ نے فرمایا: نہیں نہیں اس کو چھوڑ دو۔ پھر وہاں سے بھاگے بھاگے گئے۔ غسل کر کے آئے اور کہا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہاں! جہاں تلوار نہیں چلتی وہاں اخلاق چلتے ہیں۔

میں تلواروں کے ڈر سے مسلمان نہیں ہوں، یہ بتانا چاہتا تھا کہ میرے قتل کا حکم ہو رہا تھا۔ میں مسلمان نہیں ہوا، میں بتانا چاہتا تھا کہ مجھے تلوار نے فتح نہیں کیا، اس کملی والے کے اخلاق نے فتح کیا ہے۔ تو یہ شفقت اور صحبت۔ اس طرح محنت ہوتی ہے تو ان کے قلوب کھنچ آتے ہیں۔ تو میرے بھائیو! اللہ نے ہمیں یہ مبارک محنت دی۔ پوری دنیا میں اس کو پھیلا دو۔

☆☆☆☆☆☆
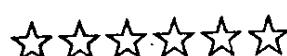
اللہ کے رسول ﷺ کی حالت

حضور اکرم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور عبداللہ بن عمرؓ ساتھ تھے، تو جو کھجوریں درخت سے ٹپک جاتی ہیں وہ نیچے گر پڑی ہوتی ہیں اس کو کون اٹھاتا، مگر

ان کو آپ ﷺ اٹھا کے صاف کر کے کھانے لگے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا:
تو کیوں نہیں کھاتا؟ انہوں نے کہا:
لا اشتھی مجھے بھوک نہیں،
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
بل انا اشتھی، مجھے تو بھوک ہے،

هذه الصبح رابعته ما ذقت شيئا

آج چوتھا دن ہے میں نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔

اللہ کو اپنے حبیب سے پیارا تو کائنات میں کوئی نہیں، سب سے محبوب ترین اللہ کو اپنا حبیب ہی ہے، بھلا اپنے حبیب کو کوئی مشکل میں ڈال کر خوش ہو سکتا ہے؟۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے چاہے کافر ہو یا مسلمان ہو ماں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے، تو اپنے حبیب ﷺ سے کتنا پیار کرتا ہوگا۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ چوتھا دن ہے میں نے ایک لقمہ نہیں چکھا۔

اگر میں چاہتا تو میرا اللہ مجھے ساری دنیا کے خزانے دے دیتا، اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے قدموں میں روم اور فارس کے خزانے ڈھیر کر دیتا۔ لیکن میں نے نہیں مانگا۔ اے عبداللہ! ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کے گھروں میں سال سال کی روٹی پڑی ہوگی، پھر بھی کہیں گے کہ مزید کہاں سے آئے گی، کہاں سے آئے گی، ان کا یقین برباد ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

جس کے دیدار کا شجر و حجر شوق رکھیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے تو دور سے ایک درخت آیا زمین کو چیرتا ہوا آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سایہ کیا پھر تھوڑی دیر بعد حضور اکرم ﷺ کی آنکھ کھلنے سے واپس اپنی جگہ پر چلا گیا، ابو ہریرہؓ نے یہ دیکھا کہ وہ درخت

آپ ﷺ کے پاس آیا اور پھر چلا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ میرے دیدار کے لئے آیا تھا اور میرے دیدار کا پیاسا تھا، اس نے اللہ سے اجازت مانگی جب اسے اجازت ملی تو آ کر میرا دیدار کر کے اپنی پیاس بجھائی، جس کی خاطر شجر وحجر شوق رکھیں اور ہم اس کا شوق نہ رکھیں تو پھر ہم اپنے آپ کو مردہ نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو لے کے چلنا اور سیکھنا اس کے لئے گھروں سے نکلنا شرط ہے، یہ محنت کا ایک نظام اللہ نے چلا دیا، آپ کے ملک میں چلا دیا اسے میں بھی سیکھ لوں اور آپ بھی سیکھ لیں تا کہ جب مریں تو اللہ کے محبوب بن کے مرجائیں، مردود بن کے نہ مریں۔

☆☆☆☆☆

جس کی لمس سے بے جان چیزیں بھی وجد میں آ جائیں

ساری کائنات کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ڈالی گئی انسان ایک جذباتی مخلوق ہے، کسی منظر سے محبت کرتا ہے اور کسی منظر سے نفرت کرتا ہے کوئی شکل دیکھتا ہے محبت کرتا ہے کوئی شکل دیتا ہے نفرت ہوتی ہے، یہ نظارے اور شکلیں اس کو اپنی طرف کھینچتی ہیں، اسی طرح سے جانور بھی ہیں لیکن ایک بے جان چیز میں کوئی شعور نہیں کوئی عیش اور حرکت ہی نہیں، مثال کے طور پر پہاڑ وہ بھی کالے، سحور سماء، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ احد کا پہاڑ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے بے جان، بے حس، غیر متحرک چیز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتی ہے۔

آپ جبل احد پر چڑھ گئے تو احد پہاڑ جھومنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک مجھ پر پڑ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسکن) ٹھہر جا کیوں حرکت کرتا ہے؟۔

جس کی لمس سے بے جان چیزیں بھی وجد میں آ جائیں اس کی زندگی ہم نے اٹھا کر کتابوں میں رکھ دی۔

☆☆☆☆☆

کیا بڑی شان ہے

عزرائیل علیہ السلام آئے یارسول اللہ ﷺ اندر آ جاؤں؟ باہر آئیں ہیں، اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ اجازت ہو تو آ جائیں، آج تک کسی سے اجازت لی نہیں نہ آئندہ لینی ہے۔ کہا آنے دو، وہ اندر آ گئے۔ کہنے لگے:

یارسول اللہ ﷺ! جب سے موت کا کام میرے سپرد ہوا ہے نہ آج تک کسی سے اجازت لی ہے اور نہ لینی ہے۔ آپ ﷺ کے بارے میں آپ ﷺ کے رب کا ارشاد تھا، اجازت ملے تو اندر جانا، نہیں تو وہیں سے واپس آ جانا، موت کی بات تو ابھی بعد میں ہے اندر آنے کی اجازت کی بات ہو رہی ہے۔ کیا بڑی شان ہے اس نبی پاک ﷺ کی۔

پھر اگلی بات یارسول اللہ ﷺ اللہ نے آج تک کسی کو اختیار نہیں دیا، اللہ آپ ﷺ کو اختیار دے رہا ہے۔ کہ اگر آپ ﷺ رہنا چاہیں تو جب تک آپ ﷺ کا دل چاہے رہیں، آپ ﷺ کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں، جب آپ فرمائیں گے، اس وقت میں آؤں گا۔ آپ ﷺ کو اختیار ہے آپ ﷺ کے بعد کسی کو نہیں۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی کو نہ تھا۔

تو آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا! ''جاؤ! میرے رب سے پوچھ کر آؤ کہ میرے بعد میری امت کیساتھ کیا کرے گا'' میں پھر جواب دوں گا۔ جبریل علیہ السلام واپس جا رہے ہیں اور جواب لے کر واپس آ رہے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا رب فرما رہا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت کو تنہا نہیں چھوڑوں گا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْاٰ نَ قَرَّتْ عَیْنِیْ اَللّٰھُمَّ رَفِیْقَ الْاَ عْلٰی.

اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں۔ اللہ میں بھی آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں۔ یہ کہا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

''یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فیصلہ کر لیا ہے تو آج میرا بھی اس دنیا میں

آخری دن ہے، آج وحی کا زمانہ ختم ہوگیا ہے۔ کہانی ختم ہوگئی، قصہ ختم ہوگیا، جو آدم علیہ السلام سے کہانی چھڑی تھی وہ آپ پر آ کر مکمل ہوگئی، آج کے بعد وحی لے کر دنیا میں میں کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گا"۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کام شروع کیا اور آپ ﷺ نے وصیت شروع کی۔۔۔ کس کو، اپنے بچوں کو نہیں، فاطمہ کو نہیں، حسن حسین کو نہیں، علی کو نہیں، کس کو؟ اپنی امت کو۔

اَلصَّلٰوۃ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

نماز پڑھتے رہنا۔ اور اپنے غلاموں سے اچھا سلوک کرتے رہنا۔

پھر آواز اور پست ہوگئی تو آخری الفاظ تھے۔

اَلصَّلٰوۃ. اَلصَّلٰوۃ. اَلصَّلٰوۃ.

نماز پڑھتے رہنا، نماز پڑھتے رہنا، نماز پڑھتے رہنا۔

یہ کہتے کہتے اللہ کے پاس چلے گئے۔

آپ ﷺ ساری دنیا پر احسان کر کے گئے، اپنا سب کچھ لگا دیا سب کچھ لٹا دیا، ساری ساری رات رو رو کر گزاری، ٹاٹ پہن کر گزارہ کیا، ایک دفعہ ایک انصاری عورت نے دو چادریں بھیجنے کا وعدہ کیا ایک چادر بھیجی دوسری بھیجی نہیں۔ آپ ﷺ کے پاس کوئی کرتہ نہیں تھا، کوئی کپڑا نہیں تھا، نماز پڑھانے کو، اسی ایک چادر میں جا کر نماز پڑھائی۔ ایک مرتبہ ایک صحابی سے کرتہ مانگا (ادھار) کہ میں نماز پڑھا کر آجاؤں پھر واپس کر دوں گا۔

☆☆☆☆☆

آپ ﷺ بنو حنیفہ کے پاس تشریف لے گئے، اللہ اکبر، انہوں نے کہا ہمارے سردار آجائیں تو ان سے بات کر لینا، آپ ﷺ تشریف رکھتے تھے کہ ان کا سردار آگیا اور کہا کون ہے؟ یہ وہ قریشی ہے جو کہتا ہے کہ میں رسول ہوں، اس نے بہت بڑی گالی دی، اٹھ جا اور چلے جا میرے خیمے میں نظر نہ آنا ورنہ میں تیری گردن

اڑا دوں گا، آپ اٹھے غم زدہ اونٹنی پر سوار ہوئے تو اس اونٹنی کے پیچھے نیزہ مارا تو اونٹنی بدک گئی تو آپ ﷺ اونٹنی سے زمین پر جا گرے۔ پھر بھی آپ ﷺ نے ان کو دعوت دی ہے اور کہا کہ یہ میرا کام ہے۔

☆☆☆☆☆
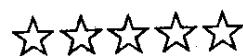
حضور ﷺ کے بستر مبارک کے واقعات

آپ ﷺ کا بستر مبارک ایک ٹاٹ تھا جو رات کو دُھرا کر دیا جاتا اور دن میں سیدھا کر دیا جاتا۔ حضرت حفصہؓ ام المؤمنینؓ نے ایک رات اس کی ایک تہہ اور لگا دی، کہ بستر ذرا نرم ہو گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: حفصہؓ میرے بستر کے ساتھ کیا کیا؟ فرمانے لگیں، یارسول اللہ ﷺ وہی ہے، میں نے اس کی ایک تہہ اور لگا دی تھی تا کہ ذرا نرم ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حفصہؓ! ''میں تو اپنے اللہ کے سامنے رات گزارنے والا بندہ ہوں۔ اِس بستر کی نرمی مجھے رات کو اُٹھنے سے روک دے گی۔ اس لئے یہ جیسا تھا اسے ویسا ہی کر دے، مجھے نرم و نازک بستر نہیں چاہیے''۔

☆☆☆☆☆

حضرت عائشہؓ کے گھر میں ایک انصاری عورت آئی اور اُس نے آپ ﷺ کے گھر میلی، پرانی، پھٹی رضائی دیکھی، تو فوراً گھر گئی اور اپنے گھر سے ایک نئی رضائی بھیج دی۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا کہ عائشہؓ یہ کیا ہے؟ فرمایا! ''یارسول اللہ ﷺ پڑوسن انصاری عورت نے آپ ﷺ کیلئے بھیجی ہے'' نئی اور پھولدار رضائی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا! ''عائشہ اسے واپس کر دے، مجھے میری پرانی اوڑھنی (رضائی) ہی ٹھیک ہے، میری پرانی گُدڑی ہی ٹھیک ہے''۔ کہا ام المؤمنینؓ نے نہیں واپس نہیں کرنی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہؓ! قسم ہے مجھے میرے رب کی مجھے اللہ جل جلالہ نے کہا کہ اگر تو کہے تو اُحد پہاڑ سونے کا بنا دوں، مگر میں نے تو خود اِن چیزوں کو پسند نہیں کیا، اے عائشہؓ! اسے واپس کر دے یہ نئی رضائی اور محمد ﷺ ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتے''۔

☆☆☆☆☆

صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام

آپ ؐ نے فرمایا میں ایک آدمی کو جانتا ہوں اور اس کے باپ کو بھی جانتا ہوں جب وہ جنت کے دروازے پر آئے گا تو ہر دروازہ بے قرار ہو کر کہے گا آپ ﷺ ادھر تشریف لائیں۔ آٹھوں دروازے اسی طرح پکاریں گے۔ ہر دروازے کی تمنا ہوگی کہ آنے والا ادھر سے گزرے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کھڑے ہوئے کہنے لگے:

یارسول اللہ ﷺ یہ کون ہے؟

فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے ایک محل دیکھا یاقوت اور زمرد کا میں نے پوچھا کس کا ہے؟

بتایا گیا کہ ایک قریشی کا ہے، میں سمجھا میرا ہے۔ میں اندر جانے لگا تو بتایا گیا یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے غلام عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہے۔ اے عثمان! تو میرا جنت میں رفیق ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا علی کا ہاتھ پکڑ کر کہ تجھے خوشخبری ہو جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ہر نبی کا ایک حواری ہوگا اور میرے دو حواری ہیں طلحہؓ اور زبیرؓ۔ اس شان سے یہ اُمت جنت میں داخل ہوگی اور جیسے ہی جنت میں داخل ہوں گے پہلا گارڈ آف آنر پیش کیا جائے گا۔ فرشتوں کی طرف سے السلام علیکم لاتعداد فرشتے باقی سارے نبی اور اُمتوں کی ابھی باری نہیں آئی۔ سب سے پہلے حضور ﷺ آپ ؐ کے اردگرد غرباء، مساکین، فقراء، امراء ان سے پیچھے ہوں گے۔

☆☆☆☆☆

اللہ کی راہ میں ہر محبت قربان ہونی چاہئے

حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے تھے عبداللہؓ حضرت عاتکہؓ سے شادی کی، وہ بڑی خوبصورت تھی اور بڑی شاعرہ عاقلہ تھی ایسی محبت آئی کہ جہاد میں جانا چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سمجھایا کہ بیٹا ایسا نہ کر۔ محبت غالب آئی سمجھ نہ سکے۔ آپ نے فرمایا: ''طلاق دے دو'' حکم دیا طلاق دو۔ (یہ ہر ماں باپ کے کہنے پر طلاق دینا جائز نہیں ہوگا)۔ ابو بکرؓ جیسا باپ کہہ رہا ہے جو دین کو سمجھتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا طلاق دو۔ دے دی طلاق، بڑے غمگین بڑے پریشان اسے کیا خبر پھر شعر پڑھنے لگے۔

(جن کا ترجمہ یہ ہے) اے عاتکہ میں تجھ کو نہیں بھول سکتا جب تک سورج چمکتا رہے گا۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہیں سن لیا تو ترس آیا فرمایا: اچھا بھائی دوبارہ شادی کرلو وہ ہماری طرح سے تو تھے نہیں کہ ٹھک سے تین طلاق دے دیتے، دوبارہ شادی کر لی۔ لیکن وہ جو تیر لگا پھر گھر میں نہیں اللہ کے راستے میں تیر لگا ہے، وہی تیر موت کا ذریعہ بنا ہے۔ وہ بھی تیس سال کی عمر میں جوان شہزادے کی لاش عاتکہؓ کے سامنے آجاتی ہے، پھر حضرت عاتکہ نے شعر پڑھے ہیں۔

> (جن کا ترجمہ یہ ہے) میں قسم کھاتی ہوں کہ آج کے بعد میرا جسم کوئی راحت نہیں دیکھے گا میرے جسم پہ کوئی نرم کپڑا نہیں آئے گا میرے جسم سے کبھی غبار جدا نہیں ہوگا میں قربان اس جوان پر کہ جو اللہ کی راہ میں مرا اور مٹا اور آگے ہی بڑھ کے مرا اور آگے ہی بڑھ کے مٹا موت کو گلے لگایا اور پیچھے لوٹ کے نہ آیا جب تک زمانہ قائم ہے اور جب تک بلبلیں درختوں پہ بیٹھ کر نغمے گا رہی اور جب تک رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات چل رہی ہے اے

عبداللہ! تیری یاد بھی میرے سینے میں ہمیشہ ناسور کی طرح رستی رہے گی۔

یہ ایسے گھر اجڑے اور اسلام یہاں تک پہنچا، ہاں آج بازار آباد ہوئے اسلام اجڑ گیا۔ میں آپ کو تبلیغی جماعت کی دعوت نہیں دے رہا بلکہ ختم نبوت کی ذمہ داری عرض کر رہا ہوں کہ آپ کے ذمے ہے، میں نہیں لگا رہا میں تو ذمے داری اور اوپر والی بات پہنچا رہا ہوں۔

☆☆☆☆☆

میں تو دس گناہ نفع کا اُمیدوار ہوں

حضرت عثمان کو تجارتی قافلہ آیا اور زمانہ ابوبکر کا ہے۔ مدینہ میں قحط پڑ گیا تھا جب قحط پڑ جاتا ہے تو چیزیں کم ہوتی ہیں۔ پھر تاجر چیزیں غائب کر لیتے ہیں۔ خون چوسنے کے لیے۔ قافلہ سو اونٹ ساز و سامان سے بھرے ہوئے تو پرچون والے تاجر آ گئے۔ انہوں نے کہا جی کیا لو گے۔ تو عثمانؓ نے کہا تم کیا دو گے۔ انہوں نے کہا دس روپے کی چیز بارہ میں لیں گے۔ فرمایا کہ اس کی قیمت زیادہ لگ چکی ہے۔ تم بڑھاؤ' کہا ہم دس روپے کی چیز چودہ روپے میں لے لیں گے۔ فرمایا اس سے بھی زیادہ قیمت لگ چکی ہے۔ کہا کہ پندرہ میں لے لیں گے۔ اس سے زیادہ گنجائش نہیں۔ ان تاجروں نے پوچھا اتنی زیادہ قیمت کون لگا کے گیا۔ مدینہ کے تاجر سارے کے سارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ فرمانے لگے حضرت عثمان کہ اس سے پہلے میرے رب نے لگایا ہے کہ تم مجھے ایک دو گے میں تمہیں دس دوں گا۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ سارا مال بمع اصل زر کے مدینہ کے فقراء پر صدقہ ہے۔

رات کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی) انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفید گھوڑے پر

سوار ہیں، سب پوشاک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے نکل رہے ہیں تو انہوں نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ سے بات کرنے کو جی چاہتا ہے بیٹھنے کو جی چاہتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج جو عثمانؓ نے اللہ کے نام پر صدقہ کیا وہ قبول ہو گیا اور اللہ نے اس کی ایک جنت کی حور سے شادی کی ہے۔ اس کے ولیمے میں سارے جنتیوں کو بلایا ہے۔ میں بھی اس کے ولیمے میں شرکت کے لیے جا رہا ہوں۔ تو میرے بھائیو! اللہ کے علم پر آ جانا یہ ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ چونکہ ہمیں اس ایمان کی یہ سطح حاصل نہیں اس لیے یہ محنت کرنی پڑے گی کہ محنت کرتے کرتے ایمان اس سطح پر آ جائے کہ ساری دنیا اللہ کے حکموں کے سامنے بے حیثیت نظر آئے۔ دیکھو نا میں جب حکم الٰہی کو توڑتا ہوں تو گویا پیسے کی خاطر اللہ کے حکم کو توڑتا ہوں۔ جب اپنے نفس کی خواہش کی خاطر اللہ کے حکم کو توڑتا ہوں تو گویا میں نے اپنے نفس کی خواہش کو اللہ کے حکم سے بھی اونچا کر دیا۔ جو یہ تبلیغ کا کام ہو رہا ہے اس میں اس بات کی محنت ہے کہ ہر مسلمان اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حکموں کا پابند بن کے چلے۔

☆☆☆☆☆

حضرت عثمانؓ کے پاس سائل

حضرت عثمانؓ کے پاس ایک سائل آیا، حضور ﷺ سے مانگنے آیا تھا، آپ نے کہا عثمانؓ کے پاس چلے جاؤ، عثمانؓ سے مانگنے گیا، وہ بیوی سے لڑ رہے تھے، کس بات پر؟ یوں کہہ رہے تھے اللہ کی بندی! رات تو نے چراغ میں بتی موٹی ڈالی دی، وہ بتی ڈالتے تھے روئی کی، تو تیل زیادہ جل گیا، تو یہ کہنے لگے یہ کس کنجوس کے پاس بھیج دیا، جو بیوی پر لڑ رہا ہو، کیوں تو نے بتی موٹی ڈالی ہے، تو یہ مجھے دے گا، مجھے تو یہ دمڑی بھی نہیں دے گا۔ جب ان کو باہر بلایا اور خیرات مانگی کہا وہاں سے آیا ہوں، تو اندر گئے اور ایک تھیلی اٹھائی نہ پوچھا کہ کتنے چاہئے نہ پوچھا کہ کون ہو؟ تین ہزار

درہم اٹھا کے دے دیئے وہ حیران ہو کے کہنے لگا، یار ایک بات تو بتاؤ، کہا کیا؟ کہا یہ مجھے تو تو نے اتنے دے دیئے کہ میری اگلی نسل کو بھی کافی ہیں، اور خود بیوی سے لڑ رہا تھا کہ بتی موٹی کیوں کر دی، کہنے لگے وہ اپنی ذات پر خرچ تھا وہ پھونک کے کرنا ہے یہ اللہ کو دے رہا ہوں جتنا مرضی دے دوں، یہ تجھے تھوڑا ہی دے رہا ہوں، اللہ کو دے رہا ہوں۔

تو اپنی جان کو بھی اللہ پر لگائیں اور اپنے مال کو بھی اللہ پر لگائیں۔ اپنی کمائیوں کو حلال پر لائیں، اپنی اولاد کو اور بیویوں کو سمجھا دیں کہ ہم تمہاری خاطر دوزخ میں نہیں جا سکتے۔ ہم اس پر توبہ کریں، اور مسجد کی یہ آبادی ہر وقت ہونی چاہئے، چلو جو کوئی جہاں سے بھی آیا ہے، وہ مسجد کا عادی بنے۔

☆☆☆☆☆

حضرت علی کا اللہ پر توکل

حضرت علیؓ عشاء کی نماز پڑھ کے گھر کی طرف نکلے تو ساتھی پہرہ دے رہے ہیں۔ کہا: یہ کیوں پہرہ ہے؟ کہا: آپ کو خطرہ ہے اس لیے پہرہ دے رہے ہیں۔

فرمایا: کس کی وجہ سے پہرہ دے رہے ہو زمین والوں سے یا آسمان والے سے؟ کہا: آسمان والے سے پہرہ کون دے سکتا ہے۔ ہم زمین والوں سے پہرہ دے رہے ہیں۔ فرمایا: جاؤ سو جاؤ! آسمان والا جب طے کرتا ہے تو زمین والوں کے پہرے نفع نہیں دیتے۔ جب آسمان والا طے نہیں کرتا تو یہاں تیر و تلوار کچھ اثر نہیں کرتا جاؤ آرام کرو۔ واپس بھیج دیا۔

میرے بھائیو! آج مصیبت پر اللہ کی طرف دوڑ ختم ہو گئی۔
تنگی میں اللہ یاد نہیں آتا، مصیبت و پریشانی میں یاد نہیں آتا،
جب سارے اسباب ٹوٹ جاتے ہیں تب اللہ کو یاد کرتے ہیں۔
کوئی کہے ڈاکٹر کے پاس جاؤ، کوئی کہے تھانہ دار کے پاس جاؤ،
کوئی کہے وکیل اور جج کے پاس جاؤ،

تو میں اللہ سے تعلق کاٹ کر اپنی جیسی مخلوق کے پاس جاؤں تو مجھ سے بڑا احمق کون ہوگا؟

☆☆☆☆☆

میرے رب کا وعدہ ہے

ایک آدمی حضرت علیؓ کے پاس آیا ایک اونٹ اس کے ہاتھ میں ہے اور کہا مجھے یہ اونٹ بیچنا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کتنے کا بیچو گے کہنے لگا کہ چالیس درہم کا۔ حضرت علیؓ نے کہا ارے بھائی اُدھار کا تو میں خریدار ہوں۔ نقد دینا چاہتے ہو تو کسی اور کو دے دو اور ادھار میں لے سکتا ہوں اس نے کہا بالکل میں تیار ہوں آپ لے لیں، کہا کہ یہاں باندھو وہ آدمی اونٹ باندھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ وہیں بیٹھے ہی تھے کہ ایک دوسرا آدمی آیا اور کہنے لگا یہ اونٹ کس کا ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا میرا ہے۔ پوچھنے لگا کہ بیچنا ہے؟ کہا ہاں! کتنے کا لو گے؟ تاجر نے کہا کہ دوسو کا لوں گا۔ اس وقت دوسو درہم دیے اور اونٹ لے کر چلا گیا اور حضرت علیؓ نے ۱۴۰ درہم اس کے گھر بھجوائے اور ۶۰ درہم ہاتھ میں لے کر مسکراتے ہوئے گھر میں آئے اور حضرت فاطمہؓ کے سامنے رکھے اور کہا تیرے رب کا جو وعدہ ہے مَنْ جآءَ بالحَسَنَةِ فَلَه‘ عَشَرُ امثَالِهَا جو ایک دے گا میں اس کو دس دوں گا۔

☆☆☆☆☆

حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ

اگر اللہ کا امر لینا ہے (تو کبھی حکم پورا کرنے میں) عہدہ رہ گیا، ساری تجارت کی چھٹی ہوتی نظر آتی ہے، اللہ کے امر کو لیتا ہے تو سب کچھ جاتا ہوا نظر آتا ہے اور اگر اللہ کے امر کو چھوڑتا ہے، تو سب کچھ آتا نظر آتا ہے، مقابلہ ڈال دیا ہے، فرمایا:

يَا عَلِيُّ اُعْطِيْتُکَ خَمْسَةَ الْاَوْشَاةِ اُعَلِّمُکَ خَمْسَةَ كَلِمَاتٍ تَنْفَعُکَ فِيْ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.

اے علی! بتا کیا چاہتا ہے؟ تجھے پانچ ہزار بکریاں دوں یا تجھے پانچ کلمے سکھاؤں۔ یہ مقابلہ کیوں ڈالا؟ داماد ہے، اور ایسے نواسوں کا باپ ہے جن کو آپ کہہ رہے ہیں۔ رَیْحَانَتَيَ میری ٹہنیاں، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ ہیں، سبزے کو دیکھ کر آنکھ کو ٹھنڈک ہوتی ہے۔

ریحانہ کہتے ہیں تروتازہ ٹہنی کو۔ جیسے اس کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک ہوتی ہے، حسنؓ حسینؓ کو دیکھ کر میری آنکھوں کو ٹھنڈک ہوتی ہے، اس لئے کہا رَیْحَانَتَيَ۔

اور ان کی چیخ و پکار کی آواز کانوں میں آرہی ہے کہ میرے نواسے رو رہے ہیں، بھوک کی شدت میں اور بیٹی کے گال پچکے ہوئے اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی نظر آرہی ہیں کہ میری بیٹی فقر و فاقہ کا شکار ہو چکی ہے اور بیمار ہے۔ بیٹی کو پوچھنے آتے ہیں، ساتھ میں عمران بن حصین ہیں۔

فرمایا: بیٹی اندر آجاؤں، میرے ساتھ عمران بن حصین بھی ہے،

بیٹی کیا کہتی ہے۔

یارسُول اللہ مَاعَیْتُ مَا اسْتُرِوَجِھِیْ

میرے پاس اتنا بھی کپڑا نہیں ہے کہ میں چہرے کو چھپا سکوں۔

یہ گھر میں حال ہے چہرہ کتنے کپڑے سے چھپ جائے گا، ایک آدھا گز کپڑا گھر میں نہیں ہے کہ جس سے فاطمہؓ اپنے چہرے کو چھپا سکے، عمران سے۔ آپ ﷺ نے مونڈھے سے چادر اٹھائی، اندر جا کر دی بیٹا یہ اوپر لے لو چادر۔۔۔ اوپر لی۔۔۔ آپ اندر آئے۔

فرمایا: بیٹی کیا بات ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا اے اللہ کے رسول!

حَمْرَاء بیمار اَوْجَاع درد، تکلیفیں، مصیبتیں، پریشانی نے کمر توڑ دی۔

اور آنسو نکل پڑے، حضور ﷺ بھی رونے لگے،

کہا: بیٹی مت رو، تیرا باپ بھی تین دن سے بھوکا ہے، باپ بھی بھوکا ہے اور

بیٹی بھی بھوکی ہے۔اور یوں کہا اے بیٹی!

عَرَضَ عَلَی رَبِّی لِیَجْعَلَ بَطْحَاء مَکَّة ذَھَبًا فَاَبَیْتُ فَقُلْتُ لَا یَارَبِّ اَجُوْعُ وَمَا اَشْبَعُ یَوْمًا وَاِذَا وجعت تَبَرَّات اِلَیْکَ وَسَاَلْتُکَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُکَ وَشَکَرْتُکَ.

اے میرے رب، مجھے سونا چاندی، مت دے۔۔۔ میرے رب نے کہا تھا۔۔۔بطحاء کے پہاڑ سونا بنادوں۔۔۔ مکے کے پہاڑ سونا بنادوں۔۔۔میں نے کہا یا اللہ! مجھے سونا چاندی نہیں چاہئے۔

یَا صَفْرَاءُ یَا بَیْضَاءُ غُرِّیْ غَیْرِیْ

اے سونا، اے چاندی کسی اور کو دھوکہ دے، مجھے نہیں دھوکہ دے سکتے۔

کسی اور کو دھوکہ دے۔ میرے رب نے تو کہا تھا لیکن اے میری بیٹی میں نے کہا نہیں۔اے میرے اللہ میں نہیں سونا چاندی لیتا۔ایک دن بھوکا رہوں، تیرے سامنے ذاری کروں گا ایک دن کھانا کھاؤں گا تیرا شکر ادا کروں گا اور کہا اے فاطمہؓ تو کیوں گھبراتی ہے تو خوش ہوجا۔

اَمَاتَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّةِ.

کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تجھے اللہ نے جنت کی عورتوں کا سردار بنادیا۔

بس خوش ہوگئیں اور گلے سے لگایا۔۔۔اور جو فاطمہ پھوٹ کر روئیں، اوپر سے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو اتار دیا کہ تسلی دے دے۔۔۔فاطمہ کو۔۔۔ہم نے اس کو جنت کی عورتوں کا سردار بنادیا۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابن عباس کا قول کہ جنت میں ایک چمک اٹھے گی سورج کی طرح، تو جنت والے داروغہ رضوان سے کہیں گے کہ اے رضوان ہم نے تو سنا تھا کہ جنت میں سورج کی چمک نہیں ہے، پھر یہ چمک کیسی؟

آواز آئے گی علیؓ اور فاطمہؓ مسکرا رہے ہیں، یہ ان کے دانتوں کی چمک سے روشنی ہو رہی ہے۔ مقابلہ کرڈالا۔۔۔ اے علی کیا لیتا ہے؟ بیٹی کی بھوک سامنے ہے۔۔۔علی کی بھی بھوک سامنے ہے۔

سخت سردی ہے، آپ ﷺ گھر سے نکلتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ پریشانی میں ٹہل رہے ہیں، فرمایا: یَا عَلِی مَا اَخرَجَکَ اے اللہ کے رسول ﷺ بھوک نے گھر سے نکال دیا، بیٹھا نہیں جاتا، تڑپ بھوک کی۔

وَوَسِّعْ لِیْ خُلُقِیْ فَطِیْبُ کَسْبِیْ وَقَنِّعْ لِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَا تَنَبَّبْ قَلْبِیْ اِلیٰ شَئِیٍ طَرَحْتَهُ عَنِّیْ.

یہ پانچ بول تیرے لئے پانچ ہزار بکریوں سے بہتر ہیں، مقابلہ ہے یہ اور جو اس مقابلہ میں اتر کر اللہ کے امر کو پکڑ لے گا، وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جائے گا۔ یہ امت اللہ کی سفیر ہے، دکانیں چلانے نہیں آئے ہم، میرے بھائیو، کاروبار چلانے نہیں آئے۔ بیوی بچوں کے پیٹ پالنا ہمارا مقصد نہیں، حکومتیں وزارتیں چلانا ہمارا مقصد نہیں، اپنی ضرورتوں کو پورا کرنا ہمارا مقصد نہیں، ہمارا مقصد تو ہر حال میں اللہ کے امر کو حضور ﷺ کے طریقے پر پورا کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

جنت کی عورتوں کی سردار لیکن دنیا میں فقر و فاقہ

حضرت فاطمہؓ بیمار ہیں...... ان کا حال پوچھنے کے لیے آپ ﷺ اور ایک صحابی عمران بن حصین جو کہ قریش کے سردار تھے وہ بھی ساتھ تھے...... دروازے پر جا کر پوچھا کہ بیٹی اندر آ جائیں؟ میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی ہے......تو حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں اتنا کپڑا نہیں کہ میں پردہ کر سکوں...... چادر کوئی نہیں چہرہ چھپانے کے لیے...... ظاہر جسم کو چھپانے کے لیے چادر کوئی نہیں...... ہمارے علم کے مطابق یہ کیسی ذلت کی زندگی ہے...... یہ بھی کوئی

زندگی ہے کہ کپڑا کوئی نہ ہو، روٹی کوئی نہ ہو یہ ہماری جہالت کا علم ہے...... اور زمین و آسمان والوں کا علم ایک جیسا چل رہا ہے...... ان کی زندگی ان کی سب سے پیاری بیٹی جنت کی عورتوں کی سرداراور جنت کے سرداروں کی ماں' نسبت دیکھ سید شباب اھل الجنة الحسن و الحسین یہ جنت کے سرداروں حسن اور حسین...... ان کی ماں اور اللہ کے شیر کی بیوی...... اور محمد ﷺ کی بیٹی اس حال میں ہے کہ گھر میں چادر پردے کو نہیں تو آپ ﷺ نے اپنی چادر مرحمت فرمائی کہ میری چادر سے پردہ کرو...... آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور پوچھا بیٹی کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہا یارسول اللہ ﷺ پہلے بھوک تھی کہ دو مہمان اور آ گئے بھوک دور کرنے کو کوئی اسباب نہیں...... روٹی نہیں بیماری کے علاج کے پیسے نہیں...... تو حضور اکرم ﷺ نے گلے لگایا اور آپ بھی رونے لگے۔

اللہ اکبر طائف پتھروں کی بارش میں رونا نہیں آیا اور یہاں رونا آیا، اے بیٹی غم نہ کرو الذی بعث اباک بالحق ماذقت من ثلاثة ایام فواقا اس ذات کی قسم! جس نے تیرے باپ کو نبی بنایا ہے' آج تیسرا دن ہے' میں نے بھی ایک لقمہ تک نہیں کھایا ہے' تیرے گھر میں فاقہ ہے تو تیرے باپ کے گھر میں بھی فاقہ ہے...... یہاں یہ بول فرمایا کہ میں کہنے لگا تو تھا تو مجھے یہ سارا واقعہ یاد آ گیا تو شروع کر دیا یہاں یہ بول عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّيْ لِيَجْعَلَ مَابَيْنَ الْمَكَّةِ ذَهَبا میرے رب نے مجھ پر پیش کیا کہ آپ چاہیں تو سارے عرب کے پہاڑوں کو سونا بنا دوں...... عرب کے پہاڑ مکہ اوزر پہاڑ کے درمیان پہاڑ سونا بن جاتا تو کیا اس سے کیا ہوتا...... سارا عرب ہی پہاڑی علاقہ ہے۔ آگے فرمایا پھر یہ بن کے کھڑے نہیں رہیں گے آپ کے ساتھ چلیں گے۔

آپ کو توڑنے کی اور کاٹنے کی مشقت میں نہیں ڈالوں گا۔ جتنا فرمائیں گے اتنا ہو کر سامنے آئیں گے۔ میں نے انکار کیا اے بیٹی! پھر کیا چاہیے...... میں نے کہا مجھے یہ چاہیے کہ اَجُوْعُ يَوْمًا وَاَشْبَعُ يَوْمًا ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا

کھاؤں تو میری امت کے اکثر لوگ فقیر ہوں گے ان کی تسلی کے لیے کہ تمہیں روٹی نہیں ملی ...... ارے تمہارے بیٹے کے علاج کے لیے پیسے نہیں مل رہے تو تمہارے نبی کی سب سے محبوب بیٹی کی دوا کے لیے پیسے نہیں ملے تھے ...... تمہارے بیٹوں کو پہننے کے لیے کپڑے نہیں مل رہے ...... تو تمہارے نبی کی پیاری بیٹی کو بھی جسم ڈھانپنے کے لیے کپڑے نہیں تھے ...... یہ صرف اُمت کے غریب کی تسلی کے لیے تھے۔

اب یہاں ہماری عقل برباد ہوئی ان گاڑیوں اور کوٹھیوں کو عزت کا معیار بنایا گیا۔ پھر تو قارون سب سے بڑا عزت والا تھا ...... اس جیسے شخص دولت والا آدمی دنیا میں کوئی نہیں گزرا نہ آئندہ کوئی آئے گا۔ اللہ نے خزانوں سمیت اس کو غرق کر دیا کہ کہا بیٹی میں خود بھوکا ہوں میرے رب نے تو کہا تھا کہ یہ پہاڑ سونا بنا دوں ...... میں نے کہا نہیں اِذْ جِعْتُ جب بھوک لگے گی تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَ ذَکَرْتُکَ میں تجھے یاد کروں گا ...... تیرے سامنے آہ وزاری کروں گا ...... یا اللہ! مجھے کھانے دیں وَاِذْ اشبعت حمدتک وشکرتک جب کھانا کھاؤں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری تعریف کروں گا۔

☆☆☆☆☆

سیدہ جنت جب جنت کو چلیں

حضرت فاطمہؓ کا جب انتقال ہونے لگا تو آپؓ بیمار تھیں۔ حضرت علیؓ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اپنی خادمہ کو بلا کر فرمایا۔ میرے لیے پانی تیار کر پانی تیار کیا پھر فرمایا مجھے غسل کروا، غسل کروایا پھر اس کے بعد کپڑے پہنے پھر فرمایا میری چار پائی درمیان میں کر دے۔ انہوں نے چار پائی کو درمیان میں کر دیا۔ پھر لیٹ گئیں اور قبلے کی طرف منہ کر لیا پھر فرمایا اب میں مر رہی ہوں۔ میرا غسل ہو چکا ہے۔ خبردار! میرے جسم کو کوئی نہ دیکھے۔ بس یہی میرا غسل ہے اور یہ کہہ کر انتقال فرما گئیں۔

حضرت علیؓ آئے تو دیکھا کہانی ختم ہو چکی ہے۔ چوبیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا تو ان کی خادمہ نے قصہ سنایا تو فرمایا اللہ کی قسم ایسا ہی ہوگا جیسے فاطمہؓ کہہ گئیں۔ جب قبر میں دفن کر دیا لوگ بھی کھڑے ہوئے ہیں اب ایک منظر قائم کیا آواز دی۔ یا فاطمہ! وہ تین مرتبہ آواز دی۔ کوئی جواب نہ آیا پھر شعر پڑھے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے)

یہ فاطمہ کو کیا ہوا؟ یہ تو میری ایک پکار پر تڑپ کے اُٹھ جاتی۔ آج میری صدا صدائے بازگشت بن چکی ہے اور جواب نہیں آ رہا۔ یہ جواب کیوں نہیں آ رہا ارے محبوب! صرف قبر میں جاتے ہی ساری محبتیں بھول گئے۔ ہاں کوئی کب تلک ساتھ رہتا ہے۔ آخر ساتھ ٹوٹ ہی جاتے ہیں۔ میں نے انہی ہاتھوں سے اپنے محبوب نبی کو دفن کیا، آج انہی ہاتھوں میں سے میں نے فاطمہ کو گم کر دیا، مٹی میں کھو دیا، مجھ پر یہ بات کھل گئی کہ یہاں کسی کی دوستی سلامت نہیں رہ سکتی اور ایک دن مجھ پر بھی یہ رات آنے والی ہے۔ جس دن میرا بھی جنازہ اٹھ جائے گا تو رونے والوں کا رونا میرے کس کا؟

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

☆☆☆☆☆

اصحاب کہف کی تین سو برس کی نیند

اللہ پاک اصحاب کہف کا قصہ سنا رہے ہیں۔
فیۃ نوجوان تھے جن کی جوانیاں اٹھی تھیں۔
امنوا بربھم ایمان لائے اپنے رب پر،
وزدنھم ھدی ہم نے ان کے ایمان کو اور بڑھایا،
اب ایک طرف ماں ہے باپ ہے دوست ہیں اور ایک طرف۔

لا الہ الا اللہ ہے بادشاہ نے بلایا اور یوں کہا یا تو کلمے پر باقی رہو اور یا پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ یا کلمہ ہوگا یا تمہاری جان ہوگی۔

اگر کلمے پر رہنا ہے تو مرنا پڑے گا اور اگر کلمے کو چھوڑ و گے تو تمہیں میں چھوڑ دوں گا۔ نہیں تو تم سب کو قتل کر دوں گا، ایک رات کی مہلت دیتا ہوں اور خود کہیں چلا گیا، پیچھے یہ سارے نوجوان اکٹھے ہوئے، انہوں نے کہا بھائی ایمان بچانا سب سے ضروری ہے۔ نہ جان ضروری ہے نہ مال، نہ ماں باپ ضروری ہیں نہ بیوی بچے، ایمان کا بچانا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

اصحاب کہف کی حفاظت

ایمان کو بچا کے نکلے، غار آیا اللہ نے سلایا اب اللہ اپنی قدرت کو ظاہر فرما رہا ہے۔ ایک سال دو سال دس سال نہیں سوئے تین سو برس مسلسل سوتے رہے۔

ولبثو فی کھفھم ثلث مائۃ سنین.

تین سو برس تک سو رہے ہیں۔

آدمی زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے سوئے، دس گھنٹے سوئے، بے ہوش ہے تو چوبیس گھنٹے سوئے، اڑتالیس گھنٹے سوئے، لیکن آخر بھوک اسے اٹھائے گی۔ بھوک لگے گی اٹھے گا، پیاس لگے گی اٹھے گا، پڑے پڑے تھک جائے گا تو اٹھے گا، پیشاب کا زور آئے گا تو اٹھے گا، حاجت کا تقاضا زور سے آئے گا تو اُٹھے گا، پسلیاں درد کریں گی سوتے سوتے تو اٹھ بیٹھے گا، لیکن اللہ اپنی قدرت قاہرہ کو دکھا رہا ہے، میں نے جان نہیں نکالی ان کی، عزیرؑ کی جان نکال لی تھی ان کی جان نہیں نکالی، ان کو سلایا تین سو برس تک سو رہے ہیں۔

ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال

ہم ان کی کروٹیں بھی بدل رہے ہیں، کبھی دائیں طرف، کبھی بائیں طرف۔

تین سو برس میں پیشاب نہیں آیا،

کس نے پیشاب کو روکا؟
تین سو برس میں حاجت نہیں ہوئی،
کون ہے روکنے والا؟
تین سو برس میں بھوک نہیں لگی،
کس نے بھوک کو مٹا دیا؟
تین سو برس میں سوئے سوئے تھکے نہیں،
کس نے ان کی تھکاوٹ کو دور کیا؟
تین سو برس میں پسلیاں درد نہیں ہوئیں،
کس نے درد کو ہٹا دیا؟
تین سو برس میں کوئی کیڑا، سانپ، بچھو انہیں کاٹنے نہیں آیا،
کس ذات نے انہیں روکا؟
تین سو برس میں کوئی شیر، چیتا انہیں کھانے نہیں آیا،
کون سی قدرت نے انہیں پیچھے دھکا دیا؟
تین سو برس میں زمین نے ان کو نہیں کھایا،
زمین کھا جاتی ہے، زمین نگل جاتی ہے،
بڑوں بڑوں کو زمین مٹی بنا دیتی ہے،
زمین پر امر اُترا تم نے کھانا نہیں،
ہوا پر امر اترا تم نے ان کو جگانا نہیں،
سورج کو حکم ہوا اے سورج تیری کرنیں میرے بندوں پر براہِ راست نہیں پڑنی چاہئیں۔

تقرضهم جب سورج چلتا ہے تو اللہ پاک کا امر آتا ہے۔ جو سورج کی کرنوں کو ان سے ہٹا دیتا ہے۔

تین سو برس کے بعد پھر ان کو اُٹھایا،

ثلث مائة سنین تین سو برس سو رہے ہیں۔ پھر اٹھایا

قال قاتل اب ایک بولا

کم لبثنا یار کتنا عرصہ سوئے،

ایک بولا یوما ایک دن۔

دوسرا بولا او بعض یوم نہیں آدھا دن، بال نہیں بڑھے، ناخن نہیں بڑھے، کپڑے نہیں پرانے ہوئے، میلے نہیں ہوئے، پھٹے نہیں تھکاوٹ نہیں اور و کلبھم باسط ذراعیه بالوصید کتا باہر بیٹھ آرام سے سو رہا ہے اور وہاں سے فوجیں گزر رہی ہیں۔ ان کی تلاش مین ملک کا کونہ کونہ چھان مار رہے ہیں۔

لیکن اللہ ان کی نگاہوں پر پردہ ڈال رہے ہیں، کتا باہر بیٹھا ہے، وہ اندر سو رہے ہیں، فوجیں گزر رہی ہیں، کسی کو نظر نہیں آرہا، اللہ پاک نے اندھا کر دیا۔

تین سو برس کے بعد اٹھایا، کتنا عرصہ سوئے؟

بھائی آدھا دن سوئے ہیں،

اچھا بھائی اب بھوک لگی ہے، اللہ اکبر تین سو برس میں تو بھوک نہیں لگی، اب اُٹھتے ہی بھوک لگی، بھائی کوئی بھوک کا انتظام کرو، انہوں نے کہا بھائی ایسا کرو، جانا اور ولیتلطف نرمی سے بات کرنا۔ ولا یشعون بکم احدا کسی کو پتہ نہ چلے۔

کہیں ہم پکڑے گئے تو مارے جائیں گے۔ انہیں خبر ہی نہیں کہ باہر تین سو برس گزر چکے ہیں۔ یہ ہے میرے رب کی شان۔

☆☆☆☆☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

مرد و عورت ملیں تو بچہ ہوتا ہے۔ ساری دنیا دیکھتی ہے، سارا جہاں دیکھتا ہے، لہٰذا ہر کوئی شادی کے بعد دعا کرتا ہے کہ اللہ اولاد دے۔ شادی سے پہلے بھی کسی نے دعا کی؟ اور یہ اللہ کی نیک بندی مریم ایک کونے میں ہوئی نہانے کو گئی تو فرشتہ انسانی

شکل میں سامنے آ گیا وہ تھرا گئی۔

انی اعوذ بالرحمن منک، ان کنت تقیا

اللہ سے پناہ مانگتی ہوں، کون ہے تو؟ کہا نہیں ڈرو نہیں، مرد نہیں ہوں۔

انما انا رسول ربک ... فرشتہ ہوں، کیوں آئے ہو؟

لاھب لک غلما زکیا... اللہ تمہیں بیٹا دینا چاہتا ہے۔

وہ کہنے لگیں توبہ توبہ انی یکون لی غلمٌ۔۔ مجھے بیٹا؟

لم یمسسنی بشر... میری تو شادی نہیں ہوئی۔

ولم اک بغیا... میں کوئی بازاری عورت نہیں ہوں،

تو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

یا حرام سے آئے یا حلال سے آئے تو دونوں کام نہیں ہیں۔

قال کذالک قال ربک ھو علی ھین

اے مریم! تیرا رب کہہ رہا ہے کوئی مسئلہ نہیں ابھی ہو جائے گا۔

فنضخنا فیھا من روحنا...

جبرائیلؑ نے پھونک ماری۔ ادھر پھونک پڑی ادھر حمل، اس کو نو مہینے اٹھاتیں تو کس کس کو جواب دیتیں کہ میری بے بسی ہے۔ لہٰذا دوسری قدرت، پھونک سے حمل اور ساتھ ہی نو مہینے کے مرحلے نو پل میں طے کروا کے دردزہ لگا دیا۔

فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلۃ

اور دردزہ نے بھگایا اور ایک کھجور کے نیچے جا کے بچہ دے دیا۔

اور اب سر پہ ہاتھ رکھا! یلیتنی مت قبل ھذا. ہائے میں مر جاتی۔

وکنت نسیا منسیا۔۔۔ ہائے میرا دنیا میں آنا بھی لوگ بھول جاتے۔

میں کس منہ سے اب شہر کو جاؤں؟ جبرائیل پھر آئے:

لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا۔۔۔ غم نہ کر، چشمہ چل گیا ہے، کل واشربی... کھا پی۔ وقری عینا... اطمینان رکھ اور بچے کو شہر میں لے

جا۔ انہوں نے کہا میں کیسے لے جاؤں؟ کیا جواب دوں؟

کہاتم جواب دینا:

انی نذرت للرحمن صوما، فلن اکلم الیوم انسیاo

میرا روزہ ہے۔ میں نے بات نہیں کرنی۔

بنی اسرائیل روزے میں بھی بات نہیں کر سکتے تھے۔ ہم روزے میں جھوٹ بھی بولیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، وہ سچ بھی بولیں تو ٹوٹ جاتا تھا۔ اتنی رعایت لے کر بھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ہائے ہائے

فأتت به قومها تحمله... بچہ گود میں لے کر شہر میں آئیں۔ ایک پکار پڑی۔

یامریم لقد جئت شیئا... فرمایا اے مریم یہ کیا کیا؟

یااخت ھارون... اے ہارون کی بہن!

ما کان ابوک امرء سوء... تیرا باپ تو ایسا نہیں تھا۔

وما کانت امک بغیا... تیری ماں تو ایسی نہیں تھی۔

فاشارت الیه... ان کی انگلی اس بچے کی طرف اٹھی۔

پھر یوں کہا! اس سے بات کرو، میرا روزہ ہے، تو وہ پھٹ پڑے۔

کیف نکلم من کان فی المھد صبیا.

بے وقوف بناتی ہے۔ بہانہ کرنے کا بھی تجھے طریقہ نہیں آتا۔

ایک تو منہ کالا کیا۔ ایک بہانہ ایسا بناتی ہے۔ بچہ کیسے بات کرے؟

تو ایک ہنگامہ شروع ہو گیا۔ ابھی وہ ایسے ہی ہوں ہاں کر رہے تھے کہ ایک دم بچے کا خطاب شروع ہوا، بغیر لاؤڈ سپیکر کے سارے ڈیفنس میں گھوم گیا۔ سارے بیت المقدس میں گھوم گیا۔

انی عبداللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا، وجعلنی مبارکا اینما کنت واوصنی بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا، وبرا بو الدتی

ولم يجعلني جبار اشقيا، والسلام علي يوم ولدتُ ويوم اموتُ
ويوم ابعث حيا، ذالک عیسی ابن مریم.

عیسیٰ علیہ السلام نے تقریر کی، تیسری قدرت، پھونک سے حمل، فوراً بچہ پیدا ہوا، تیسری طاقت ظاہر ہوئی کہ جو ڈھائی سال کے بعد ٹوٹی پھوتی بات کرنے والا بچہ، وہ ماں کی گود میں ایسی فصیح تقریر کر رہا۔

میں اللہ کا بندہ، میں کتاب والا، میں نبوت والا، میں برکت والا، میں ماں کا فرمانبردار، میں نہیں ہوں بد دماغ، میں نماز والا، میں زکوٰۃ والا، میں سلامتی والا پیدائش کے دن، میں سلامتی والا موت کے دن اور میں سلامتی والا قیامت کے دن۔

یہ تقریر اس بچے سے اللہ تعالیٰ نے کروا کر ساری دنیا کے دماغوں پر ہتھوڑا مارا ہے کہ اس کائنات کا نظام اسباب سے چلتا ہے۔ اللہ کسی سبب کا پابند کوئی نہیں ہے۔

ساری کائنات کے مسائل کا حل صاف ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کی ذات تو ایسی قدرت والی ہے جو کہ ناممکن کو ممکن بنادے اس پر ایک واقعہ بتاتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا انوکھا واقعہ

فرعون کا سارا لشکر اس کوشش میں ہے کہ موسیٰ پیدا نہ ہوں۔ وہ ایک سال بچے ذبح کرتا تھا، ایک سال چھوڑتا تھا، جس سال چھوڑتا تا اس سال ہارونؑ پیدا ہوئے اور جس سال قتل کرتا تھا اس سال موسیٰ پیدا ہوئے۔

پھر اگر اللہ کہیں چھپا کر ان کو پالتا تو قدرت کا کیسے پتہ چلتا؟

واوحینا الی ام موسی ان ارضعیه... اے ام موسیٰ دودھ پلا اس کو۔

فاذا خفت علیه... جب ڈر لگے۔

فالقیه فی الیم... تو پھر صندوق میں ڈال دینا۔

ولا تخافی ولا تحزنی انا رآده الیک وجاعلوه من المرسلینo

نہ ڈرنا نہ غم کرنا، تیری گود میں رسول بن کر واپس آئے گا۔
فرعونی لشکر حرکت میں ہے کہ نہیں زندہ رہنے دینا،
اللہ کا نظام حرکت میں ہے کہ کر کے دکھانا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ترکھان کے پاس گئیں کہ صندوق بنا کے دو، اس کو شک پڑ گیا کہ کوئی چکر ہے۔ جب فرعون کے سامنے آیا تو اللہ پاک نے زبان بند کر دی۔ وہ کہے بولو کیا بات ہے؟ وہ بولنا چاہے تو بول نہ سکے، اشاروں سے سمجھائے تو سمجھ میں نہ آیا، میں نے کہا پاگل لگتا ہے۔ نکال دو جب باہر نکلا تو زبان پھر ٹھیک ہوگی۔ وہ پھر واپس آیا کہ بھائی مجھے ضروری بات فرعون کو بتانی ہے۔ فرعون نے اندر آنے کی اجازت دی۔

فرعون بنی اسرائیل کے علاوہ اپنی قوم میں رحم دل بھی تھا اور عادل بھی تھا۔ اس لیے اس کو اتنی مہلت مل گئی۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:
یا اللہ فرعون تو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا تو آپ نے اس کو اتنی مہلت کیوں دی؟
تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنی رعایا میں رحم دل بھی تھا۔ اس لیے میں نے اس کو اتنی مہلت دی۔

وہ پھر اندر آ گیا کہا کیا بات ہے؟ پھر زبان بند ہوگئی۔
اب وہ سمجھانا چاہے تو سمجھا نہ سکے، انہوں نے پھر نکال دیا۔
جب باہر نکلا تو زبان ٹھیک ہوگئی۔ پھر وہ اندر بھاگا۔

جب تیسری مرتبہ اس کی زبان بند ہوئی تو فرعون نے کہا اب اگر آئے تو اس کی گردن اُڑا دینا۔ تو اس نے سوچا اللہ ہی کچھ کرنا چاہا ہے۔ اس میں انسان بے بس ہے۔ چپ کر کے صندوق بنا کر حوالے کر دیا۔ پھر انہیں دریا میں ڈال دیا گیا۔

حضرت موسیٰ کی والدہ نے پوچھا یا اللہ اب یہ صندوق کہا جائے گا۔
فلیلقه الیم باالساحل... دریا کی موج اس کو کنارے پر لگا دے گی۔
یاخذہ عدولی وعدولہ... اس کو فرعون اٹھالے گا۔

یہ سن کر موسیٰ کی والدہ کا سینہ ایک دم دہل گیا کہ یا اللہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جس سے بچانا چاہتے ہیں اسی کے پاس پہنچ رہے ہیں۔

کہا: **لا تخافی** اس کی موت کا ڈر نہ کر،

ولا تحزنی اس کی جدائی کا غم نہ کر،

انار آدوه الیک... اسے تیری گود میں واپس لا دوں گا۔

وجاعلوه من المرسلین... اور اسے رسول بنا کر دکھا دوں گا۔

جب اس بچے کو پکڑ کر فرعون کے دربار میں لایا گیا تو فرعون نے دیکھتے ہی کہا قاتل یہی میرا قاتل ہے، اسے مار دو۔ خود آسیہ نے کہا:

قرت عین لی ولک... یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے چھوڑ دو، اتنے مارے ہیں یہ ہمارے گھر میں پلے گا کیا ہو جائے گا۔ تو اللہ پاک نے فرعون کے گھر میں موسیٰ کو ٹھہرا دیا۔ **وحرمنا علیه المراضع**... جس خزانے سے اسے قتل کرانے کے لیے پیسہ خرچ ہوا ہے۔

آؤ بھائی! اسے دودھ پلاؤ (اس نے بڑے ہو کر میرا ہی سر لینا ہے) موسیٰ کسی کا دودھ نہ پئیں۔ اللہ پاک نے ساری عورتوں کا دودھ حرام کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کسی کا دودھ نہیں پی رہے تو انہوں نے کہا کہ میں ایک گھر جانتی ہوں اس کا پتہ بتا دوں۔ انہوں نے کہا ہاں ضرور بتاؤ۔ یہ اپنی ماں کو بلا کر لائیں، اب ماں بچے کو دیکھے اور اس کے دل میں محبت کا جوش نہ آئے اور چہرے پر اثر نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو انسانی فطرت کے خلاف ہے۔

شہنشاہ اکبر عمر کوٹ میں پیدا ہوا۔ دو ڈھائی سال کا تھا، اس کی ماں کابل چلی گئی۔ ڈھائی سال بعد وہ کابل گیا تو بہت ساری عورتیں بیٹھی تھیں تو اکبر کو چھوڑا گیا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اس نے سب کے چہروں کو دیکھا اور اپنی ماں کی گود میں جا کر بیٹھ گیا۔

کہاں سے پہچانا؟

اس کے چہرے سے کہ اس کی ماں کے چہرے کے ایک ایک خال سے محبت پھوٹ رہی تھی۔ اس نے کہا یہی میری ماں ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آئیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان كادت لتبدى به لو لا ان ربطنا على قلبها

کہ قریب تھا کہ موسیٰ کی والدہ کے دل کی بے قراری چہرے پر آ جاتی۔

ہم نے اس کے دل کو بند کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام کی محبت کو کھینچ لیا اور ان کی والدہ ایسے پتھر ہو گئی جیسے اپنا بیٹا ہے ہی نہیں،

لیکن جب انہیں دودھ پلایا تو وہ پینے لگ گئے۔ ان کی والدہ نے کہا کہ میں غریب عورت ہوں میں آپ کے پاس نہیں رہ سکتی۔ میرے اور بھی بچے ہیں میں تو اسے گھر لے جاؤں گی اور گھا کر اسے دودھ پلاؤں گی۔ یہ منظور ہے تو ٹھیک ہے، نہیں تو میں جاتی ہوں۔

فرعون نے کہا ٹھیک ہے اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ اور دودھ پلا کر ہمارے پاس چھوڑ جاؤ۔ اب جس خزانے سے پیسے خرچ کر کے بچے ذبح کیے جا رہے ہیں، اسی خزانے سے موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہو رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آگ

میرے بھائیو! اس کائنات میں حکومت اللہ کی ہے۔ یہاں وہ ہوگا جو اللہ چاہتا ہے۔ ساری کی ساری نمرود کی طاقت استعمال ہوئی کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دو اور اسے ڈال دو اور لکڑیاں اکٹھی ہوئیں۔ ڈھیر لگایا گیا اور ایسی آگ دہکی کہ اوپر سے اڑنے والے پرندے بھی اس میں گر کے راکھ ہو جائیں۔ اب ابراہیم علیہ السلام کو پھینکنے کا وقت آیا تو آگ کے قریب جائے گا کون؟ راستہ ہی کوئی نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے تو خود چلا جا، وہ کہنے لگے میں کیوں جاؤں؟ تم نے چلانا ہے

پھینکو مجھے۔

اب پھینکنے کا طریقہ کوئی نہیں، قریب جائیں تو خود جلتے ہیں، شیطان نے ایک ہتھیار بنا کے دیا۔ غلیل کی طرح اس میں اتار کے پھینکا کپڑے اتارے رسیوں سے باندھا۔

جب ہوا میں اڑے تو جبرائیل دائیں طرف آ گئے اور پانی کا فرشتہ بائیں طرف آ گیا۔ درمیان میں ابراہیم علیہ السلام، ادھر جبرائیل علیہ السلام ادھر پانی کا فرشتہ اور ابراہیم علیہ السلام خاموش ہیں۔

بس اتنا کہہ رہے ہیں:

حسبی اللہ ونعم الوکیل

اس سے آگے کچھ نہیں بول رہے اور ادھر پانی کا فرشتہ اس انتظار میں ہیں کہ ابھی اللہ تعالیٰ فرمائے گا پانی ڈالو آگ بجھاؤ، جبرائیل علیہ السلام اس انتظار میں ہے کہ یہ مجھ سے کچھ کہیں تو میں آگے کروں۔ تو جب دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام بولتے نہیں ہیں تو بے قرار ہو گئے کہ یہ آگ میں جائے گا تو جل جائے گا۔ جبرائیل بھی تو یہی جانتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے، کہنے لگے: ابراہیم علیہ السلام آپ کو میری ضرورت نہیں؟

تو فرمایا: **اما الیک فلا** ضرورت ہے مجھے تیر کوئی ضرورت نہیں۔

اما الی اللہ فنعم بے شک اللہ کا ضرور محتاج ہوں۔

پر تیرا محتاج کوئی نہیں ہوں۔ آگ میں جا رہے۔

جب جبرائیل علیہ السلام سے بھی نظر ہٹ گئی اور پانی کے فرشتے سے بھی نظر ہٹ گئی تو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست آگ کو حکم دیا۔

ینار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم.

اے آگ ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ میرے ابراہیمؑ پر

تو اللہ جل جلالہ نے ایسا ٹھنڈا فرمایا اور اس کے شعلوں کو گود بنا دیا۔

شعلوں نے ابراہیم علیہ السلام کو گود میں لیا۔ جسے ماں بچے کو چارپائی پر لٹاتی ہے۔ ایسے آرام سے انگاروں پر بٹھا دیا۔ آگ کو شفاف بنا دیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر جو جانی دشمن اور قتل کے درپہ تھا۔ جب اس کی نظر پڑی تو اس کی زبان سے بھی بے ساختہ نکلا۔

نعم الرب ربک یا ابراهیم

اے ابراہیمؑ تیرے رب کے کیا کہنے کیا ہی زبردست تیرا رب ہے۔

لنگڑے مچھر کا کارنامہ

نمرود کے مقابلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلمے کی دعوت دی۔ اللہ نے لنگڑے مچھر سے پٹوا کر دکھا دیا کہ میں ہوں اصل کرنے والا۔ مچھروں سے نمرود کے لشکر کو برباد کر دیا، نمرود کے لشکروں پر مچھروں نے حملہ کیا، مچھروں نے کاٹ کاٹ کے نمرود کے لشکر کو برباد کیا، نمرود بھاگا اور اپنے محل میں پہنچا اور بیوی سے کہا میرے لشکروں کو تو مچھروں نے برباد کیا اور سب ہلاک ہوئے، اتنے میں الک لنگڑا مچھر بھنبھناتا ہوا کمرے میں آیا اور یوں سر پر گھوما، کہنے لگا ایسے مچھر تھے جنہوں نے برباد کیا اور وہی آگے اس کی ناک میں گھسا اور اللہ نے اسے دماغ میں پہنچایا اور اس کے سر پر جوتے پڑتے رہے اور جوتے پڑتے پڑتے بھیجا پھٹ گیا اور وہ مر گیا اور اللہ نے کلمے کی طاقت کو دکھایا۔

اللہ نے ہر آسمان کو اپنے امر اور اپنی طاقت کے ساتھ الگ الگ احکام دے کر جکڑ دیا، باندھ دیا۔ اتنے بڑے اللہ کو پکارتے ہی نہیں، لیکن جب عاجز ہو جاتے ہیں پھر کہتے ہیں، اب تو اللہ ہی کرے گا، اچھا پہلے کون کر رہا تھا؟ اب تو اللہ ہی شفا دے گا، کیا پہلے تو شفا دے رہا تھا؟

☆☆☆☆☆

موسیٰ علیہ السلام کے پیٹ میں درد ہوا کہنے لگے، یا اللہ پیٹ میں درد ہے۔

اللہ نے کہا ریحان کے پتے اُبال کر لے لو۔ ریحان ایک چھوٹا سا پودا ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کو رگڑ کر پیس کر پی لیا ٹھیک ہو گئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد دوبارہ پیٹ کا درد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ سے نہیں پوچھا خود ہی جا کر رگڑ کر پیس کر پی لیا تو درد تیز ہو گیا، ایک دم تیز۔ پھر کہا یا اللہ یہ کیا ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے کیا سمجھا تھا اس میں شفا ہے۔ مجھ سے کیوں نہیں پوچھا؟ اذا مرضت فھو یشفین... تیرا رب شافی ہے، ریحان شافی نہیں، تیرا رب شافی ہے۔ کامیابی اور کامرانی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کو ساتھ لینے سے کام بنتا ہے۔ پھر پتھر بھی ایٹم بم بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی ایک مثال

ایک انصاریہ کو پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ وہ بے قرار نکلی (ابھی پردہ کا حکم بھی نہیں آیا تھا ۵ ہجری میں پردے کا حکم آیا ہے یہ غزوہ اُحد میں تین ہجری میں ہوا تھا) تو بڑی بے چینی سے کہہ رہی ہیں مَـاذَا فَـعَـلَ ایک آدمی نے آ کر کہا قتـل زوجک عمرو بن جموع کی بیوی نے یہ خبر دی کہ قُتِـلَ زوجُک تیرا شوہر قتل ہو گیا کہا انا للہ و انا الیہ راجعون ماذا فعل رسول اللہ یہ بتاؤ کہ اللہ کے رسول کا کیا ہوا؟ اس نے پھر کہا کہ تیرا بیٹا شہید ہو گیا۔ اس نے پھر کہا انا للہ و انا الیہ راجعون بتاؤ کہ اللہ کے رسول کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ تیرا بھائی بھی قتل ہو گیا کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون یہ تو بتاؤ اللہ کے رسول کا کیا حال ہے؟ اس عورت کا خاوند، بیٹا اور بھائی تینوں شہید ہو گئے تو اس کے پیچھے کوئی نہ رہا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی ہے کہ اس کو ان کی پرواہ ہی نہیں۔ کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک ہیں حتّٰـی تَـقَـرَّ عَـیْـنِـی جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں تو مجھے چین اور سکون نہیں آ سکتا تو دوڑ لگائی اُحد کی

طرف، جب وہاں جا کر حضور اکرم ﷺ کو دیکھتی ہے کہ سامنے سے حضور اکرم ﷺ تشریف لارہے ہیں اور عورت آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر آپ ﷺ کے کرتے کے دامن کو پکڑ کر کہتی ہے یا رسول اللہ! آپ زندہ ہیں تو سارا جہاں بھی مٹ جائے تو مجھے کوئی غم نہیں۔

☆☆☆☆☆

ایک عورت کا ایمان

حیاۃ الصحابہ میں ایک عورت اللہ کے راستے میں گئی اس کی دو بکریاں تھیں دو برش تھے جب واپس آئی تو ایک بکری گم تھی ایک برش گم تھا دھاگہ سیدھا کرنے والا کہنے لگی۔

یَارَبِّ ضَمِنْتَ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِکَ

اللہ تو ضامن۔۔۔ جو تیرے راستے میں نکلے اس کے مال کا بھی۔۔۔ اس کی جان کا بھی۔۔۔ اے اللہ! وَعَنْقَتِی وَصَیْصَتِی ... میری بکری گم ہوگئی میرا برش گم ہوگیا۔ پھر اس نے کہا: وَعَنْزَتِیْ وَصَیْتِیْ میری بکری میرا برش۔

حضور ﷺ بھی سن رہے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا:

''ارے اللہ کی بندی! اللہ پر ایسے دعوے نہیں کئے جاتے۔ اللہ کے ذمہ تو کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ تو احساناً اپنے ذمہ لے لیتا ہے''۔

اللہ کے ذمے کوئی نہیں ہے کہ ہمیں جنت میں ڈالے۔۔۔ اللہ نے تو احساناً اپنے ذمے لے لیا ہے۔ اللہ کے ذمے نہیں ہے کہ ہمیں روٹی دے۔۔۔ اللہ نے تو احساناً اپنے ذمے لے لیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی بندی ایسے دعوے نہ کر''۔

اس اللہ کی بندی نے حضور ﷺ کی بھی نہ سنی بس یہی کہتی رہی۔۔۔

وَعَنْزَتِیْ وَصَیْصَتِیْ۔۔۔ میری بکری میرا برش، میری بکری میرا

برش۔۔۔ اللہ نے دو بکریاں دو برش حضور ﷺ کے کھڑے کھڑے واپس بھیج دیئے کہ:

یُخلِفُهٗ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

تم میرا کام کرو میرا پیغام پھیلاؤ۔

میرے دوستو!

☆ نماز پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے۔

☆ نماز پر برائی سے بچنے کا وعدہ ہے۔

☆ روزے پر اللہ کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے،

☆ روزے پر تقویٰ کا وعدہ ہے۔

☆ حج پر غنی ہونے کا وعدہ ہے۔

صرف تبلیغ کے کام پر حفاظت کا وعدہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا وہ ہو کر رہا اور آئندہ بھی وہی ہوگا جو وہ چاہیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆

جو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا وہ ہو کر رہا

جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا وہ بھی ہو کر رہا اور ہو کر رہے گا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ پر سکوت طاری، جنگل میں پڑے ہوئے۔۔۔ ایک بیٹی ایک بیوی کوئی ساتھ نہیں، حضرت ابوذ دغفاریؓ کی بیوی کہنے لگی وَا کربا و احذنا ہائے غم! ابوذرؓ کہنے لگے کیوں کیا بات ہے؟ کہنے لگیں۔

کون تیرا جنازہ پڑھے گا؟ کون تجھے غسل دے گا؟

کون تیری قبر کھودے گا؟ کون تجھے کفن دے گا؟

ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، اس وقت کفن کا کپڑا بھی کوئی نہیں تھا۔

تو ابوذرؓ کہنے لگے: وَمَا کُذِبْتُ اللہ کی بندی میں نہ جھوٹ بول رہا ہوں نہ مجھ

سے جھوٹ کہا گیا ہے۔۔۔ میں ایک محفل میں تھا میں نے اپنے حبیب ﷺ سے سنا۔۔۔ ان کانوں نے سنا۔۔۔ اس دل نے سنا۔۔۔ یاد رکھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک تم میں:

يَعِيشُ وَحِيدًا وَيَمُوتُ وَحِيداً وَيُصَلّي عَلَيه طائِفَةٌ مِّنَ الْمُسلِمين.

تم میں سے ایک اکیلا زندہ رہے گا اکیلا مرے گا۔

اکیلا اٹھے گا اور اس کی نماز جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے گی۔

اور میں دیکھ رہا ہوں جو کہ اس وقت موجود تھے۔۔۔ وہ سب کے سب شہروں میں مرے ہیں۔۔۔ میں اکیلا ہوں، اکیلا رہا ہوں، اکیلا مرنے لگا ہوں۔۔۔ میرے رب کی قسم! میرے نبی ﷺ کا فرمان ہے: **لا ریب فیہ** اس میں کوئی شک نہیں مجھے یہ نہیں پتہ کہ کہاں سے آئیں گے اور کون آئیں گے لیکن کوئی آئے گا میرا جنازہ پڑھنے ضرور آئے گا۔

وقَدْ اِنْقَطَعَ الْحاج... جبکہ حج کا زمانہ گزر گیا۔

''ربذہ'' مکہ اور عراق کے درمیان راستہ پڑتا تھا جو حاجی عراق سے آتے تھے ربذہ سے گزرتے تھے (جہاں ابوذر رہتے تھے) تو بیوی نے کہا حاجی چلے گئے حج سر پر آ گیا اب حاجی بھی کوئی نہیں آئیں گے۔۔۔ اتنے قریب عمرے کرنے کون آتا ہے؟ تو لہٰذا اب مجھے تو کوئی شکل نظر نہیں آتی۔۔۔ کہا چل چل **تتبع الطریق** جا دیکھ راستہ کوئی آئے گا۔

ایک دن گزرا کوئی نہیں آیا، دوسرا دن گزرا کوئی نہیں آیا، اور وہ تیسرے دن آخری دموں پر تھے۔۔۔ تو بیٹی کو بلا کر فرمایا: بیٹی میرے مہمان آئیں گے جنازہ پڑھنے۔۔۔ ان کے لئے کھانا تیار کیا جائے۔۔۔ اتنا یقین **لَا رَیب فِیہ** ایسا یقین کہ تین دن گزر چکے ہیں سانس اکھڑ چکا ہے، بیٹی کو بلا کر کہہ رہے ہیں بیٹی کھانا پکاؤ، آج مہمان آئیں گے میرا جنازہ پڑھا جائے گا۔۔۔ تھوڑی دیر گزری تو دیکھا ایک

غبار اڑ رہا ہے، تو ان کی بیوی نے کھڑے ہوکر ہاتھ ہلائے تو تیس اونٹنیوں پر سوار۔۔۔کون؟

عبداللہ بن مسعودؓ اوران کے ساتھ انیس آدمی۔۔۔تو بیوی نے کہا کہ:

هَلْ لَكُمْ مِنْ رَغبةِ اِلٰى اَبِى ذَرّ رَضِىَ الله عنه.

کہا کیا تمہیں ابوذر رضی اللہ عنہ کی رغبت ہے؟

انہوں نے کہا کیا ہوا؟ فرمایا

وَهُوَفِى سِيَاقَةِ الْمَوْت کہا وہ سکرات میں ہے۔

کوئی اس کا جنازہ پڑھنے والا نہیں،

تو سارے صحابیؓ رونے لگ پڑے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا:

نَفْدِيه اُمَّهَا تَنَاوَا باء نَاُ ہمارے ماں باپ ابوذرؓ پر قربان۔

ہم کیوں نہ کریں گے؟ دوڑ کر گئے وہ آخری دموں پر تھے۔۔۔ کہنے لگے۔۔۔ بھائی مجھے کفن دو۔ جس نے کبھی حکومت کا کوئی کام نہ کیا ہو وہ مجھے کفن دے۔۔۔تو سارے ہی کچھ نہ کچھ کر چکے تھے ایک انصاری نوجوان نے کہا میں نے آج تک حکومت کا کوئی کام نہیں کیا۔۔۔ یہ میری ماں نے اپنے ہاتھ سے احرام کی چادریں بنائیں ہیں۔ (یہ کفن کے لئے حاضر ہیں) کہا کہ بس تو مجھ کفن دے گا۔

اور جب انتقال ہوگیا۔۔۔ جنازہ پڑھا گیا۔۔۔ فارغ ہوکر چلنے لگے۔۔۔تو بیٹی نے کہا کھانا تیار ہے کھالیجئے۔

کہا کیسے پتہ ہے آپ کو؟

تو وہ کہنے لگی: میرے ابا نے کہا تھا کہ میرے مہمان میرا جنازہ پڑھنے آئیں گے۔۔۔ ان کے لئے کھانا تیار کر کے رکھنا ہے۔۔۔ کہیں میری موت کی مشغولی تمہیں ان کی خدمت سے غافل نہ کردے۔۔۔تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رونے لگے اور کہا۔۔۔ واہ! ابوذرؓ تو زندہ بھی سخی اور مر کر بھی سخی۔۔۔ اوہو یہ صحابہؓ یہ کہاں سے آ گئے؟

حضرت عثمانؓ کو خصوصی تقاضا پیش آیا۔۔۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ قرآن پاک کے مشورہ کے بارے میں۔۔۔ کہا عبداللہ فوراً میرے پاس پہنچو۔۔۔ چاہے تجھے حج ملے یا نہ ملے، حضرت عثمان کا امر پہنچا اور وہ وہاں سے نکلے ہیں۔۔۔ عمرے کی نیت کر کے۔۔۔ کیونکہ حج پر تو پہنچ نہیں سکتے تھے۔۔۔ دراصل وہ عمرے کیلئے نہیں نکلے۔۔۔ حضرت عثمانؓ نے نہیں بلایا تھا، ابوذرؓ نے بلایا تھا حبیب ﷺ کے فرمان نے بلایا تھا۔ کہ میرے ایک صحابیؓ کا وقت آ چکا ہے اور میں کہہ چکا ہوں کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ اور میری امت کی ایک جماعت پڑھے گی نکلو۔۔۔ عمرے کا بہانہ بنا، حضرت عثمانؓ کے بلانے کا بہانہ بنا۔۔۔ وہ تو محمد ﷺ کا کلام پورا ہوا۔ چنانچہ وہی ہوا جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ سے صحابہ کرام کو بتایا تھا۔

تو میرے بھائیو! جب دل میں اللہ کی بڑائی آ جائے تو اس کے حکم کے پورا کرنے پر جان، مال اور وقت کی قربانی آسان ہو جاتی ہے۔

آپ حکومت کو ماننا چھوڑ دیں تو حکومت والے نکال دیں گے۔ تو جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ تو حکومت سے زیادہ غیرت والا ہے۔۔۔ جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ کے غیبی خزانے کھلیں گے۔۔۔ حکومت جب غیرت کھاتی ہے تو جب آپ اللہ کے سپاہی بنیں گے تو اللہ غیرت کتنی کھائے گا۔۔۔ یقیناً اللہ کا غیبی نظام آپ کے لئے حرکت میں آئے گا۔

☆☆☆☆

جو تو میرا۔۔۔ تو سب میرا

بنی اسرائیل میں ایک نو جوان تھا۔ تھا گنہگار بڑا نافرمان۔ لوگوں نے شہر سے نکال دیا۔ ویرانے میں جا کر پڑ گیا۔۔۔ وہاں بیمار ہو گیا کوئی پوچھنے نہ آیا۔۔۔ مرنے کا وقت آ گیا تو آسمان کو دیکھ کر کہنے لگا۔

یا اللہ! مجھے عذاب دے کر تیرا ملک زیادہ نہیں ہوگا۔ مجھے معاف کر کے تیرا

ملک تھوڑا نہیں ہوگا تو دیکھ رہا ہے لَا اَجِدَ قَرِیْبًا وَّلَا حَمِیْمًا نہ میرا کوئی رشتے دار، میرے پاس ہے نہ میرا کوئی دوست میرے پاس ہے، سب نے مجھے ٹھکرا دیا ہے ---میں ہوں ہی اس قابل کے ٹھکرایا جاؤں اور تو میری امید کو پورا فرما دے اور مجھے محروم نہ فرما اور مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرا فرمان ہے: اِنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم یہ کہہ کر اس کی جان نکل گئی۔

موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرا ایک دوست فلاں ویرانے میں مر گیا ہے---اسے جا کے غسل دو اور جنازہ پڑھو اور جتنے شہر کے بدمعاش اور نافرمان ہیں ان سے کہو کہ اس کے جنازے میں شرکت کرلیں ان کی بھی بخشش کر دوں گا۔

یہ جو اعلان ہوا تو لوگ بھاگے گئے کہ ہر کوئی گنہگار ہے---آگے جا کر دیکھا تو وہی شرابی، جواری، زانی۔ اے موسیٰ! آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ تو ایسا تھا انہوں نے کہا--- یا اللہ! تیرے بندے تو یہ کہہ رہے ہیں آپ وہ کہہ رہے ہیں---

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بھی سچے ہیں میں بھی سچا ہوں۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے یہ کہہ رہے ہیں---لیکن جب مرا ہے تو ایسی بے بسی میں مرا ہے اور مجھے پکارا ہے تو اس طرح تڑپ کے پکارا ہے کہ مجھے میری ذات کی قسم اس نے تو صرف اپنی ہی بخشش مانگی---کم ظرف نکلا---سارے جہان کی بخشش مانگتا تو میں سب کو معاف کر دیتا---اس نے مانگی ہی اپنی بخشش سب کی مانگتا تو سب کو معاف کر دیتا---تو بھائی یہ جو تبلیغ کا کام ہو رہا ہے دنیا میں کوئی الگ محنت نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کی محنت ہے کہ ہر مسلمان خواہ جس شعبے سے تعلق رکھتا ہے اللہ کا بندہ اللہ کا فرمانبردار بندہ بن کے رہے۔

☆☆☆☆☆

اللہ سے دوستی کا فائدہ

ایک مرتبہ حضرت سفیانؒ اپنی ماں سے کہنے لگے۔ مجھے اللہ کے لیے وقف کر دو والدہ نے کہا جاؤ میں نے آپ کو اللہ کے لیے وقف کر دیا۔ تو یہ صحابی گھر سے

نکلے تو ۱۹ سال بعد واپس لوٹے۔ رات کو گھر پہنچ کر دروازے پر دستک دی تو اندر سے والدہ نے کہا کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں۔۔۔۔ والدہ نے کہا میں نے آپ کو اللہ کے راستے میں وقف کر دیا تھا اور دی ہوئی چیز کو واپس لینا بڑی بے غیرتی ہے۔ چلے جاؤ! قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔ دروازہ نہیں کھولا۔

اللقاء یوم اللقاء ملاقات کے دن ہوگی۔

یہ بیٹے کی قربانی تھی۔ اس کو کہاں مقام ملا۔ اس لڑکے نے بعد میں ابو جعفر منصور کے خلاف فتویٰ دیا۔ ابو جعفر نے حکم نافذ کر دیا کہ میں مکہ آ رہا ہوں سولی تیار کی جائے اور اس کو میرے سامنے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ یہ حطیم میں فضیل بن عیاضؒ کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے۔ سفیان بن عینیہ آ کے کہنے لگا کہ سفیان بن ثوری اٹھو اور بھاگ جاؤ۔ ابو جعفر نے تجھ کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا ہے۔ اٹھ کر سیدھے ملتزم میں آ کے اللہ سے فریاد کی کہ:

یا اللہ! آپ نے ابو جعفر کو مکہ کے اندر داخل ہونے دیا تو دوستی ٹوٹ جائے گی۔ ابو جعفر کا مکہ پہنچنا درکنار طائف تک نہیں پہنچا سکا۔ طائف کے پیچھے ہی پہاڑوں میں گر کر مر گیا۔ آج اس جابر ظالم کی قبر کا بھی کسی کو پتہ نہیں ہے۔ کہاں پڑا ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆
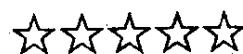
حاکم کی عظمت دل میں کیسے آئے

ایک قصہ سناتا ہوں جب تک حاکم کی عظمت نہ ہو حکم کی عظمت دل میں نہیں آ سکتی۔ حاکم کی عظمت ہوگی تو حکم کی عظمت آئے گی۔ ایک آپ کے ایس پی ہیں عبدالخالق صاحب فیصل آباد میں لگے ہوئے تھے۔۔۔ ہم نے ایسی بات کرتے کرتے ان کو تین دن کیلئے نکالا۔۔۔ پھر ان کی ٹرانسفر ہوگئی۔۔۔ پھر انہوں نے چار مہینے لگائے۔۔۔ ڈاڑھی آ گئی۔۔۔ وہ چلے کیلئے فیصل آباد آ گئے تو اس وقت جو ایس پی تھے ظفر عباس صاحب۔۔۔ وہ میرا کلاس فیلو تھا۔۔۔ لاہور میں سکول میں ہم

اکٹھے پڑھتے تھے۔

ہم دونوں اس کو ملنے کیلئے گئے۔۔۔ وہ جو پولیس کا بڑا تھانہ ہے اس کا ایک دروازہ بند رہتا ہے اور ایک دروازہ کھلا رہتا ہے عوام کیلئے۔۔۔ ہمیں وہ قریب تھا۔۔۔ ہم وہاں سے اندر جانے لگے سامنے سپاہی کھڑا تھا۔۔۔ تو عبدالخالق صاحب نے کہا بھائی دروازہ کھولنا۔۔۔ اس نے دونوں کو دیکھا صوفی صاحب نظر آئے۔۔۔ اس نے کہا اُتوں آؤ۔ (یعنی ادھر سے آؤ)۔۔۔ انہوں نے کہا بھائی تیری بڑی مہربانی کھول دے دروازہ۔۔۔ اس نے کہا:

''سنیا نئیں بندا ے اتوں آؤ۔''

پہلے تو تبلیغی اصول اپنایا۔۔۔ بھائی بڑی مہربانی کھول دے۔۔۔ جب وہ نہ مانا تو کہا میں عبدالخالق ایس پی۔۔۔ پھر وہ ٹھک۔۔۔ سلوٹ زوردار۔۔۔ چابی بھی نکل آئی اور تالہ بھی کھل گیا۔۔۔ دروازہ بھی کھل گیا۔۔۔ کبھی آگے چلے کبھی پیچھے چلے سر سر۔۔۔ بعد میں میں نے عبدالخالق صاحب سے کہا آج مجھے ایک بڑی بات سمجھ میں آئی تیری برکت سے۔ کہنے لگا کیا۔ میں نے کہا جب تک حاکم کی عظمت نہیں ہوگی حکم کی عظمت دل میں نہیں آسکتی۔

اس نے آپ کو پہلے کہہ دیا کہ اتوں آؤ۔۔۔ پھر سلوٹ مار دیا۔۔۔ پھر تالا کھول دیا، پھر دروازہ کھول دیا پھر آگے پیچھے بھاگ رہا ہے کیوں۔۔۔ پہلے تمہیں صوفی سمجھ رہا تھا۔۔۔ پھر تمہیں ایس پی سمجھا۔ کہ یہ ایس پی تو میرا بہت کچھ کر سکتا ہے لہٰذا سارا وجود خوشامد میں ڈھل گیا۔۔۔ بس یہاں سے کٹ کر اللہ اور رسول کی خوشامد کرنے لگ جائیں سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

ہمیں داخل اسلام کر لیجئے!

فرانس میں پاکستان کی ایک جماعت پیدل چل رہی تھی تو ایک گاڑی رکی اور اس میں سے دو لڑکیاں نکلیں۔ انہوں نے جلدی سے پیسے نکالے کہ جی آپ نیک

لوگ لگتے ہیں۔۔۔ یہ پیسے ہیں، آپ لوگ سوار ہوجائیں سردی بہت زیادہ ہے۔۔۔ وہ پیدل چل رہے تھے، پیدل چلتی ہیں یورپ میں جماعتیں۔ انہوں نے کہا: بہن ہمارے پاس پیسے تو ہیں۔ کہا پھر پیدل کیوں چل رہے ہو اتنی زیادہ سردی میں؟ کہا ہم لوگوں کی خیر خواہی میں اور اللہ پاک کو راضی کرنے کیلئے۔ اللہ اپنے بندوں سے راضی ہوجائے اور اس کے بندے اللہ کی ماننے والے بن جائیں اسی لئے ہم چل رہے ہیں اور ہم ان کیلئے دعا کرتے ہیں۔

تو لڑکی نے کہا: ہمارے لئے بھی دعا کرتے ہو۔

کہا ہاں! آپ کیلئے بھی کرتے ہیں۔

اس لڑکی نے کہا! میں بتاؤں آپ کون ہیں؟

کہا بتاؤ! کہنے لگی آپ نبی ہیں۔

انہوں نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم نبی ہیں۔

کہا! ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ یہ کام نبی کیا کرتے ہیں۔

تو انہوں نے سمجھایا کہ بہن ہم نبی نہیں۔ اس نبی ﷺ کے امتی ہیں جو ہمارے ذمے نبوت والی ذمہ داری لگا گے تھے۔

اَلاَ یُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِب

اب میں جا رہا ہوں میرا پیغام آگے پہنچانا تمہارے ذمے ہے۔

تو ہم اس کام کی ادائیگی کیلئے نکلے ہوئے ہیں تو دونوں لڑکیاں مسلمان ہوگئیں ایک نے ان سے روٹ پوچھا کہ فلاں دن کہاں ہوں گے ایک ہفتے کے بعد آٹھ لڑکیوں کو لے کر آئیں اور ان کو بھی مسلمان کیا تو بھائی یہ امت مبلغ اسلام امت ہے۔ بھائی! اسلام کا پھیلانا اللہ کے نبی ﷺ نے آپ کے ذمے لگایا ہے تو یہ جو تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔۔۔ یہ ان تین باتوں کی محنت ہے کہ اللہ کی مانیں۔۔۔ اس کے نبی ﷺ کی طرز پر مانیں۔۔۔ جس میں ایک پوری زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

جنت میں انسانی پسند کا لحاظ ہوگا

ایک دفعہ میں رات کے وقت ماڈل ٹاؤن میں گزر رہا تھا ایک پانی کا چشمہ اوپر جا رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کیا یہ چشمہ نما فوارہ ہے ایک کروڑ روپے میں لگا ہے۔ میں نے کہا۔۔۔ سبحان اللہ، اللہ کو بھی پتہ ہے کہ میرے بندوں کو اٹھتا پانی بھی اچھا لگتا ہے، بہتا پانی بھی اچھا لگتا ہے۔

اس لئے کہا: فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ

جو گھر میں نے تیرے لئے بنایا ہے اس میں کچھ چشمے تو بہتے ہوئے ہیں۔

فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ

اس میں کچھ چشمے فوارے کی طرح اوپر اٹھتے ہوئے ہیں۔

فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ہر پھل کی بہتات ہے موسم کے بغیر ہیں۔

☆☆☆☆☆

حسن فانی ۔۔۔ یا حسن باقی؟

مالک بن دینارؒ جا رہے تھے۔ بازار میں ایک باندی دیکھی۔۔۔ بڑی خوبصورت۔۔۔ بڑی پرکشش۔۔۔ آگے اس کے خادم۔۔۔ کہا بیٹی! کیا بار ہے؟ کہا: میں تجھے خریدنا چاہتا ہوں۔۔۔ (پہلے باندیوں کی خرید وفروخت ہوتی تو جو رئیس زادے عیاش ہوتے تھے۔ ایک ایک لاکھ درہم کی خریدا کرتے تھے۔)

کہا بیٹی! میں تجھے خریدنا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ ہنسنے لگی أبمثلي کیا میر کو تو فقیر خریدے گا؟ کہا ہاں میں خریدنا چاہتا ہوں۔۔۔ تو اس نے خادم کو پکڑ لو۔۔۔ میں اسے اپنے آقا کو دکھاؤں گی چلو تماشہ ہی رہے گا نوکرانی کے آگے نوکر تھے تو۔۔۔ انہیں پکڑ کر دربار میں لے آئے۔

تو اس کا سردار تخت پر بیٹھا تھا۔۔۔ ہنسنے لگی کہ آقا آج بڑا لطف کیا۔۔۔ کہا یہ بڑے میاں کہتے ہیں میں تمہیں خریدنا چاہتا ہوں۔

ہنسنے لگی۔ تو اس نے کہا بڑے میاں! کیا آپ واقعی خریدنا چاہتے ہیں؟ کہاں ہاں! میں خریدنا چاہتا ہوں۔۔۔ کہا کیا پیسے دو گے؟ کہنے لگے ویسے تو بہت ہی سستی ہے۔۔۔ میں زیادہ سے زیادہ کھجور کی دو گھٹلیاں دے سکتا ہوں۔۔۔ صرف گھٹلیاں نہیں وہ گھٹلیاں جنہیں چوس کر پھینک دیا ہو، جن پر ذرا بھی کھجور نہ لگی ہو۔۔۔ وہ سارے ہنسنے لگے۔۔۔ سردار بھی ہنسنے لگا۔

بڑے میاں! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟ کہا بات یہ ہے کہ اس میں بہت ساری خامیاں ہیں اس کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ کہا کیا ہیں؟ کہا:

''خوشبو نہ لگائے تو اس کے اپنے پسینے سے بدبو پڑ جائے۔ روزانہ دانت صاف نہ کرے تو منہ کی بدبو سے قریب بیٹھنا مشکل ہو جائے، روزانہ کنگھی نہ کرے تو سر میں جوئیں پڑ پڑ کر تیرے سر میں بھی پڑ جائیں۔ چار سال اور گزر گئے تو بوڑھی ہو جائے گی۔ پیشاب، پاخانہ اس میں۔۔۔ اور غم اس میں۔۔۔ دکھ اس میں۔۔۔ لڑائی اس میں۔۔۔ غصہ اس میں۔۔۔ اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے تجھ سے محبت کرتی ہے۔۔۔ اس کی محبت سچی نہیں غرض کی محبت ہے۔

ایک لونڈی میرے پاس بھی ہے، خریدو گے؟

کہا وہ کونسی ہے؟

کہا وہ بھی سن لو! وہ مٹی سے نہیں بنی مشک عنبر زعفران اور کافور سے بنی ہے، اس کے چہرے کا نور اللہ کے نور میں سے ہے، (یہ حدیث پاک کا مفہوم ہے)۔ اس کی کلائی، صرف کلائی سات دنیا کے اندھیروں میں آجائے تو ساتوں زمینوں کے اندھیرے روشنیوں میں بدل جائیں گے۔۔۔ اور اس کی کلائی سورج کو دکھائی جائے تو سورج اس کے سامنے نظر نہیں آئے گا، غائب ہو جائے گا۔۔۔ سمندر میں تھوک ڈالے سمندر میٹھا ہو جائے۔۔۔ مردے سے بات کرے تو مردے میں روح پیدا ہو جائے۔۔۔ زندہ لوگ

ایک نظر دیکھ لیں کلیجے پھٹ جائیں۔۔۔اپنے دوپٹے کو ہوا میں لہرا دے سارے جہاں میں خوشبو پھیل جائے۔۔۔سات سمندر میں تھوک ڈال دے میٹھے ہو جائیں۔۔۔زعفران کے باغات میں اور مشک کے باغات میں پروان چڑھی ہے۔۔۔تسنیم کے چشمے کا پانی پیا اور اللہ کی جنت میں پروان چڑھی ہے۔۔۔اپنی محبت میں سچی ہے۔۔۔بے وفا ہرگز نہیں، وفا میں پکی ہے۔۔۔نہ حیض ہے، نہ نفاس، نہ پیشاب ہے، نہ پاخانہ، نہ غصہ ہے، نہ لڑائی۔۔۔وہ ہمیشہ راضی، وہ ہمیشہ جوان، وہ ہمیشہ ساتھ رہتی ہے، اس پر موت نہیں آتی۔''

اب بتا! میرے والی زیادہ بہتر ہے کہ تیرے والی زیادہ بہتر ہے؟۔۔۔کہنے لگا۔۔۔جو آپ نے بیان کی وہ بہت بہتر ہے۔۔۔کہا! اس کی قیمت بتاؤں۔۔۔کہا بتاؤ؟ کہا دو گٹھلیوں سے بھی زیادہ سستی ہے۔۔۔کہا اس کی کیا قیمت ہے؟۔۔۔کہا:

''اس کی قیمت ہے، اپنے مولیٰ کو راضی کرنے میں لگ جا، مخلوق کو راضی کرنا چھوڑ دے، خالق کو راضی کرنا اپنا مقصد بنا لے، جب آدھی رات گزر جائے جب سارے سو رہے ہوں، تو اٹھ کے دو رکعت اندھیرے میں پڑھ لیا کر، یہ اس کی قیمت ہے، یہ اس کی قدر ہے، جب خود کھانا کھائے تو غریب کو بھی یاد کر لیا کر، کہ کوئی غریب بھی ہے کہ جس کو پہنچاؤں، یہ ہو جائے تو یہ تیری ہو گئی۔''

کہنے لگا:

''اپنی باندی سے تو نے سن لیا! جو اس نے کہا؟ کہا سن لیا۔۔۔کہا تو اللہ کے نام پر آزاد، سارے نوکر آزاد، سارا مال صدقہ، ساری دولت صدقہ اور اپنے دروازے کا جو پردہ تھا اب وہ اتار کے کرتہ بنایا۔۔۔اپنا لباس بھی صدقہ۔

اس نے کہا:

''جب تو نے فقر اختیار کیا میرے آقا تو میں بھی تیرے ساتھ اللہ کو راضی کرنے نکلتی ہوں۔''

پھر دونوں کی مالکؒ نے شادی کر دی پھر دونوں اپنے وقت کے ایسے لوگ بنے کہ لوگ ان کی زیارت کیلئے آتے تھے۔

☆☆☆☆☆

رزق حلال اور ولایت

ایک حوالدار مجھے ملا۔۔۔ بہاول نگر میں تبلیغ میں وقت لگایا۔۔۔ حلال پر آ گیا۔ مشکل دور۔۔۔ بھر بڑی تنگی بڑی تنگی، کہنے لگا: ''ایک دن میرے افسر مجھ سے کہنے لگے'' تو اب گزارہ کیسے کرتے ہو؟ میں نے کہا: ''جب آدمی طے کر لے تو گزارے ہو جاتے ہیں نہ طے کرے تو نہیں ہوتے''۔ کہا بتاؤ تو سہی گزارہ کیسے کرتے ہو؟ کہا: ''بات یہ ہے کہ ایک سال پورا ہو چکا ہے میرے گھر میں سالن نہیں پکا'' یہ وہ اللہ کا ولی ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اس کے گرد کو قیامت کے دن نہیں پہنچ سکیں گے۔ تو میرے بھائیو تین باتیں میں نے عرض کی ہیں۔ ہم اللہ کی مانیں۔۔۔ اللہ کے حبیب ﷺ کی مانیں۔۔۔ اور اس کو آگے پھیلانے کے لئے وقت نکالیں۔

☆☆☆☆☆

والدین اللہ کا انعام ہیں ان کی قدر کیجئے

حضور ﷺ کے پاس ایک صحابیؓ آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میرا باپ مجھ سے پوچھتا تک نہیں اور میری چیز یا مال خرچ کر لیتا ہے (اور شرعاً تو یہ ہے کہ باپ کو پوچھنا چاہیے اگر اگر جائیداد بیٹے کی ہے اور محنت اور کمائی بیٹے کی ہے)۔

آپ ﷺ نے فرمایا! اچھا بلاؤ اس کے باپ کو باپ کو! پتا چلا کہ میرے بیٹے نے میری شکایت کی ہے۔۔۔ تو انہوں نے دُکھ اور رنج کے کچھ شعر پڑھے دل ہی دل میں زبان سے ادا نہیں کیئے۔۔۔ جب حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو اُدھر سے حضرت

جبرائیل امینؑ آ گئے۔ یارسول اللہﷺ! اللہ فرمارہے ہیں کہ اس سے کہو پہلے وہ شعر سناؤ! جو تمہاری زبان پر نہیں آئے۔۔۔ بلکہ تمہارے دل نے پڑھے ہیں اور اللہ نے عرش پر ہوتے ہوئے بھی ان کو سن لیا ہے۔

تو بھائیو! جب آپ کسی کو گالی دیتے ہیں تو کیا اللہ نہیں سنتا۔۔۔؟ کسی کو دعاء یا بدعاء دیتے ہیں تو اللہ نہیں سنتا۔۔۔؟ جب کوئی گانا گاتا ہے یا قرآن پڑھتا ہے تو اللہ نہیں سنتا۔۔۔؟ جب کوئی غیبت کرتا ہے تو اللہ نہیں سنتا۔۔۔؟ کسی کی ماں بہن کو تارتار کر دیتا ہے تو کیا اللہ نہیں سنتا۔۔۔؟

تو وہ صحابیؓ کہنے لگے یارسول اللہﷺ! قربان جائیں آپ کے رب پر وہ کیسا رب ہے میرے اندر تو ایک خیال آیا تھا۔ (اللہ نے وہ بھی سن لیا) فرمایا:
اچھا پہلے وہ سناؤ پھر تمہارے مقدمے کا فیصلہ کریں گے۔ کہنے لگے میں نے خیال کیا تھا دکھ اور درد سے۔

غَدَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَ مُنْتُکَ یَا فِعَاء
تَعَلّیٰ بِمَا اَجْنِیِ عَلَیْکَ وَ نُنْحَلٗ
اِذَا ضَاقَتْ بِاالصَّخْمِ لَیْلَةً
لَمْ اَبِتُ لَصَخْمِکَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلٗ
کَاَنِّیْ اَنَا الْمَتْرُوْکُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ
تَرَکْتَ بِهٖ دو فعنی تَحْمَلٗ
تَخَافُ الرَّأ فَضُیتی عَلَیْکَ وَ اِنَّهَا
لَتَعْلَمَ اِنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُعَجَّلٗ
فَلَمَّا بَلَغْتُ السِّنَّ وَ الْغَایَةُ الَّتِیْ
اِلَیْهِ مَا دَامَ مَا کُنْتُ بِهٖ مَأْمَلٗ
جَعَلْتُ جَذَائِیْ، غِلْظَمَةٍ وَ فَجَاعَةً
کَاَنَّکَ اَنْتَ الْمُنْعِمِ الْمُتَفَضَّلٗ

فَلَیْتَکَ اِنْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ الْوَلِیْ
فَعَلْتَکَ مَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ یَفْعَلُ
فَاَوْلَیْتَنِیْ حَقَّ الْجِوَارِ وَ لَمْ تَکُنْ
عَلَیَّ مَالٍ دُوْنَ بِمَا لِکَ تَبْخَلُ

یہ اشعار اتنے دردناک ہیں کہ ان کا ترجمہ ناممکن ہے۔ جب شعر ختم ہوئے تو سردار دو جہاں ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ترجمہ: کہ اے میرے بچے میں نے تیرے لئے اپنا سب کچھ لگا دیا، جب تو ابھی گود میں تھا تو میں اس وقت بھی تیرے لئے پریشان رہا۔ اور تو سوتا تھا اور ہم تیرے لئے جاگتے تھے، تو روتا تھا اور ہم تیرے لئے روتے تھے اور سارا دن میں تیرے لئے خاک چھانتا تھا اور روزی کماتا تھا، اپنی جوانی کو بھی گرمی میں جھلساتا تھا کبھی خزاں کے تھپیڑوں سے اسے پٹواتا تھا، مگر تیرے لئے گرم روٹی کا میں نے ہر حال مین انتظام کیا، کہ میرے بچے کو روٹی ملے، چاہے مجھے ملے یا نہ ملے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ نظر آئے، چاہے میرے آنسوؤں کے سمندر اکھٹے ہو جائیں، جب کبھی تو بیمار ہو جاتا تھا تو ہم تیرے لئے تڑپ جاتے تھے، تیرے پہلو بدلنے پر ہم ہزاروں وسوسوں میں مبتلا ہو جاتے تھے، تیرے رونے پر ہم بے قرار ہو جاتے تھے۔ تیری بیماری ہماری کمر توڑ دیتی تھی اور ہمیں مار دیتی تھی، ہمیں یوں لگتا تھا تو بیمار نہیں بلکہ میں بیمار ہوں، تجھے درد نہیں اٹھا بلکہ مجھے درد اٹھا ہے، تیری ہائے پر ہماری ہائے نکلتی تھی اور ہر پل یہ خطرہ ہوتا تھا کہ کہیں میرے بچے کی جان نہ چلی جائے۔ اس طرح میں نے تجھے پروان چڑھایا اور خود میں بڑھاپے کا شکار ہوتا رہا تجھ میں جوانی رنگ بھرتی چلی گئی اور مجھ سے بڑھاپا جوانی چھینتا چلا گیا، پھر جب میں اس سطح پر آیا کہ اب مجھے

تیرے سہارے کی ضرورت پڑی ہے اور تو اس سطح آ گیا ہے کہ تو بے سہارے کے چل سکے، تو مجھے تمنا ہوئی کہ جیسے میں نے اسے پالا ہے یہ بھی مجھے پالے گا، جیسے میں نے اس کے ناز برداشت کئے یہ بھی میرے ناز برداشت کرے گا، لیکن تیرا لہجہ بدل گیا، تیری آنکھ بدل گئی، تیرے تیور بدل گئے۔ تو مجھے یوں سمجھنے لگا کہ جیسے میں تیرے گھر کا نوکر ہوں، تو مجھ سے یوں بولنے لگا کہ جیسے میں تیرا زرخرید غلام ہوں۔ تو یہ بھی بھول گیا کہ میں نے تجھے کس طرح پالا، تیرے لئے کیسے جاگا، تیرے لئے کیسے رویا اور تڑپا اور مچلا۔ آج تو میرے ساتھ وہ کر رہا ہے جو آقا اپنے نوکر کے ساتھ بھی نہیں کرتا، اگر تو مجھے بیٹا بن کر نہیں دکھا سکا اور مجھے باپ کا مقام نہیں دے سکا، تو کم از کم پڑوسی کا مقام تو دے دے، کہ پڑوسی بھی پڑوسی کا حال پوچھ لیتا ہے اور تو بخل کی باتیں کرتا ہے۔

حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو مچل رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اس نوجوان سے: ''اُٹھ جا! میری مجلس سے تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے''۔

یہ واقعہ بڑا عبرت آموز سبق ہے نوجوان نسل کیلئے اور اولاد کے لئے ایک اور حدیث مبارکہ ساتھ **Attach** کرتا ہوں بات تو دوسری طرف چلی جائے گی لیکن آج کی ضرورت ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا:

اِذَا اتَّخَذُو لُفَئ دَوُلاً کہ جب لوگ حکومت کا پیسہ ہڑپ کریں گے جھوٹی تدبیروں سے (یعنی حکومت کا پیسہ لوگوں پر لگنے کی بجائے افسران کی جیب میں جائے گا) یہ چودہ سو بائیس سال پہلے بات ہو رہی ہے۔

وَالْاَمَانَۃُ مَغْنِمًا اور لوگ مال امانت کو مال غنیمت سمجھ لیں گے۔

وَالزَّکوٰۃَ مَغرَمًا اورلوگ زکوٰۃ سے انکار کریں گے۔

وَ تُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْن اورلوگ دین سے ہٹ کر دنیا کا علم حاصل کریں گے۔

وَاَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَهٗ وَ عَقَّ اُمَّهٗ. لوگ بیویوں کے فرمانبردار ہوں اور ماں کے نافرمان۔

وَاَدْنیٰ صَدِیْقَهٗ. اور دوست سے اچھی طرح ملیں اور باپ کو دیکھ کر منہ پھیر کر نکل جائیں راہیں بدل جائیں کہ کہیں کوئی کام نہ کہہ دے۔

وَ سَعَدَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ. قبیلے کا سردار فاسق زانی شرابی ہوگا۔

وَ کَانَ رَئِیْسُ الْقَوْمِ اَرْذَلُهُمْ. حکومت نا اہلوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

وَاُکْرِمَ الرَّجُلَ مَخَافَةَ شَرِّهٖ. اور آدمی کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے۔

اور لوگ محبت کا سلام بھول جائیں گے۔ اور گانے والی اور فاحشہ عورتیں معزز و محترم ہو جائیں گی۔ اور گانے کے آلات گھر گھر عام ہو جائیں گے۔

وَ ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ. اور مسجدوں میں لڑائیاں شروع ہو جائیں گی۔ ''یہ ہماری مسجد وہ تمہاری مسجد''۔ مسجدیں محبتوں کو بکھیرنے کی جگہیں تھیں، اسی مسجد سے نفرتوں کے لاوے ابلنے شروع ہو جائیں گے۔

وَلُبِسَ الْحَرِیْرُ مرد ریشم پہنیں گے۔ جوان سونے کی انگوٹھیاں سجائیں گے، سونے کی زنجیریں گلے میں لٹکائیں گے (عورتوں کی طرح)۔

وَ شُرِبَتِ الْخُمُوْرُ اورلوگ شرابیں پینے لگیں گے۔ اور آخری لوگ پہلے لوگوں کو ان پڑھ اور نادان سمجھیں گے۔

یہ پندرہ باتیں جب ہوجائیں گیں میری امت میں پھر کیا ہوگا۔

فَلْيَنْتَظِرُ عِنْدَ ذٰلِکَ رِيْحَةً حَمْرَاءَ وَ زَلْزَلَةً وَخَسْفاً وَآيَاتٍ مُتَتَابِعَاتٍ

پھر انتظار کرنا سرخ آندھیوں کا، زلزلوں کا، زمین میں دھنس جانے کا، جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے دانے بکھرنے لگیں۔

☆☆☆☆☆

ام عمارہؓ ایک صحابیہ ہیں ان کے بیٹے کے مسیلمہ کذاب لعنتی نے زندہ کے ٹکڑے کیئے ناک کاٹا بازو کاٹا وغیرہ جب ام عمارہؓ کو خبر ملی تو فرمایا:

لِهٰذَا الْيَوْم ارضعته اسی دن کے لئے اسے دودھ پلایا تھا۔

جی ہاں ہم بکنے والی قوم نہیں ہم تو جانوں کے سودے کرتے ہیں اور اپنے رب سے ہم قربان ہوجاتے ہیں۔ لیکن دین پر آنچ نہیں آنے دیتے۔

☆☆☆☆☆

شہادت حسینؓ کی خبر

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے حضور ﷺ نے کہا میں اندر ہوں میرے پاس ایک فرشتہ آرہا ہے تم کسی کو اندر نہ آنے دینا۔۔ تھوڑی دیر بعد حضرت حسینؓ آگئے ام المومنین نے انہیں روکا لیکن وہ پھرتیلے تھے ہاتھ چھڑا کر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد اندر سے بآواز بلند رونے کی آواز آئی تو ام سلمہؓ برداشت نہ کرسکیں بھاگ کر اندر گئیں۔ تو دیکھا کہ آپ ﷺ نے بیٹے کو زور سے سینے سے لگایا ہوا ہے اور رو رہے ہیں، پوچھا یارسول اللہ ﷺ خیر تو ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''یہ جو فرشتہ آیا تھا مجھے ابھی بتا کر گیا ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت شہید کردے گی''

تو اگر آپ دعا کردیتے تو یہ کام رک سکتا تھا، لیکن کھیتی کا مالک ہی کھیتی کو پانی

نہ دے تو کھیتی آباد کیسے ہو؟۔

ہاں یہ ایک کربلا نہیں آج تک ہزاروں ہو چکیں یہ پانی نہ ملتا تو کب کا مٹ چکا ہوتا۔ دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے، برداشت کیا ہے، منظور ہے اور جس وقت نیزوں کا شکار ہو رہا ہے۔۔۔ سر کٹ رہا ہے۔۔۔ یہ وہ سینہ ہے جو گھنٹوں حضور ﷺ کے سینے کے ساتھ لگا رہتا تھا۔۔۔ اس وقت جب سر کٹ رہا ہے اس سے افضل کائنات میں کوئی نہیں۔۔۔ جس سر پر تلواریں برس رہی ہیں۔۔۔ اس سر کو گھنٹوں حضور ﷺ چوم رہے ہوتے تھے۔۔۔ اور ابن زیاد نے آپؓ کے ہونٹوں پر چھڑی ماری۔۔۔ کاش یہ دنیا دار الامتحان کی بجائے دار الجزاء ہوتی تو معاملہ الٹ ہوتا۔۔۔ لیکن یہ امتحان گاہ ہے۔۔۔ چھڑی مارتے دیکھ کر مالک بن سناء صحابیؓ تڑپ کر اٹھے اور کہا:

”ظالم یہ چھڑی ہٹا لے میں نے ان ہونٹوں پر ہزاروں دفعہ حضور ﷺ کو بوسہ دیتے دیکھا ہے“

امام حسینؓ سر سے لے کر کمر تک حضرت علیؓ کے مشابہ تھے اور کمر سے پاؤں تک حضور ﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسنؓ سر سے کمر تک اپنے نانا کے مشابہ تھے اور کمر سے پاؤں تک اپنے والد کے مشابہ تھے اور یہ جو وجود ہے۔۔۔۔ جو کبھی رسول اللہ ﷺ کی پشت پر سوار ہے تو نبی ﷺ سجدہ لمبا کر دیتے ہیں اور کبھی سجدے کی حالت میں نیچے گھستے ہیں تو حضور ﷺ اپنے بازو مبارک کھول دیتے ہیں کہ کھیلتا رہے اور دائیں بائیں سے نکلتا رہے۔ دیکھو! آج وہی وجود پارہ پارہ ہو گیا۔۔۔ دین پر قربان ہو گیا۔۔۔ ایک قبر نصیب نہیں ہوئی۔۔۔ سر کہیں دفن ہے، دھڑ کہیں دفن ہے۔

محبت کے دعوے ان سے، طریقے غیروں کے، یہ ظلم نہیں؟ یادیں ان کی۔۔۔ طریقے ان کے دشمنوں کے۔۔۔ عقیدت ان سے، اطاعت غیر کی۔ تو بھائیو! لڑو نہیں نفرتیں نہ کرو۔ لوٹ پیچھے کی طرف، اے گردش ایام تو:

اگر پوچھ لیا حضور ﷺ نے کہ: کیا صلہ دیا تم نے میرے دین کا۔ تو کیا جواب دو گے۔ ہم دو باتیں کر رہے ہیں۔

(۱) اللہ رسول کی اطاعت میں آ جاؤ۔

(۲) نبی آخری ہیں ان کے پیغام کو آگے پہنچانے کے لئے گھر چھوڑ دو۔۔۔ ایسا ماحول ہو کہ اذان پر بازار خالی ہوں، کوئی تراز و غلط نہ تولے، یہ مطالبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے، دین کا تقاضا ہے۔۔۔ اللہ نے رزق دیا ہے تو جھک کے چلو۔۔۔ اللہ نے فقر دیا ہے تو فقر کو چھپا کر چلو۔

☆☆☆☆☆

مجھ سے ایک مرتبہ بھی معافی مانگ لیتا تو۔۔۔

یاد رکھو! ادھر ہم توبہ کریں گے ادھر اللہ پاک ایک ایک کا نام لے کر اعلان کرے گا کہ فلاں ابن فلاں نے توبہ کر لی ہے۔ فرشتو! تم گواہ بن جاؤ میں نے ان کو بخش دیا۔ اللہ کی قسم نو سو نہیں نو کروڑ چوہے کھائے ہوں پھر بھی توبہ کر لو۔

قارون نے موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگانے کی کوشش کی۔۔۔ اللہ نے زمین موسیٰ علیہ السلام کے تابع کر دی۔۔۔ موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر قارون پانچ قسطوں میں زمین کے اندر دھنس گیا۔

جب وہ دھنس گیا تو اللہ نے فرمایا:

اے موسیٰ! جس طرح رو کر گڑ گڑا کر یہ تجھ سے معافیاں مانگتا رہا، میری عزت کی قسم اگر مجھ سے اس طرح ایک مرتبہ بھی معافی مانگ لیتا تو میں معاف کر دیتا۔ آج کا تو کافر بھی قارون سے بہتر ہے۔۔۔ ہم تو سارے اللہ کے حبیب ﷺ کے امتی بیٹھے ہیں۔۔۔ ایک آنسو ندامت کا یا اللہ کے خوف کا جو چہرے پر نہ ڈھلکے صرف ایک آنکھ کے کٹورے کو تر کر دے۔۔۔ اس ایک آنسو سے اللہ ستر سال کے گناہ دھو دے گا۔۔۔ ایک کرتہ دھونا ہو تو دو بالٹیاں پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ ادھر ۷۰ برس کے گناہوں کو دھونے کے لئے صرف ایک قطرہ پانی اللہ کو دے دو۔۔۔ اگر

آنسو نہ نکلے تو ہائے کردو! اللہ اس ہائے کو برسات بنا دے گا اور گناہ دھودے گا۔

ادھر آپ توبہ کریں گے۔ ادھر آسمان پر نقارہ بج جائے گا۔

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہو۔

☆☆☆☆☆

حجاج بن یوسف اور یقین کامل

حجاج ابن یوسف اس امت کا سفاک گنا جاتا ہے اس کی زندگی میں کبھی تہجد قضا نہیں ہوئی اور ہفتے میں قرآن اس کا ختم ہوتا تھا۔ ہفتے میں قرآن ختم کرتا تھا تین دن میں پانچ دن میں قرآن ختم کرتا تھا، کبھی زندگی میں جھوٹ نہیں بولا، مرتے دم تک اور یقین ایسا تھا کہ ایک دفعہ اس کی بیوی پر کچھ اثرات ہوئے، اس نے کسی عامل کو بلوایا اور اس نے دم کر کے لوہے کا کیل رکھ دیا کہ اس کو دفن کردو، انہوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا تم اپنے حبشی بلاؤ، دو حبشی بلائے کہ لکڑی ڈال کر اس کو اٹھاؤ، دو غلام زور لگا رہے ہیں اٹھا رہے ہیں وہ چھوٹا سا کیل نہیں اٹھتا، پھر دو اور لگائے چار، پھر دو اور لگائے چھ، پھر دو اور لگائے آٹھ، دو اور لگائے دس، بارہ غلام لگائے چھ اس طرف چھ اس طرف چھوٹے سے کیل کو اٹھا رہے ہیں وہ اٹھتا ہی نہیں، اس نے کہا دیکھی اس کی طاقت حجاج نے کہا پیچھے ہٹ جاؤ اور اپنی چھڑی اٹھائی پڑھا:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یہ آیت پڑھ کر جو چھڑی ڈالی اور کیل ہوا میں اڑتا ہو چلا گیا۔

انہوں نے کہا بھاگ جاؤ! میں تمہارے عملوں کا محتاج نہیں ہوں، یقین کی طاقت نے اس کے سحر کو توڑ دیا۔

☆☆☆☆☆

وہ جملہ جو اللہ کو پسند آ گیا

فرزوق ایک شاعر گزرا ہے بیوی کے جنازے میں شریک ہے۔ حسن بصریؒ بھی آئے ہوئے ہیں۔ حضرت حسنؒ بصری نے کہا فرزوق لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ فرزوق نے کہا: ''آج یوں کہہ رہے ہیں، کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بہترین انسان آیا ہوا ہے اور میری طرف اشارے کر رہے ہیں اور لوگ یوں کہہ رہے ہیں اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بدترین انسان آیا ہوا ہے'' اور آپ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ تو حسن بصری نے کہا مَا ذَامَیْت هٰذَا الْیَوْمِ تو پھر آج کے دن کیلئے تو نے کیا سامان تیار کر رکھا ہے۔

انہوں نے کہا ''حسن بصری! میرے پاس کچھ بھی نہیں'' اتنا ہے کہ اسلام میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں۔ میرے پاس اسلام کا بڑھاپا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں۔ جب انتقال ہوا تو خواب میں ایک آدمی کو ملا تو اس نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا، کہنے لگا اللہ پاک نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا ارشاد فرمایا اے فرزوق تو نے حسن سے کیا بات کہی تھی یاد ہے تجھے؟ میں نے کہا یا اللہ یاد ہے کہا دہراؤ میرے سامنے، میں نے کہا میرے پاس اس دن کیلئے اللہ کے سامنے کچھ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اسی پر معاف کر دیا۔

☆☆☆☆☆

حضرت ایوبؑ کی بیماری اور عشق الٰہی

اب آپ کو حضرت ایوبؑ کی بیماری کا کرب بتاؤں۔ وہ کون سا حصہ ایسا رواں تھا جس سے خون یا پیپ نہ نکلی ہو، اور کون سی ایسی گھڑی تھی جو کربناک بن کے نہ گزری ہو، ایسے اٹھارہ سیکنڈ بھی عذاب ہیں، اور اس اللہ کے بندہ پر اٹھارہ برس گزر گئے، اور پھر جوانی ملی، صحت ملی، قوت ملی، کسی پوچھنے والے نے پوچھا، ''بیماری

کے دن یاد ہیں'' کہنے لگے: ''بیماری کے دن آج کے دنوں سے بڑے اعلیٰ تھے'' اس نے کہا وہ کیسے اعلیٰ تھے؟ کہا: ''جن دنوں بیمار تھا۔ عرش سے ایک دفعہ چوبیس گھنٹوں میں پکار آتی تھی، اے ایوبؑ کیا حال ہے؟ خود اللہ پوچھتے تھے ایوب کیا حال ہے؟ تو حضرت ایوبؑ نے کہا وہ ایک بول ایسا ہوتا تھا، اس میں وہ حلاوت ہوتی تھی، اس میں وہ لذت ہوتی تھی، جو میرے رگ و پے میں سرائیت کر جاتی تھی، میرے روئیں روئیں سے زخموں، دردوں کو نکال دیتی تھی، اور میں صرف ایک بول کے انتظار میں اگلے چوبیس گھنٹے پھر تیار رہتا۔ کہ کب وہ بول آئے اور پھر میرے اندر کی دنیا کو آباد کر جائے''۔

☆☆☆☆☆

تیرے آنسوؤں کا انتظار ہے

ربیع ابن خثیمؒ بڑے نیک تھے حاسدین نے ایک عورت فاحشہ کو ایک سال کا خرچہ دیا، ایک عورت کو ۱۰۰ دینار دیئے، کہ اس آدمی کو گمراہ کر دے۔ اس نے کہا کہ بات ہی کوئی نہیں، اچانک سامنے آ گئی اور پردہ ہٹا دیا۔ انہوں نے نظریں جھکا دیں اور کہا:

''اے بہن! جس حسن پر تجھے ناز ہے جب یہ قبر میں پڑا ہوگا ان خوبصورت آنکھوں کو کیڑے کھا چکے ہوں گے اور یہ چمکتا جسم مردار میں بدل گیا ہوگا اور ہڈیاں مٹی میں مل چکی ہوں گی۔۔۔ اس طرح چند جملے کہے' کہ اس عورت کی چیخ نکل گئی۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑی شکار کرنے گئی تھی شکار ہو گئی اور جب ہوش آیا تو پھر ایسی توبہ کی کہ بڑے بڑے لوگ اس کے پاس دُعائیں کرانے کیلئے آیا کرتے تھے۔

یہ دنیا دھوکہ ہے چلتی ہے تو صرف اللہ کی باقی سب سراب ہے اپنے اللہ کو راضی کر لو۔

پھر اللہ پہلے ہی پہل کر چکا ہے اور سجدہ کرنے والا اللہ کے قدموں میں سر رکھتا ہے۔

ہر انسان کے اندر کی پکار ہے کہ اپنے محسن کو راضی کر لو۔

وہ ایسا بادشاہ نہیں ہے جو یہ کہے کہ کل تک کیا کرتا رہا۔ ماں بھی طعنے دیتی ہے، باپ بھی سو طعنے دے گا، پھر جا کر راضی ہوگا۔ اللہ کی قسم اللہ ایک بھی طعنہ نہیں دے گا بلکہ استقبال کرے گا کہ میرے بندے میں تو تیرے ان آنسوؤں کے انتظار میں تھا۔

☆☆☆☆☆

یہ جہاں چیز ہے کیا۔۔۔؟

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے افسر بن کر آئے۔۔۔ بڑے گورنر بن کے آئے تو چوریاں شروع ہوگئیں۔۔۔ پہلے تو کوشش کرتے رہے کہ ویسے ہی ٹھیک ہوجائیں پھر کہنے لگے اچھا بھائی کاغذ قلم لاؤ۔۔۔ لکھا: مدائن کے گورنر کی طرف سے جنگل کے درندوں کے نام۔

''آج رات تمہیں جو بھی چلتا پھرتا مشکوک نظر آئے اسے چیر پھاڑ دینا''

اپنے دستخط کر کے فرمایا: شہر کے باہر اس کو کیل گاڑ کے لٹکا دو۔۔۔ ادھر رابطہ دو رکعت کے ذریعے اوپر۔۔۔ اور ادھر جنگل کے درندوں کو حکم۔۔۔ ادھر رابطہ اوپر ہے۔۔۔ تار وہاں لگا ہوا ہے ناں۔۔۔ ساری لائنیں تو اوپر سے چل رہی ہیں ناں، سارا کمپیوٹر تو اوپر والا چلا رہا ہے، ہم تو خالی مہرے ہی ہیں شترنج کے مہروں کی طرح، کہا اچھا بھائی آج دروازہ کھلا رہے گا شہر کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔

جونہی رات گزری شیر غراتے ہوئے اندر چلے آئے کسی کو جرأت نہیں ہوئی باہر نکل سکے۔۔۔

آپ کے دو نفل وہ کام کریں گے۔۔۔ جو بڑے بڑے ہتھیار کام نہیں کر سکیں گے اور ان سارے ظالموں اور بدمعاشوں کی اللہ تبارک و تعالیٰ گردنیں مروڑ کر تمہارے قدموں میں ڈال دے گا۔۔۔ صرف اللہ اور اس کے رسول والا طریقہ سیکھ لیں۔۔۔ تو اس کی بھی ٹریننگ چاہئے بغیر ٹریننگ کے کیسے آئے گا۔۔۔؟

تو جو تبلیغ کا کام ہے اس زندگی کی ٹریننگ ہے کہ جس میں ہمارے سارے جسم کے اعضاء اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے تابع ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆

ان کی تو جانور مانتے ہیں ہم کیسے نہ مانیں

حضرت عقبہ ابن نافعؓ جب پہنچے تیونس میں۔۔۔ تو کہروان کا شہراب بھی موجد ہے۔۔۔ یہ پہلے جنگل تھا گیارہ کلومیٹر لمبا چوڑا جنگل تھا یہاں چھاؤنی بنانی تھی تو اس لشکر میں انیس صحابیؓ تھے انہوں نے صحابہؓ کو لے کر ایک ٹیلے پر چڑھ کر اعلان کیا کہ جنگل کے جانورو! ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غلام ہیں۔۔۔ یہاں چھاؤنی بنانی ہے۔۔۔ تین دن میں خالی کردو اس کے بعد جو ہمیں ملے گا ہم اسے قتل کر دیں گے۔

یہ واقعہ عیسائی مؤرخین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔۔۔ صرف مسلمان لکھتے تو ہم کہتے ایسے ہی بے تکی مار رہے ہیں عیسائی مؤرخین اس واقعہ کو لکھتے ہیں۔

اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں تو تین دن میں سارا جنگل خالی ہو گیا اور اس منظر کو دیکھ کر ہزاروں افریقی قبائل اسلام میں داخل ہو گئے۔۔۔ کہ ان کی تو جانور مانتے ہیں ہم کیسے نہ مانیں۔۔۔ ٹھیک ہے بھائی اور ساری دنیا کے مسلمانوں کی ضرورت ہے مردوں عورتوں کی ضرورت ہے کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کی مان کے چلیں اللہ کے نبی ﷺ کے طریقے پر چلیں۔۔۔ تا کہ ہماری دنیا بھی اچھی گزرے ہماری آخرت بھی اچھی گزرے۔

☆☆☆☆☆

آنکھ کا قیمہ بن گیا مگر بینائی لوٹ آئی

قتادہ بن نعمانؓ ایک صحابی ہیں۔ احد کی لڑائی میں ان کی آنکھ میں ایک تیر لگا۔

اندر گھس گیا تو ساری آنکھ کا چورا چورا ہو گیا۔ قیمہ ہو گیا آنکھ کا وہ قیمہ اٹھا کر لے آئے یارسول اللہ ﷺ میری آنکھ ضائع ہو گئی۔ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ میری آنکھ ٹھیک کر دے۔

تو آپؐ نے فرمایا: آنکھ لو گے یا جنت لو گے؟

انہوں نے کہا دونوں ہی لوں گا۔ اللہ کے پاس کیا کمی ہے دونوں ہی لوں گا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیوی کو بڑا برا لگے گا کہ میری آنکھ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ مسکرا دیے وہی جو قیمہ تھا اٹھایا اور اس کے آنکھ کے ڈھیلے میں رکھا اور یوں ہاتھ پھیرا۔

اللھم جعلھا احسن عینین

اے اللہ! اس آنکھ کو دوسری سے خوبصورت کر دے۔

پھر وہ آنکھ دوسری سے زیادہ خوبصورت ہو کر چمک رہی تھی، دیکھ رہی تھی، تو شافی تو اللہ ہے جو چاہے کر دے تو بھائی اللہ کو ساتھ لے لو۔

☆☆☆☆☆

ہم محمد ﷺ کے غلام ہیں

جب صحابہؓ ایران میں داخل ہوئے اور جب ایران کے بادشاہ "یزدگرد" کے پاس گئے تو درباری ہنسنے لگے کہ اچھا انہیں تیروں سے ایران کو فتح کرنے آئے ہو۔ ان کے تیر چھوٹے چھوٹے تھے اور ایرانیوں کے تیر بڑے بڑے تھے اور کہا کہ ان چھوٹی چھوٹی تلواروں سے ایران فتح کرو گے، تو صحابہؓ نے کہا کہ تم اس کی تیزی میدان میں دیکھو گے، ہمارے ساتھ اللہ کا غیبی نظام ہے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ آج وہ بات چھوٹی ہوئی ہے۔

☆☆☆☆☆

تو اللہ سے کیوں نہیں مانگتا؟

حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت حسنؓ کا وظیفہ مقرر تھا۔ دینار درہم تو ایک دن آنے میں دیر ہوگئی اور بڑی تنگی آئی تو خیال آیا کہ خط لکھ کر یاد کروادوں، تو قلم اور دوات منگوایا پھر ایک دم چھوڑ دیا، قلم کاغذ سرہانے رکھ کر سو گئے۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: حسن میرے بیٹے ہو کر مخلوق سے مانگتے ہو؟ فرمایا: تنگی آئی ہے تو میرے اللہ سے کیوں نہیں مانگتا؟

کہا کہ کیا مانگوں؟ فرمایا: یہ مانگو! اے اللہ میرے دل میں یقین بھر دیں۔

وقتر رجائی عمن سواک

ساری مخلوق سے میری اُمیدوں کو کاٹ دیں۔

کہ یا اللہ! تو ہی میرے دل اور دماغ میں سما جائے، باقی ساری مخلوق سے میری اُمیدیں کٹ جائیں۔

یا اللہ! تیرے اوپر توکل کا وہ درجہ جس کو میں طاقت سے نہ لے سکا اپنی امید اور تصور بھی اس کا قائم نہ کر سکا۔ میرا سوال ابھی تک اس تک نہ پہنچ سکا۔ میری زبان پر بھی یقین کا وہ درجہ نہ آسکا وہ اتنا اونچا درجہ ہے یقین کا جو میری زبان پر بھی نہ آیا میرے دائرہ محنت میں نہ آیا وہ درجہ یا اللہ تو نے اپنے بندوں میں سے کسی کو دیا ہے۔ وہ درجہ مجھے بھی نصیب فرمادے۔

کیا زبردست دعا ہے، بیٹا یہ دعا مانگ چند دن کے بعد ایک لاکھ کے بجائے پندرہ لاکھ پہنچ گیا۔

☆☆☆☆☆

متکبر ترین انسان

علاؤ الدین خوارزمی شاہی سلطنت کا متکبر ترین انسان تھا۔ چار لاکھ فورس تیار کی اور چنگیز خان لٹیرا تھا اور دو لاکھ لشکر کے ساتھ دو ہزار میل سفر کر کے آیا تھا، کہاں ہے وہ لشکر؟ پہاڑی کوہ قراقرم کے ان سلسلوں کو چنگیز خان نے عبور کیا، آج تک کوئی

حاکم، کوئی سالار، کوئی فوج عبور نہ کر سکی اور اللہ کی قدرت کہ کتنی پیچیدہ اور دشوار گزار گھاٹیوں سے وہ گزرا۔ ایک سپاہی بھی راستہ میں ضائع نہیں ہوا۔ کوئی بھی پھسل جائے، نوکیلی چٹانوں پر بھی سفر کیا، دو لاکھ کے لشکر میں ایک آدمی بھی پھسل کر نہیں مرا، یہ اتنا تھکا ہوا لشکر پرائے دیس میں لڑنے آیا اور وہاں چار لاکھ کا تازہ دم لشکر اس کے انتظار میں ہے۔ پھر بھی اللہ نے اس کے ٹکڑے کروا دیے اور چالیس سال میں اس نے پوری اسلامی حکومت کو زمین بوس کر دیا اور خون کی ندیاں بہا دیں۔

☆☆☆☆☆
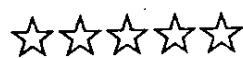
حضرت سفینہ کی کرامات!

سفینہؓ سمندر میں جا رہے ہیں۔ طوفان آ گیا طوفان کہنے لگے:

اسکن یابحر ھل انت الا عبد حبشی

اے سمندر! تھم جا تو کالا حبشی ہی تو ہے۔

یہ کالا حبشی کیوں کہا؟ سمندر جب گہرا ہوتا ہے تو پانی کالی چھال دیتا ہے۔

کہنے لگا ٹھہر جا! اے سمندر تو کالا حبشی ہی تو ہے۔ دوسری موج نہیں اٹھی اس کے بعد وہیں تھم گیا اور کشتی میں سفر کر رہے تھے اور قرآن کے اوراق سی رہے تھے۔ سوئی ہاتھ سے گر کر پانی میں چلی گئی۔ پانی سے کہنے لگے:

عازمت علیک علی رب الارددت علی ابرتی

اے اللہ! تجھے قسم دیتا ہوں میری سوئی مجھے واپس کر۔ دوسری سوئی میرے پاس ہے کوئی نہیں۔ وہ سوئی پانی پہ یوں کھڑی ہوگئی۔

ایک وقت تھا جب مسلمان اٹھتا تھا تو ساری کائنات کے باطل پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور وہ اپنے ایوانوں میں تھر تھر کانپتے تھے۔ وہ وقت تھا جب مسلمان نے کلمہ سیکھا ہوا تھا۔ آج مسلمان نے کلمہ نہیں سیکھا اس لیے دنیا کی کوئی طاقت اسے اللہ کے ہاں سرخرو نہیں کر سکتی۔

☆☆☆☆☆

انگلی کے اشارے سے قلعہ گر گیا

حضرت شرابیل ابن حسنؓ ایک پتلے سے صحابی ہیں۔ وحی کے کاتب تھے وحی لکھتے تھے۔ مصر میں ایک قلعہ نہیں فتح ہو رہا تھا۔ کچھ دن زیادہ گزر گئے۔ ایک دن حضرت شرابیل ابن حسن کو جوش آیا گھوڑے کو ایڑ لگا کے آگے ہوئے اور فیصل کے قریب جا کر فرمایا:

اے قبطیو سنو! ہم ایک ایسے اللہ کی طرف تمہیں بلا رہے ہیں اگر اس کا ارادہ ہو جائے تو تمہیں اس قلعے کو آن کی آن میں توڑ سکتا ہے۔ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہہ کر جو شہادت کی انگلی اٹھائی۔ سارا قلعہ زمین پر آ گرا۔ یہ کلمہ سیکھا ہوا تھا۔ میں آپ کو پکی روایتیں بتا رہا ہوں، یہ کلمہ سیکھا ہوا تھا یہ لوگ گدھے نہیں تھے کہ جنہوں نے شیر کی کھال کو پہن لیا ہو۔ ہم گدھے ہیں جنہوں نے شیر کی کھال کو پہنا ہوا ہے اور کہتے ہیں ہم اسلام والے ہیں، نہیں۔ میرے بھائیو! ہم نے ابھی کلمہ سیکھا ہی نہیں ہے۔ جب کلمہ اندر آتا ہے تو باطل ایسے ٹوٹتا ہے جیسے تم انڈے کے چھلکے کو توڑتے ہو۔

☆☆☆☆☆

اللہ بندے سے محبت کرتے ہیں

پوری انسانیت کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد ﷺ ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ انہوں نے انسانوں کو ان کی زندگی کا مقصد بتایا اور کامیابی کی راہ بتائی اور اس کام پر اپنا سب کچھ لگا دیا پھر اس کے بعد پھر ان کے بعد سب سے بڑا محسن وہ ہے جو وہی کام کرے جو اللہ کے نبی ﷺ کر کے گئے روٹی کھلانا کسی کی وقتی ضرورت کو پورا کرنا ہے، پانی پلانا کسی کی وقتی ضرورت کو پورا کرنا ہے، کپڑا پہنانا کسی کی وقتی ضرورت کو پورا کرنا ہے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ فرمایا: (قیامت کے دن سوال کرے گا)

یَا ابنَ آدمَ اِسۡتَطۡعَمۡتُکَ فَلَمۡ تُسۡطۡعِمۡنِیۡ.

اے میرے بندے! مجھے روٹی کی ضرورت تھی تو نے مجھے روٹی نہ کھلائی۔

وہ کہے گا، یا اللہ! آپ تو ہر عیب سے پاک ہیں۔

فرمایا: میرا فلاں بندہ جو تمہارے پاس آیا تھا اگر تم اس کو روٹی کھلا دیتے تو اس کا اجر تم مجھ سے لے لیتے ایسے تھا جیسے میرے خزانے میں جمع کرا دیا۔

یا ابن آدم استقیتک فلم تُسقِنیٰ.

اے میرے بندے! میں نے تم سے پانی مانگا تھا تو نے پانی نہ پلایا۔

بندہ کہے گا، یا اللہ! آپ تو رب العلمین ہیں۔ فرمایا: فلاں بندہ جو پیاسا آیا تھا اس کو پانی پلاتا تو ایسا تھا جیسے تو نے مجھے پانی پلایا۔

یا اِبنِ آدَمُ مَرِضتُ فَلَم تعُدنِیُ

اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تھا تو نے میرا حال ہی نہ پوچھا۔

اللہ اکبر۔ مسلمان کا حال پوچھنا کتنی بڑی بات ہے وہ کہے گا یا اللہ آپ تو ہر عیب سے پاک ہیں۔ اللہ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کا حال پوچھ لیتا تو ایسا تھا جیسے تو نے میرا حال پوچھا یہ وقتی ضرورت پوری کرنے پر اللہ اتنے خوش ہو رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

دل کا محل سجاؤ اور کامیاب ہو جاؤ

محمود غزنوی دنیا کا نمبر دو فاتح ہے۔ فاتح اول، چنگیز خان ہے جس نے سب سے زیادہ دنیا فتح کی۔ اس کے بعد محمود غزنوی ہے جس نے دنیا میں سب سے زیادہ فتوحات کیں۔ اس کے بعد تیمور لنگ ہے۔

تو محمود غزنوی نے محل بنایا بڑا عالیشان اس شہر کا تاجر تو چند کروڑ یا چند ارب کے دائرے میں ہی گھوم رہا ہوگا۔ وہ محمود غزنوی ہے جس کے سامنے دنیا کے خزانے سمٹ چکے ہیں۔ محل بنایا بڑا خوبصورت بڑا عالیشان ابھی شہزادہ تھا، باپ زندہ تھا تو باپ کو کہا ابا جان میں نے گھر بنایا ہے ذرا آپ معائنہ تو فرمائیں۔ اس کا والد سبکتگین

رحمتہ اللہ علیہ، بہت نیک سپاہی تھا، اللہ نے بادشاہ بنا دیا، اوقات یاد تھی۔ آیا محل کو دیکھا حسین حسن و جمال نقش و نگار کا نمونہ لیکن ایک لفظ نہیں کہا کہ کیسا خوبصورت ہے، کیسا عالیشان ہے۔ محمود غزنوی دل ہی دل میں بڑے غصے میں تھا، میرا باپ کیسا بے ذوق ہے ایک لفظ بھی داد نہیں دی کہ ہاں بھئی بڑا اچھا ہے۔ خاموش جب باہر نکلنے لگے تو اپنے خنجر کو نکالا دیوار پر جو ایسا زور سے مارا کہ دیوار پر نقش و نگار تھے وہ سارے ٹوٹ گئے۔ کہنے لگا بیٹا تو نے ایسی چیز پر محنت کی ہے جو خنجر کی ایک نوک برداشت نہیں کر سکتی۔ تجھے مٹی اور گارے کو خوبصورت بنانے کے لئے اللہ نے نہیں پیدا کیا اس دل کو بنانے کے لئے اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

پاکدامنی اور نظر جھکانے کی لذت بڑی دولت ہے

حبیب ؒ ابن عمیر تابعی ہیں۔ صحابہؓ کے شاگرد بڑے خوبصورت قید ہو گئے، دشمن کے دس آدمی تھے، تو انہوں نے قتل کر دیئے ان کو پکڑ لیا رومن سردار نے کہا میں غلام بناؤں گا۔ قید میں لے کر کہنے لگا اگر تو عیسائی ہو جائے تو میں تجھے اپنی بیٹی دے دوں گا، تجھے اپنی ریاست میں حصہ بھی دوں گا۔ انہوں نے فرمایا ''تو اگر سارا جہان بھی دیدے یہ نہیں ہو سکتا''۔

کفر تو بے حیا ہوتا ہی ہے۔ حیا تو سراسر اسلام میں ہے۔ اس نے اپنی بیٹی سے کہا اس سے بدکاری کرواؤ۔ جب یہ اس رخ پر آئے گا۔ تو اسلام بھی چھوڑ جائے گا۔ روم کی لڑکی تھی۔ ادھر روم کا حسن ادھر عرب کی جوانی آگ بھی تیز ہے اور قوت بھی جوان ہے اور دو ہیں تیسرا ہے کوئی نہیں۔

اب یہاں ساری رکاوٹیں ختم ہیں اور وہ عورت دعوت دے رہی ہے اور یہ نوجوان اپنی نظر جھکانے کی لذت چکھے ہوئے ہے۔ اسے پاکدامنی کی لذت کا پتہ ہے لہٰذا اس کی نظر اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ اس نے سارے جتن کر مارے۔ اپنے حسن کا ہر تیر آزمایا اپنے مکر کا ہر جال پھینکا لیکن پاکدامنی کی تلوار نے ہر ہر جال کی ہر

ہر تار کو تار تار کر دیا اور ہر تیر کو بے کار کر دیا۔

آخر تین دن کے بعد اس نے ہتھیار ڈال دیئے، کہنے لگی۔

مَاذَا ایَمْنَعُکَ مِنِّیْ ''اللہ کے بندے یہ تو بتا تجھے روکتا کون ہے''۔

آج تیسرا دن ہے تو نے مجھے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ روکنے والا کون ہے، اس نے کہا مجھے روکنے والا وہ ہے،

لَا تَاخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ جو نہ سوتا ہے نہ اونگتا ہے

جو مجھ سے غافل نہیں میں اس سے غافل ہوں، وہ میرا رب ہے، جو عرش پر بیٹھا مجھے دیکھ رہا ہے کہ میری محبت غالب آتی ہے یا شہوت غالب آتی ہے۔ مجھے آگے کرتا ہے یا شیطان کو آگے کرتا ہے۔ اے لڑکی! مجھے میرے رب سے حیاء آتی ہے اس لئے میں نے اپنی طاقت کو روک رکھا ہے، وہ باہر نکل کے اپنے باپ سے کہنے لگی۔

اِلٰی اَیْنَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی حَدِیْدٍ اَوْ حَجَرٍ لَا یَاکُلُ لَا یَنْظُرُ

آپ نے مجھے کس پتھر کے پاس بھیجا ہے؟ کس لوہے کے پاس بھیجا؟ جو نہ دیکھتا ہے نہ کھاتا ہے میں کہاں سے گمراہ کروں؟

ایک دفعہ ایک بزرگ نے خواب میں شیطان دیکھا۔ کہنے لگے کچھ نصیحت تو کرو، کہنے لگا: کبھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ اکیلے نہ بیٹھنا۔ عورت ہو رابعہ بصریؒ جیسی، مرد ہو جنیدؒ بغدادی جیسا، اگر وہ دو اکٹھے ہو جائیں گے تو تیسرا میں آؤں گا انہیں گمراہ کرنے کیلئے۔

☆☆☆☆☆

حق اور باطل کی پہچان کرنے والا پادری مسلمان ہو گیا

ہمارا ایک دوست ہے جو پڑھتا تھا اب تو پڑھ گیا ہے امریکہ میں نوکری کرتا ہے دوبئی میں رہتا ہے۔ دوبئی سے جا رہا ہے امریکہ پیرس میں جہاز اترا وہاں سے ایک پادری چڑھا دونوں ایک سیٹ پہ ہو گئے (یعنی ساتھ ساتھ) راستے میں تعارف

ہوا آپ کہاں سے ہیں؟ آپ کہاں سے ہیں؟، کہا میں پادری ہوں امریکہ سے افریقہ گیا، فلاں ملک میں فلاں بستی میں۔ کس لئے گئے تھے؟ اپنے مذہب کا پرچار کرنے۔ پھر کیا نتیجہ نکلا؟ کہا چار سال رہا سب عیسائی ہو گئے۔ پوچھا چار سال گھر گئے؟ کہا نہیں گیا۔ چار سال میں گھر نہیں گیا۔

باطل پھیلانے والے ایسی قربانی کر رہے ہوں اور حق پھیلانے والے پوچھتے پھر رہے ہیں کہاں لکھا ہے بچے چھوڑ کے چلے جاناں، ماں باپ چھوڑ کے چلے جاناں، جہاں لکھا ہے پڑھو تو سہی صحابہؓ کی زندگی پڑھیں۔

اس نوجوان نے اسے دعوت دی سلمان اس کا نام ہے جاتے جاتے دونوں کی دعوت چلتے چلتے نیو یارک آ گیا آخر اس نے کہا اچھا آخری فیصلہ یہ ہے میں کہتا ہوں کہ میں حق پر ہوں، آپ آج سے یہ دعا مانگنی شروع کریں کہ اے اللہ! مجھ پر حق کو واضح کر دے۔ یہ دعا مانگنی شروع کرو اور یہ میرا پتہ ہے جب کوئی بات سمجھ میں آئے تو اس پتہ پر خط لکھ دینا۔ سال کے بعد اس پادری کا خط آیا تیری بتائی ہوئی دعا روزانہ مانگتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے مجھ پر حق کو کھول دیا۔ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور اب میں دوبارہ اس بستی میں جاؤں گا دوبارہ مسلمان بناؤں گا جن کو میں عیسائی بنا چکا ہوں۔

☆☆☆☆☆
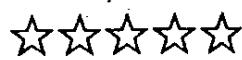
ایک نوجوان کی دعوتی محنت کا اثر

اس دفعہ میں حج پر گیا تو اٹلی سے ایک نوجوان آیا ہوا تھا عرب حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد میں سے۔۔۔ مراکش کا رہنے والا مجبوری کی وجہ سے اسے اٹلی میں رہنا پڑ گیا بائیس سال کی عمر اور اس اکیلے لڑکے نے اٹلی میں پورے مسلمانوں کو حرکت دے دی اور وہاں تین سو مسجدیں بن گئیں جب کہ ایک مسجد بھی نہیں تھی اور حج پر ستر نوجوانوں کو لے کر آیا ہوا تھا۔

اتنی طاقت اللہ نے مسلمان نوجوان میں رکھی ہے۔۔۔ وہ عالم نہیں ہے۔۔۔

کوئی دنیاوی ڈگری تھی اس کے پاس اکنامکس یا فزکس کی۔ مجھے اچھی طرح یادنہیں لیکن اس نے وہاں جو اس محنت کو زندہ کیا پورے اٹلی میں تین سو مسجدوں کا ذریعہ بن گیا اور ہزاروں نوجوانوں کی توبہ کا ذریعہ بن گیا تو آپ کا کام ہے آپ کی ذمہ داری ہے میں یہ نہیں کہتا کہ تبلیغی جماعت کے ممبر بن جاؤ نہ کسی جماعت کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں اور آپ اللہ اور اس کے رسول کے غلام بن جائیں اور اس غلامی کو آگے لوگوں میں پھیلانے والے بنیں اس پھیلانے میں جو تکلیف آئے اسے اللہ کی رضا کیلئے برداشت کریں تو اللہ کا حبیب ﷺ حوض کوثر پر اپنے ہاتھ سے ایک پیالہ پلائے گا سارے دکھ درد نکل جائیں گے۔ ہاں اعلان ہوگا کہاں ہیں، کہاں ہیں، میرے آخری امتی آخری امتی؟ جب دین مٹ رہا تھا انہوں نے میرے دین کو گلے لگا کر میرے پیغام کو پہنچایا پھیلایا تھا۔ اللہ کا حبیبؐ اپنے ہاتھ سے جام کوثر پلائے گا۔

اللہ کے فضل سے پچھلے سال ہمارا سفر ہوا سری لنکا سے لے کر فجی تک تھائی لینڈ آسٹریلیا فجی اور سنگاپور آپ اندازہ فرمائیں تبلیغ کا کام یہاں سے تھائی لینڈ گیا ہے۔ وہاں ہے صومالیہ، جس کی اسی فیصد آبادی مسلمان ہے۔

وہاں یہ حال ہے کہ کوئی مسلمان بے نمازی نہیں رہا، کوئی عورت بے پردہ نہیں رہی، چوری ختم ہوگئی، زنا ختم ہوگیا، شراب ختم ہوگئی، لڑائیاں ختم ہوگئیں، نماز پر کھلی دوکانیں چھوڑ کر مسجد میں چلے جاتے ہیں، بند نہیں کرتے۔ سعودی عرب میں تو بند کر کے جاتے ہیں اور بیس سال سے وہاں تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ سری لنکا میں ہم پہنچے دس لاکھ آبادی مسلمان چار لاکھ بالغ مسلمان ہیں، تین لاکھ اجتماع میں موجود تھے، چھ سو جماعتیں نکلیں۔ ساری دنیا کی فضا اللہ تعالیٰ نے بدل دی ہے ہوائی جہازوں میں اذانیں ہو رہی ہیں، نمازیں پڑھی جارہی ہیں، پہاڑ کی چوٹیوں پر اذانیں ہو رہی ہیں، نمازیں پڑھی جارہی ہیں۔

☆☆☆☆☆

زندگی اسلامی بن گئی

ایک نوجوان مجھے ملا رائے ونڈ میں، میں نے کہا کیسے ہدایت پر آیا؟ کہا پاکستان سے جماعت آئی ہوئی تھی اور دو آدمی ساحل کے ساتھ ساتھ کسی کو ڈھونڈنے کیلئے نکلے ہوئے تھے، تو میں وہاں ننگ دھڑنگ لیٹا ہوا تھا، وہاں کچھ اوباش نوجوان نے ان کا مذاق اڑایا، شور ہوا تو میں نے جو اٹھ کر دیکھا کہ یہ تو مسلمان ہیں (مسلمان تو چھپتا نہیں دس کروڑ میں پتہ لگ جائے گا کہ مسلمان بیٹھا ہے۔ ہمیں تو بتانا پڑتا ہے جی میں مسلمان ہوں مسلمان کی تو ایک پہچان ہے) میں ویسے ہی ننگ دھڑنگ ان کے پیچھے پہنچا، اس نے کہا ''السلام علیکم میں مسلمان ہوں میری غیرت کو جوش آیا ہے۔ آپ کی بے عزتی کی گئی ہے آپ کہاں ٹھہرے ہیں، میں آپ کے پاس آؤں گا''۔ انہوں نے کہا فلاں جگہ ایک مسجد ہے ہم وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں گھر گیا کپڑے بدلے، سیدھا ان کے پاس گیا، اور پہلی مجلس میں ایسی توبہ کی کہ پوری زندگی بدل گئی۔

☆☆☆☆☆

سویا ایمان زندہ ہو گیا

مانچسٹر میں ایک آدمی سے ملے سید ہاشمی حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے، بیٹا بھی عیسائی، دو بیٹیاں بھی عیسائی، بیوی بھی عیسائی، سارا شجرہ نسب گھر میں لٹکا ہوا تھا۔ شیخ عبدالقادرؒ کا درمیان میں نسب نامہ آتا تھا۔ میں نے اس کے بیٹے سے پوچھا تم مسلمان ہو؟ کہا نہیں، میں کتھلک ہوں۔ میں نے کہا کیوں تیرا باپ تو مسلمان ہے؟ کہا میری ماں کتھلک ہے میں بھی کتھلک۔ یہ اس کا حال تھا، ہم ملنے گئے تو اس نے ایسی چڑ چڑھائی کی کہ اچھا پاکستان میں اسلام پھیل گیا کہ انگلستان میں تبلیغ کرنے آ گئے۔ وہاں رشوت ہے، زنا ہے، یہ ہے، وہ ہے، جاؤ وہاں تبلیغ کرو، ہمارا وقت ضائع نہ کرو، اگر تمہارے پاس پیسے زیادہ ہیں تو ہمیں دے دو، یہاں بھی اب

بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔ ہم یہاں لوگوں میں تقسیم کر دیں گے۔

اتنی بے عزتی کی کہ رب کا نام، اتنے میں اس کی بیوی آ گئی، اس نے ہیلو ہیلو کرنے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو ہم نے سلام نہیں کیا، ہم نے کہا بھائی! ہم تو غیر عورت سے ہاتھ نہیں ملاتے، تو اتنا غصے میں آیا کہ تم نے میری بیوی کی توہین کر دی۔ ہمارے سامنے ہی کھڑے ہو کر اس کے گلے لگ کے چومنے لگا، یہ بڑے جاہل لوگ ہیں ان کو تمہارا پتہ نہیں، ان کو آداب کا ہی نہیں پتہ۔ میں نے کہا ہم ایسے جاہل ہی رہیں اللہ کرے، یہ میں اس سے پہلی ملاقات بتا رہا ہوں۔

دو دن کے بعد میں نے اسے فون کیا۔ میں نے کہا حضرت! آپ ہمارا کھانا کھانا پسند فرمائیں گے۔ صرف آپ کو کھانے کیلئے بلانا ہے۔ پندرہ منٹ میں نے اس کی منت کی کہ آپ کھانا آ کر کھا جائیں۔ آخر وہ تیار ہو گیا کہ اچھا ٹھیک ہے لیکن مجھے لے کر جاؤ۔ ہم گئے اس کو لے کے آئے۔ کوئی میرے خیال میں پندرہ بیس لاکھ کا اس نے زیور پہنا ہوا ہو گا۔ سونے کا، جواہرات کا اور ہیروں کا اور پتہ نہیں کیا کیا، یہ کم سے کم میں بتا رہا ہوں، ممکن ہے اس سے زیادہ ہو۔ ہم نے اسے مسجد میں بٹھایا۔ اس نے بیان سنا جب ہم اسے چھوڑنے کیلئے گئے تو کہنے لگا ستائیس سال کے بعد پہلی دفعہ مسجد میں آیا ہوں۔ ستائیس سال کے بعد۔

ایک عید کیا، جمعہ کیا، نماز کیا، کہا ستائیس سال کے بعد آج مسجد میں آیا ہوں۔ میں نے کہا کام بن گیا، جو کہہ رہا ہے کہ میں ستائیس سال کے بعد مسجد میں آیا ہوں تو معلوم ہوتا ہے وہ پرانا ایمان جاگ رہا ہے، پھر دو دن بعد دوبارہ اس سے ملنے گئے، پھر اس کو مسجد میں لائے کھانا کھلایا بات سنائی پھر دو دن چھوڑ کے پھر اس کو لائے۔ تیسرے دن کھڑا ہو گیا۔ کہا میرا نام لکھو تین دن کے لئے۔ صبح صبح اس کا ٹیلی فون آیا مجھے مسجد میں کیا جادو کر دیا ہے تم لوگوں نے، میں نے کہا کیا ہوا؟ کہا میری زبان سے زور زور سے کلمہ نکل رہا ہے۔ میں اپنے آپ کو روک بھی رہا ہوں مشکل سے کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ایمان زندہ ہو گیا ہے، اور کچھ بھی نہیں ہوا۔ ہاں پھر جو

اس نے ہمارے ساتھ وقت لگایا وہ جو روتا تھا اس کو روتا دیکھ کے ہم روتے تھے۔ پھر اس کے بعد اس کا خط آیا، کہا وہ دن آج کا دن نہ اس کی تہجد قضا ہوئی ہے نہ اس دن سے اس کی نماز قضا ہوئی ہے نہ روزہ قضا ہوا ہے۔ ستائیس سال کی زکوٰۃ یہاں پاکستان میں دے کر گیا ہے۔ پورے ستائیس سال کی زکوٰۃ۔ اور پہلے دن کہا تھا میں کوئی فالتو ہوں کہ یہاں آیا ہوں وقت ضائع کرنے۔ پھر جو اس کا خط آیا اس میں لکھا تھا، آپ انگلستان آ جائیں۔ سارا خرچہ میرے ذمے، رہائش میرے ذمے، اور یہاں کی شہریت لے کے دینا میرے ذمے، یہاں آ کے تبلیغ کرو، یہاں کے مسلمانوں میں تبلیغ کی بہت ضرورت ہے۔

ایسے لاکھوں کروڑوں ہیرے بکھرے پڑے ہیں۔ آگے سنئے پھر کہنے لگا میری بیوی کو دعوت دو۔ ہم نے کہا تمیں سال تو تو نے اس کے سامنے گذارے آوارگی کے ہماری بات اسے کیسے سمجھ میں آئے گی۔ کہا نہیں تم دعوت تو دو۔ ہم خیر گئے اس کی بیوی سے بات کی، وہ کہنے لگی پہلے یہ مجھے مسلمان بن کے دکھا دے، پھر میں مسلمان ہو جاؤں گی۔

☆☆☆☆☆

کامیابی ہمت چاہتی ہے

انگلستان میں ہماری جماعت گئی گلاسکو میں ایک آدمی ملا۔ میرا ضلع خانیوال ہے۔ میاں چنوں تحصیل ہے۔ میاں چنوں کے ایک آدمی کو فاقے پڑے بھاگ کے انگلستان چلا گیا، اس وقت جب ہم گئے گلاسکو نہیں پورے سکاٹ لینڈ کا سب سے بڑا مالدار آدمی تھا۔ مجھے تو پتہ تھا میرے دادا سے باپ سے کپاس خریدا کرتا تھا، ہماری کپاس وہ خریدتا تھا آڑھتی تھا گھاٹے پڑے بھاگ گیا، وہاں ایک آدمی نے بتایا جب یہ یہاں آیا تو سائیکل پر سودا رکھ کے گھر گھر پھیری لگاتا تھا۔ پھیری لگاتے لگاتے گلاسکو کا سب سے بڑا تاجر بن گیا، جب ایک شکست خوردہ نقصان زدہ پھیری

لگا کے پھر نیچے سے اوپر تک جا سکتا ہے تو جس کے پاس دنیا و آخرت کی کامیابی کا علم ہو، جس کے پاس دنیا و آخرت کے خزانوں کی چابیوں کا علم ہو، جب وہ پھیری لگائے گا جب وہ صدا لگائے گا تو مخلوق کیوں نہ آئے گی۔

☆☆☆☆☆

نماز پڑھنے سے اللہ کی مدد ساتھ ہو جاتی ہے

اللہ کے حبیب ﷺ کی پکی خبر ہے، نماز پڑھنا سیکھ لو جو کام بڑے بڑے بادشاہوں سے نہیں ہوتے آپ کی نماز وہاں سے بھی آپ کو پار لے جائے گی۔ حضرت علی ابن حجرؒ سمندر کے کنارے آئے بحرین پر حملہ کرنا تھا درمیان میں سمندر تھا کشتیاں تھی نہیں کشتیاں مہیا کرتے تو دشمن آگے چوکنا ہو جاتا۔ پھر سفر تھا چوبیس گھنٹے کا تو وہیں کھڑے ہوئے (لشکر موجود ہے) نیچے اترے دو رکعت نفل پڑھے ہاتھ اٹھائے، اے اللہ! تیرے راستے میں تیرے دین کی دعوت میں تیرے نبی ﷺ کے غلام ہیں، کشتیاں ہمارے پاس نہیں، مشکل تیرے لئے نہیں، ہمارے لئے راستہ مہیا فرما۔

یہ دعا مانگی اور کھڑے ہوئے اور سامنے سمندر ہے اور اپنی فوج سے فرمایا: ''بسم اللہ پڑھو اور گھوڑے ڈال دو''۔ کوئی نہیں بولا کہ امیر صاحب دماغ تو ٹھیک ہے تیرا، سمندر میں گھوڑے ڈالیں گے تو غرق ہو جائیں گے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو کوئی عقل ٹھکانے ہے؟ انہوں نے کہا ٹھیک! ہمارے امیر نے دو رکعت پڑھ لئے ہیں اللہ سے مانگ لیا ہے۔ گھوڑے ڈالنا ہمارا کام، پار کرنا اللہ کا کام۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں فَسَمَّيْنَا وَ قُتَحَمْنَا سارے لشکر نے کہا بسم اللہ اور سب نے ڈال دیئے اونٹ اور گھوڑے تو حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں وَ قُتَحَمْنَا ہم نے چھلانگیں لگائیں فَاعْبِرْنَا وَمَا بَلَّلْ مَاءُ اَسْفَلَ خِفَافِ اِبِلِنَا اور ہم پانی کے اوپر چل پڑے اور پانی نے ہمارے اونٹوں کے پیر بھی تر نہ کیے۔ یہ نماز کی طاقت ہے پانی کے اوپر۔ ساری دنیا کی سائنس فیل ہے، میرے حبیب ﷺ کی

سائنس کامیاب ہے، آپ کی زندگی کو سائنس کہنا ہی توہین ہے۔ میرے حبیب ﷺ کا علم میرے حبیب ﷺ کی زندگی آپ کی خبر ساری خبروں سے اوپر ہے۔ ساری سائنس یہاں فیل ہو جائے۔ یہاں اللہ کے نبی ﷺ کی خبر کامیاب ہے۔ ادھر دو رکعت پڑھ ادھر پانی پر راستہ بن جائے سارے کے سارے کام ہوتے چلے جائیں گے۔

☆☆☆☆☆

حضرت ابو مسلم خولانیؒ کی نماز

حضرت ابو مسلم خولانیؒ شام کی طرف سفر کر رہے تھے راستے میں ایک پہاڑی دریا تھا پہاڑی دریا تو بڑا تیز ہوتا ہے۔ آپ اوپر چلے جائیں دیکھیں کہ کتنا تیز ہوتا ہے، تو تین ہزار کا لشکر تھا۔۔۔ پار کرنا تھا۔۔۔ آگے کوئی کشتی وہاں چل ہی نہیں سکتی۔۔۔ پار تو وہاں سے کرنا ہے۔ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا کی۔

"اے اللہ! تیرے نبی ﷺ کے امتی ہیں، تو نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرایا تھا ہمیں یہ دریا پار کروا"۔

اور پھر اعلان کیا کہ میں گھوڑا ڈال رہا ہوں میرے پیچھے گھوڑے ڈال دو، جس کا جو سامان گم ہو جائے تو میں ذمے دار ہوں، جان تو بڑی بات ہے سامان بھی گم ہو جائے تو میں ذمے دار ہوں۔ گھوڑے ڈالے پانی کے اوپر چلا دیئے درمیان میں ایک آدمی نے اپنا لوٹا خود ہی پھینک دیا خود ہی آزمانے کیلئے پھینک دیا۔ جب کنارے پر پہنچے تو پوچھا ہاں بھائی کسی کا کوئی سامان تو نہیں گر گیا؟ تو جواب آیا ہاں جی! میرا لوٹا گر گیا، لوٹا تو معمولی سا ہے اسے کہاں جانا چاہیئے وہاں تو پتھر بہہ رہے ہیں، کہنے لگے اچھا تیرا لوٹا گم ہو گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ واپس لے کر پھر دریا کے کنارے پر آئے تو لوٹا دریا کے کنارے پر پہلے پڑا ہوا تھا، لو بھائی سنبھال لو۔

یہ نماز کی طاقت ہے، تو نماز پڑھنا سیکھ لیں سارے مسئلے حل ہو جائیں گے تو بھائی اپنی عورتوں کو نماز سکھائیں، اپنے بچوں کو، اپنی بچیوں کو، نماز سکھائیں، نماز یاد

کروائیں، خودنہیں آتی تو یاد کریں، قرآن کی تلاوت کیلئے وقت نکالیں، اللہ کے ذکر کیلئے وقت نکالیں، درود شریف پڑھنے کیلئے وقت نکالیں، استغفار درود شریف چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اس کی عادت ڈالیں، قرآن پاک پڑھنے کی عادت ڈالیں، اللہ کا کلام ہے پڑھنا چاہئے محبوب کا کلام ہے دنیا وآخرت کی کامیابیوں کا علم ہے نجات کے سارے اسباب اس میں بتائے گئے ہیں ٹھیک ہے۔اس کا انتظار نہ کریں کہ کوئی آئے گا تو وہ ہم سے توبہ کروائے گا،ہمیں تو کچھ آتا نہیں اوروں کو کیا کہیں تم نکلو اور دعوت دینا شروع کرو۔ یہ بول اتنے طاقت ور ہیں کہ آپ اٹھتے چلے جائیں گے اور آپ کے ذریعے اور آتے چلے جائیں گے۔

☆☆☆☆☆

تم یہ غلطی نہ کرنا ''میاں موجو'' کی دعوت

ایک آدمی مولانا الیاس رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آیا اس کا نام موجو میواتی تھا تو مولانا الیاسؒ کو کہنے لگا مولوی گلاس، تو اس کی تعلیم کا تو آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہا مولوی گلاس میں کیا تبلیغ کروں مجھے تو کلمہ بھی نہ آوے، ستر سال میری عمر ہوگئی انہوں نے فرمایا: تو تین چلے لگا، لوگوں کو جا کر کہہ، لوگوں میں نے کلمہ بھی نہ سیکھا ستر سال گذر گئے تم یہ غلطی نہ کرنا کلمہ سیکھ لو اس کے چار مہینے لگوائے اس میاں موجوان پڑھ کے ہاتھ پر پندرہ ہزار لوگ نمازی بنے اور تائب ہوئے۔ آپ تو سارے پڑھے لکھے سمجھ دار لوگ ہیں آپ کریں گے کام تو کل کو نہ جانے کتنے لوگ آپ کے نامہ اعمال میں ہوں گے۔ نبیوں کی شان سے جنت میں جارہے ہوں گے، اللہ پاک آپ کو اور مجھے عمل کی توفیق عطا فرمائیے، آمین۔

☆☆☆☆☆

اللہ کی چاہت غالب رہتی ہے

فرعون کی ساری طاقت لگی کہ موسیٰ علیہ السلام کو ذبح کرنا ہے، اللہ کا ارادہ ہے

کہ ہم نے زندہ رکھنا ہے، اتنی کثرت سے بچے قتل ہوئے کہ اس کی اپنی قوم نے کہا کہ حکومت کس پر کرنی ہے؟

ایک سال چھوڑو ایک سال مارو، جس سال چھوڑتا تھا اس سال ہارون علیہ السلام کو اللہ نے پیدا فرمایا، جس سال قتل کرتا تھا، اس سال موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے پیدا فرمایا، حالانکہ اس کے برعکس کرتا تا کہ معاملہ آسان ہوتا، لیکن اللہ کی قدرت کو کون جانتا، پھر ایسا نظام چلایا کہ اس کو پانی میں ڈلوایا، پانی سے فرعون کے دربار میں پہنچایا۔ ام موسی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ غمگین، جب یہ دریا میں ڈالوں گی تو یا ڈوبے گا یا مرے گا اور اس سے بچانا چاہتی ہوں تو یہ موت میں جارہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم

اسے دریا میں ڈالو، وہ دریا اسے کہاں لے جائے گا؟

فلیلقه الیم بالساحل

وہ دریا اسے ساحل پہ پھینکے گا، وہاں سے کیا ہوگا؟

یأخُذُهُ عَدولیّ وَعَدُوٌله. میرا اور اس کے دشمن فرعون، اس کو پکڑ لے گا، تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے جی میں آیا، یا اللہ! جس سے بچانا ہے، وہی اس کو پکڑے گا تو تب بچے گا کیسے؟ وہ تو اس کو دیکھتے ہی ذبح کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لا تَخافِیْ وَلَا تَحزَنِی... نہ اس کی موت کا غم کھا، نہ اس کی موت کا خوف کھا، نہ اس کی جدائی کا غم کھا۔ **اِنا رَا دُوْہُ اِلیک** تو دیکھے گی میں اسے واپس تیری گود میں لوٹاؤں گا۔

وَجاعِلُوهُ مِن المُرسَلِین. تیری زندگی میں میں اسے رسول بنادوں گا۔

یہ دونوں کام تو دیکھ کے مرے گی، اس سے پہلے نہیں مرسکتی، وہ فرعون کی گود میں جائے یا تپتی آگ میں گرے، یا وہ طوفانی موجوں میں گرے، بچانا جب تیرے

اللہ کا ارادہ ہوجاتا ہے تو کائنات کا ہر سبب پھر حفاظت میں استعمال ہوتا ہے، پھر ہلاکت میں استعمال نہیں ہوسکتا ہے۔ جب وہ ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو حفاظت کے اسباب بھی موت کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ جب وہ عزت کا ارادہ کرتا ہے تو ذلت کے اسباب بھی عزت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

جب وہ ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو عزت کے اسباب میں سے ذلت نکلنا شروع ہوجاتی ہے۔ جب محبتیں لاتا ہے، تو نفرتوں میں سے محبتیں نکال کے دکھاتا ہے، جب نفرتیں لاتا ہے، تو محبتوں کو نفرتوں میں بدل کے دکھاتا ہے۔ اس کائنات میں حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے، یہاں وہ ہوگا جو اللہ چاہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

قوم نوح پر عذاب کا واقعہ

ایک قوم تم سے پہلے آئی، نوح علیہ السلام کی، جنہوں نے زمین کو کفر سے بھر دیا، الٹا میرے نبی سے کہنے لگے۔

فَاتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ.

وہ عذاب لاوَ، جس سے تم ہمیں ڈراتے تھے اور وہ عذاب لاوَ جس کا تم نے وعدہ کیا ہوا ہے۔

پھر ہمارا وہ دن آیا۔

ففتحنا ابوابَ السَّماء بماء منهمر وفجرنا الارض عيُونا فالتقى الماء عَلى اَمر قَد قُدِر.

آسمان کے دروازے کھولے، زمین کو چشمہ بنادیا۔

یہ نہیں کہا کہ زمین سے پانی نکالا، کہا:

وَفَجَّرْنَا الارضَ عُيونَا ہم نے پوری زمین کو چشمہ بنادیا۔

روئیں روئیں سے پانی اُبلنے لگا اور آسمان سے پانی گرا، زمین سے پانی نکلا اور ساری کائنات میں وہ پانی پھیلا، ایک تفسیر میں، میں نے پڑھا کہ اگر اللہ تعالیٰ

اس دن کسی پر رحم کرتا تو ایک عورت پر رحم کرتا جو بچے کو لے کے بھاگ رہی تھی کہ کوئی جائے پناہ ملے اور میں بچ جاؤں اور وہ بھاگتے بھاگتے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھی، جس سے اونچا پہاڑ کوئی نہیں تھا، پیچھے سے پانی آیا، اس نے پہاڑ کو جو ڈبویا پھر اس کے پاؤں پر چڑھا پھر اس کے سینے پر آیا، پھر اس نے بچے کو اوپر کرلیا پھر اس کی گردن تک آیا تو اس نے بچے کو اپنے سر سے اوپر کرلیا کہ شاید بچہ بچ جائے پر پانی کی موج نے نہ بچے چھوڑے نہ بڑے چھوڑے، سب کو برابر کردیا، یہاں تک کہ نوح کے اپنے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے غرق کردیا۔

وحال بینهم الموج فکان من المغرقین

تین آدمی ایک غار میں چھپ گئے اور اوپر پتھر رکھ لیا کہ یہاں تو پانی نہیں آئے گا، چاروں طرف جو پانی کا تماشا دیکھا تو اندر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر میں تینوں کو تیز پیشاب آیا اور بے قرار ہو کر پیشاب کرنے بیٹھے، اللہ نے پیشاب کو جاری کردیا اور وہ پیشاب کرتے کرتے، اپنے ہی پیشاب میں غرق ہو کے مر گئے۔ جو کام قوم نوح کرتی تھی وہ کام آج ہو رہے ہیں، ساری دنیا میں ہو رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

قوم عاد پر عذاب کا واقعہ

قوم عاد آئی، بڑی طاقتور، یہاں تک کہ للکارنے لگے۔

من اشد مناقوة کوئی ہے ہم سے بڑا طاقتور۔

تو لاؤنا ہمیں جس سے ڈراتے ہو؟

ان نقول الا اعتراک بعض الهتنا بسوء

ہمارے خداؤں نے تیری عقل خراب کردی ہے، ہم سے تو بڑا کوئی طاقتور نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولم یرو ان الذی خلقهم هو اشد منهم قُوة

اے ھود انہیں بتاؤ، جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہ تم سے زیادہ طاقتور ہے۔

تو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ حجت پوری ہوئی اور وہ اپنے تکبر میں بڑھتے رہے، نافرمانی میں بڑھتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کا دروازہ کھولا، قحط آ گیا، انسان ایسے بھوکے اور وہ انسان ہماری طرح تو نہیں تھے بلکہ چالیس ہاتھ قد ہوتا تھا، تیس ہاتھ قد ہوتا تھا، آٹھ سو سال نو سو سال عمر ہوتی تھی، نہ بوڑھے ہوتے تھے، نہ بیمار ہوتے تھے، نہ دانت ٹوٹتے نہ کمزور ہوتے، نہ نظر کمزور ہوتی، جوان تندرست توانا، صرف موت آتی تھی، اس کے علاوہ انہیں کچھ نہیں ہوتا تھا۔

اب ان کو بھوک بھی زیادہ لگی اور وہ اپنی ضرورتوں کا غلہ بھی کھا گئے، حلال بھی کھا گئے، حرام بھی کھا گئے، پھر کتے بھی کھا گئے، بلے بھی کھا گئے، چوہے بھی کھا گئے، جو چیز ہاتھ میں آئی، سانپ بھی کھا گئے۔ ہر چیز کھا گئے پر نہ بارش کا قطرہ گرا، نہ زمین کا دانہ پھوٹا، یہاں تک کہ درخت توڑ توڑ کے ان کے پتے بھی چبا گئے، قحط دور نہ ہوا تو پھر انہوں نے ایک وفد بیت اللہ بھیجا کہ ہمیں بارش دو تو جب مصیبت آتی تھی اوپر والے کو پکارتے تھے، جب وہ کام کر دیتا تھا پھر سرکش ہو جاتے تھے، پھر انہیں پتھروں کو پوجتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے تین بادل سامنے کیے، آواز آئی، ان میں سے ایک کا انتخاب کرو، ایک سفید، ایک سرخ، ایک کالا، تو آپس میں کہنے لگے، سفید تو خالی ہوتا ہے، سرخ میں ہوا ہوتی ہے، کالے میں پانی ہوتا ہے، انہوں نے کہا یہ کالا بادل چاہئے، آواز آئی کہ پہنچے گا، یہ واپس پہنچے، انہوں نے کہا بارش ہوگی، پھر جب ساری قوم اکٹھی ہوئی تو اللہ نے وہ بادل بھیجا۔

فلما رأوهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ اودِيَتِهِمْ.

وہ بادل آیا کالا، کہنے لگے:

هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا وہ دیکھو آئی بارش۔

تو اللہ نے کہا: **بَلْ هُوَ مَا استعجلتم به.**

یہ بارش نہیں ہے یہ وہ عذاب ہے جو تم ھود سے کہتے تھے۔

کون ہے ہم سے بڑا جو ہمیں کچھ کرلے؟ اب تیار ہو جاؤ۔

رِیْحٌ فِیْھَا عَذَابٌ الیم تُدمِرُ کل شئی بِاَمْرِ رَبِّھَا.

اب دیکھو کیسے تمہارا رب تمہیں اڑاتا ہے۔

ان کے گھروں کو ہوا نے اڑادیا، ان کو ہوا نے اڑادیا، ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے قد کے لوگ، اور تنکے کی طرح ہوا میں اڑ رہے تھے اور ان کے سروں کو آپس میں ہوا ٹکڑا رہی تھی، وہ گھومتے تھے، سر ٹکراتے تھے، بعض لوگ بھاگ کے غاروں میں چھپ گئے، تو ہوا کا بگولہ ایسے زوردار طریقے کے ساتھ غار کے اندر جاتا اور پھر ایک دھماکے کے ساتھ ان کو باہر نکالتا، پھر ان کو ہوا میں اچھال دیتا گیند کی طرح، پھر ان کے سر آپس میں ٹکراتے ٹکراتے ان کی کھوپڑیاں پھٹ گئیں اور ان کے بھیجے ان کے چہروں پر نکل آئے اور پھر اللہ نے الٹا کے ان کو زمین پر مارا، سر الگ ہو گیا، دھڑ الگ ہو گیا پھر اللہ نے للکار کے پوچھا۔

فَھَلْ تَریٰ لَھُمْ مِنْ بَاقِیَه کوئی ہے باقی تو دکھاؤ!

کہ اس کا بھی صفایا کردوں، کوئی نظر نہ آیا، سب کو اللہ نے مٹایا، جو کام عاد کرتی تھی وہ کام آج پوری دنیا میں ہو رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا واقعہ

پھر اس پر قوم شعیب کا اللہ نے قصہ سنایا، یہ تاجر قوم تھی، فیصل آباد کے بازاروں میں جو ناپ تول میں کمی ہے، وہ وہاں ہو رہی تھی، جو جھوٹ ہے، وہ وہاں چل رہا تھا، دکھانا کچھ اور دینا کچھ اور یہ وہاں چل رہا تھا، تولنے میں کم، ناپنے میں کم، یہ سارا کام جو کچھ ہو رہا ہے، وہ وہاں ہوا اور بڑھتا گیا اور ساری دنیا کی تجارت انہوں نے قبضے میں کرلی اور شعیب علیہ السلام نے کہا کہ بھائیوں باز آجاؤ۔

اوفُوا الکَیْلَ وَزِنُوْابِاالقرطاس المستقیم

صحیح تولو، صحیح ناپو، ناپ تول میں کمی نہ کرو،

جواب آیا:

اصلاتک تامرک ان نترک ما نعبد اباءُ نا او انفعل فی اموالنا مانشاء انک لانت الحلیم الرشید.

اے شعیب! بس تو مسجد میں بیٹھ جا، ہمارے کاروبار میں دخل نہ دے، یہ تیری نمازیں ہمیں کہتی ہیں کہ ہم باپ دادا کا طریقہ چھوڑیں اور ہم اپنے کاروبار تیرے طریقے پر کریں گے تو ہم تو بھوکے ہو جائیں۔ اگر کسی سے آپ کہیں کہ بھائی دیانت سے تجارت کرو، تو وہ کہے گا میرا تو بجلی کا بل بھی ادا نہیں ہوتا، میں روٹی کہاں سے کھاؤں گا؟

میں نے ایک تیل والے سے کہا تم ملاوٹ کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا اگر ملاوٹ کریں تو ایک ڈرم کے پیچھے پانچ سو روپیہ بچتا ہے اور خالص بیچوں تو پچاس روپے بچتے ہیں اور پچاس روپے سے میرا کیا ہوگا، سبزی گوشت بھی نہیں آتا اور پانچ سو روپے سے تو کتنے دن گزر جاتے ہیں۔

تو یہی کچھ قوم شعیب نے کہا کہ:

اصلاتک تامرک ان نترک ما نعبد آباءُ نا اوان نفعل فی اموالنا ما نشاء

میاں شعیب اپنے گھر بیٹھ جا، ہمیں تیری تبلیغ نہیں چاہیے، ہمیں اپنا کاروبار کرنے دے۔

یہی آج کے بازاروں میں مسلمان کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہ شریعت نہیں منظور، شریعت پر چلیں گے تو کاروبار کیسے ہوگا؟

جھوٹ نہ بولیں تو کام کیسے چلے گا؟ خیانت نہ کریں تو کام کیسے چلے؟

ناپ تول میں کمی نہ ہو تو کام کیسے چلے؟ سودی کام نہ ہو تو کام کیسے چلے؟

بنک نہ ہو تو کام کیسے چلے؟

یہ سارے اعتراضات جو آج کے تاجر کرتے ہیں یا دو کاندار کرتے ہیں یہ

سارے اعتراضات شعیب علیہ السلام کی قوم نے کیے کہ

پھر کاروبار کیسے چلے گا؟ منڈیاں کیسے چلیں گے؟ پھر تجارت کیسے چلے گی؟

بھائی! ہم تو تجارت چلانے نہیں آئے، ہم تو اللہ کو راضی کرنے آئے ہیں۔ اللہ کو راضی کرتے ہوئے تجارت ٹھپ ہو جائے یا چل پڑے تو برکت سُبْحَانَ اللہ ہم اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ ہم نے روٹی کھانی ہے اور بچوں کو کھلانی ہے، ہم اس بات کے مکلّف ہیں کہ ہم نے اللہ کے حکم کے مطابق کمانا ہے اور اس کے مطابق کھلانا ہے، اس میں کچھ بچے گا، کھلائیں گے نہیں بچے گا، فاقہ کریں گے، بچوں کو بھی کہیں گے، تمہارا باپ نہیں دے سکتا، میں تمہاری خاطر دوزخ کی آگ کو برداشت نہیں کر سکتا۔

ہمارے بازار قوم شعیب والے نہ بنیں، وہ مذاق اڑانے لگے۔ کاروبار کیسے ہوگا؟ بچوں کو کہاں سے کھلائیں گے؟ پھر بھوکے مر جائیں؟ سکول کی فیسیں کہاں سے دیں؟ اس زمانے میں تو سکول نہیں تھے؟ دیانت داری سے کمائیں تو روٹی کہاں سے کھائیں؟ یہی شعیبؑ کی قوم کا جواب تھا پھر کہاں سے کھائیں؟ پھر کہاں سے کمائیں؟

تو چپ کر کے اپنے نفل پڑھا کر، اپنا اللہ اللہ کیا کر، ہمارے کاروبار میں دخل نہ دیا کر۔

جیسے ہم نے آج اسلام کو کہا ہوا ہے۔ مسجد میں آئیں گے۔ تجھے سلام کریں گے۔ نماز پڑھیں گے۔ جمعہ پڑھیں گے پر تو ہمارے بازار میں نہ آنا۔ کہیں تو ہمیں جھوٹ سے روک دے۔ بددیانتی سے روک دے۔ سود سے روک دے۔ خیانت سے روک دے۔ پھر تو ہماری تجارت ہی ٹھپ ہو جائیے گی، تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر تین عذاب مارے، پہلی کافر قومیں تھی ان پر ایک ایک عذاب آیا، یہ کافر کے ساتھ بددیانت تھے۔ لوگوں کا حق بھی لوٹتے تھے تو اللہ نے ان پر تین عذاب مارے۔

ا اخذتهم الرجفة زلزلہ

۲ اخذ الذین ظلموا الصیحۃ چیخ

۳ اخذھم عذاب یوم الظلۃ انگاروں کی بارش۔

ہماری جماعت شعیبؑ کی قوم کے علاقے میں گئی ہے، وہ اتنا ٹھنڈا علاقہ ہے کہ جب ہم وہاں سے گزرے تو وہاں تقریباً تین تین فٹ برف پڑی ہوئی تھی، ایسا ٹھنڈا علاقہ ہے، اللہ نے ایک گرم ہوا بھیجی، وہ جھلس گئے، تڑپ گئے، آبلے پڑ گئے، تو اس کے بعد ایک دم ہوا ٹھنڈی ہوئی، تو سارے بھاگ کے باہر آ گئے کہ شکر ہے ٹھنڈی ہوا آئی، اوپر سے بادل آیا، کہا شکر ہے بادل آیا، اس کے ساتھ ہی زمین میں زلزلہ آنا شروع ہوا اور اس کے اوپر فرشتے کی چیخ آئی اور اوپر وہ بادل کالا ایک دم سرخ ہو گیا، پھر اس میں سے ایک دم بڑے بڑے انگارے برسے، اور ساری شعیب علیہ السلام کی قوم کو اور مدین کی منڈی کو اللہ نے جلا کر راکھ کر دیا۔

اگر یہ بازاروں والے توبہ نہیں کریں گے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان منڈیوں پر بھی وہ انگارے نہ برس جائیں، جو مدین کی قوم پر برسے تھے، اللہ تعالیٰ کی کسی سے رشتے داری کوئی نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆
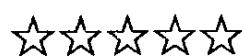
تم کیسے انسان ہو

مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کہا کرتے تھے: ''اے ہندوستان والو! میں نے تمہیں اتنا قرآن سنایا کہ میں صرصر کو سناتا تو صبا بن جاتی۔ میں پتھروں کو سناتا تو موم ہو جاتے۔ میں دریاؤں کو سناتا تو طوفان تھم جاتے اور میں موجوں کو سناتا تو ان کی طغیانی رک جاتی''۔

پتہ نہیں تم کس چیز سے بنے ہو؟ کس خمیر سے بنے ہو؟

تمہارے سینوں میں دل نہیں ہیں، پتھر ہیں اور پتھر سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟

مناشد قسوہ میں الحجارۃ پتھر بھی اللہ کی ہیبت سے لرزتا ہے۔

کانپتا ہے پر تم کون سے انسان ہو۔ کیسے سینوں میں دل لیے پھرتے ہو کہ پانچ دفعہ اتنا بڑا بادشاہ تمہیں پکارے، تو تم اس کی پکار پر نہیں آتے۔

حی علی الصلوٰۃ آؤ نماز کی طرف۔
ایک تھانیدار پکارے گلستان کالونی کا کہ تمہارا سمن ہے آجاؤ۔
تو سر پر پاؤں رکھ کے بھاگتے ہو، ڈی۔سی پکارے تو کام چھوڑ کے بھاگتے ہو۔

اور تمہارا زمین آسمان کا بادشاہ تمہیں دن میں پانچ دفعہ پکارے اور کانوں پر جوں نہ رینگے اور آٹھویں دن مسجد کو آرہے ہو۔
کیا آٹھویں دن کھانا کھایا ہے؟ کیا آج ہی پانی پیا ہے؟ کیا آج ہی چائے پی ہے؟ یہ ایسی جفا اپنے آپ سے کرتے، شیطان سے کرتے، ملک و مال سے کرتے، اپنی دو کانوں سے کرتے، یہ بے وفائی اللہ سے کیوں کی ہوئی ہے؟
جس زمین پر سجدہ نہ ادا ہو، اس سے بڑا بھی کوئی جرم ہے؟
زنا کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں، نماز چھوڑ دینا زنا سے بڑا جرم ہے۔
رشوت کھانے کو گناہ سمجھتے ہیں، نماز کا چھوڑ دینا رشوت کھانے سے بڑا جرم ہے۔قتل کر دینا بڑا گناہ سمجھتے ہیں، نماز کا چھوڑ دینا قتل سے بڑا جرم ہے۔سجدے ہی کا انکار کیا تھا شیطان نے۔
شیطان نے کوئی زنا کیا تھا؟ کوئی قتل کیا تھا؟ کوئی شراب پی تھی؟ کوئی جوا کھیلا تھا؟

کیا کیا تھا؟ کوئی شرک کیا تھا؟ شیطان سجدے کا انکاری ہوا۔ایک سجدے کا انکار کر کے وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا، اس مسلمان کو ہوش نہیں ہے جو روزانہ دن میں پانچ دفعہ بیسیوں سجدوں کا انکار کیے بیٹھا ہوا ہے۔اور پھر آرام سے روٹی کھا رہا ہے۔آرام سے چائے پی رہا ہے۔آرام سے قہقہے لگا رہا ہے۔آرام سے اخبار پڑھتا ہے۔آرام سے بیوی کے پہلو میں لیٹتا ہے۔ایک سجدے کا انکار ہو کر شیطان ہمیشہ کیلئے مردود ہوا۔جس نے فجر کے سجدوں کا انکار کیا۔پھر ظہر کے سجدوں کا مذاق اڑایا۔پھر عصر کا مذاق اڑایا۔پھر مغرب اور عشاء کا مذاق اڑایا۔
گھر میں نماز پڑھنا بھی چلو نہ پڑھنے سے تو بہتر ہے، پر یہ بھی نماز کا مذاق ہی

ہے اور آٹھویں دن سر پر ٹوپی رکھ کے آیا، آٹھ دن، جس نے اتنے سجدوں کا انکار کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ اسے مردود نہ کردے۔

تو کیا ہوگا اس دن، جن بچوں کی خاطر یا جس نفس کی خاطر اللہ سے بغاوت کی کہ اٹھا نہیں جاتا، آیا نہیں جاتا، گرمی بڑی ہے، سردی بڑی ہے، اندھیرا بہت ہے۔

کیا قبر کے اندھیرے یاد نہیں ہیں؟ کیا قبر کی گرمی یاد نہیں ہے؟ کیا جہنم کی آگ بھول گئے؟ کیا جہنم کے عذاب بھول گئے؟ کیا جنت کی نعمتیں بھول گئے؟ وہ اللہ کا کلام بھول گئے؟ وہ اللہ کا دیدار بھول گئے؟ وہ اللہ سے ملاقات بھول گئے؟ وہ محبوب خدا کی محفل بھول گئے؟

☆☆☆☆☆

اس وقت یہودی دنیا سے مٹ جائیں گے

1991ء میں اردن میں ہماری جماعت گئی ہم اسرائیل کے بارڈر پر چلے گئے، آمدورفت بات چیت ہوتی رہتی ہے چونکہ کچھ عرب ادھر رہتے ہیں، کچھ عرب ادھر رہتے ہیں، رشتے داریاں ہیں، تو کہا یہ یہودی ہم سے پوچھتے ہیں، تمہاری فجر میں نمازی کتنے ہوتے ہیں اور تمہارے جمعے میں نمازی کتنے ہوتے ہیں۔

ہم نے پوچھا یہ تحقیق کیوں کرتے ہو؟

انہوں نے کہا ہماری کتابوں میں یہ ہے کہ جب فجر کی نماز کے نمازی اور جمعے کی نماز کے نمازیوں کی تعداد برابر ہو جائے گی تو یہودی دنیا سے مٹ جائیں گے۔

اب یہاں فجر میں ڈیڑھ صف ہوتی ہے اور جمعے میں باہر بھی صفیں بنی پڑیں، چلو میں کہتا ہوں مان لیا **1/3** طبقہ باہر سے آیا ہے، یہ **2/3** تو یہیں سے اٹھ کے آیا ہے، یہ ہر نماز میں کیوں نہیں آتا؟

میرے بھائیو! اپنے حال پر رحم کریں، اللہ کے واسطے میری پکار کو سنیں، میں آپ کو کوئی فلسفہ نہیں سمجھا رہا میں ہر جمعے جب آتا ہوں میں یہی مضمون بیان کرتا

ہوں، میں روزانہ آپ کو نیا بیان سنا سکتا ہوں، تین سو ساٹھ دن ہیں، میں اللہ کے فضل سے تین سو ساٹھ دن میں آپ کو تین سو ساٹھ نئے بیان سنا سکتا ہوں یہ میں یہاں بیان کرنے نہیں بیٹھتا، اپنا دکھڑا میں روتا ہوں کہ پوری گلستان کالونی جہنم کی طرف جائے اور میری ہائے نہ نکلے تو میں ڈوب کے مرجاؤں، جلتا کتا ہم نہیں دیکھ سکتے اور اس پر ہمارے آنسو نکل پڑیں، چوہے کو ہم جلتا نہیں دیکھ سکتے اور میں اتنی شکلوں کو جہنم میں جاتا دیکھوں۔

☆☆☆☆☆

اللہ کی عظمت دل میں اُتر جاتی ہے تو۔۔۔

ملک کافور میں ابوالحسن الظاہر نے احمد بن طولون کو نصیحت کی، تو اس کو غصہ آ گیا اس کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کے ان کو بھوکے شیروں کے سامنے ڈال دیا اور اعلان کرا دیا کہ بادشاہ کے سامنے گستاخی کرنے والے کا انجام ایسا ہوتا ہے، جب سب اکٹھے ہو گئے تو ایک بھوکا شیر آ کر اپنی زبان سے ان کے پاؤں اور ہاتھوں کو چاٹنے لگا، جیسے جانور اپنے بچوں کو زبان سے چاٹتے ہیں۔ یہ جانور کی محبت اور پیار کا طریقہ ہے۔

وہ شیر ان کے پیر چاٹ رہا تھا تو ان پر بھی لرزہ طاری ہو گیا کہ میں ابھی اس کے منہ میں جاؤں گا، اس کے بعد ان کے ہاتھ اور پاؤں کھول کر باہر لایا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ حضرت جب شیر آپ کے پاؤں چاٹ رہا تھا تو آپ اپنے دل میں کیا سوچ رہے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ میرے پاؤں پاک ہیں یا ناپاک ہیں، اللہ کی عظمت دل میں اُتر جاتی ہے تو شیر کو بھی اللہ تعالیٰ بکری بنا دیتا ہے اور ہم انسان نما بکریوں سے ڈرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں۔

قل من بیده ملکوت کل شئ وهو یجیر ولا یجار علیه

کس کے ہاتھ میں ہے زمین اور آسمان کی لگام اور کون ہے اسے ٹکرانے والا۔ جس کو وہ سایہ دے دیں تو کون ہے سایہ ہٹا دینے والا اور جس کو وہ پکڑ

لیں تو کون ہے اس کو پناہ دینے والا۔

توسب کہتے ہیں کوئی نہیں۔

پھر اللہ کہتا ہے: تسحرون اتنی بڑی طاقتور ذات کو چھوڑ کے پیشاب پاخانہ والے کے سامنے جھک گئے تو تم پر کس نے جادو کر دیا ایسا کام عاقل نہیں کر سکتا اللہ کو چھوڑ کر اپنی جیسی مخلوق کی خوشامد کرتا پھرے۔

☆☆☆☆☆

جب چنگیز خاں حملہ آور ہوا ہے اسلامی سلطنت پر ۶۱۰ھ سو دس ہجری میں اس نے حملہ کیا ہے تو اس سے زیادہ نمازی تھے اس سے زیادہ متقی تھے اس سے زیادہ روزے دار تھے اس سے زیادہ حاجی تھے' اس سے زیادہ علماء تھے۔ اس سے زیادہ مدارس تھے' اس سے زیادہ متقی تھے' غلام سے لے کر اوپر سارا طبقہ آج سے لاکھوں گناہ زیادہ دیندار تھا لیکن یہ آیت نہیں تھی بلغ والی آیت کوئی نہیں تھی جس طرف سے اس کا لشکر آیا شہروں کو راکھ کا ڈھیر بناتا ہوا کھوپڑیوں کے مینار چھوڑتا ہوا اور وحشت کی علامتیں چھوڑتا ہوا وہ شخص پوری اسلامی سلطنت کو ۴۰ برس میں زیر وزبر کرتا ہوا چلا گیا اور ہلاکو خان نے چھ سو چھپن ہجری میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی' بیس لاکھ کی آبادی میں سے پندرہ لاکھ ذبح ہو گئے' صرف پانچ لاکھ کی جان بچی' پندرہ لاکھ ذبح ہو گئے' آج سے زیادہ اہل حق اللہ والے لیکن ایک کام نہیں تھا۔ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ نہیں ہو رہا تھا۔ جب تبلیغ کا کام نہیں ہو گا اللہ کی حفاظت کا وعدہ نہیں' تبلیغ کا کام ہو گا اللہ کی حفاظت کا نظام حرکت میں آئے گا کہا ہے کہ میں حفاظت کروں گا چونکہ تبلیغ پر آدمی اللہ کا نمائندہ بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ایک رات کے پہرے پر جنت کا وارث ہو گیا

اللہ کے راستے میں ایک رات کا پہرا ہزاروں سال کی عبادت سے بھاری ہو جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا حنین کے سفر میں آج پہرا کون دے گا؟ تو انس بن ابی

مرشد الغنمی نے کہا جی میں دوں گا تو آپؐ نے فرمایا چل اس گھاٹی پر کھڑا ہو جا۔ غافل نہ ہونا کہا جی ٹھیک ہے۔ گیا شام کو جب فجر کی نماز آپ ﷺ نے پڑھائی تو آپؐ نے فرمایا ماذا کان فارسنا کہا جی ابھی آیا نہیں اتنے میں دور سے غبار اٹھا تو کہا ھَاھُوَ زَاوہ آیا ابھی آپؐ مصلے سے نہیں اٹھے کہ وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا۔

آپ ﷺ کے سرہانے آ کھڑا ہوا وہ گھوڑے پر ہے آپ بیٹھے ہوئے ہیں اس نے آ کر آپ کو سلام کیا آپ نے پوچھا کیا کیا تو نے کہا جی ساری رات یہاں کھڑا ہوا وہاں کھڑا ہوا آپ نے فرمایا تو گھوڑے سے تو نہیں اترا کہا جی سوائے پیشاب کے میں گھوڑے سے نہیں اترا۔ تو آپؐ نے فرمایا مَا عَلَیْکَ اَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَہٗ آج کے بعد اگر تو کچھ بھی نہ کرے تو تو جنت کا وارث ہو گیا ایک رات کچھ بھی نہ کر جنت تیری ہے۔ مَا عَلَیْہِ اَنْ لاَ یَعْمَلَ بَعْدَ مَا بَرِئُوْ اَنْ لاَ یَعْمَلَ بَعْدَ یہ سارے الفاظ آتے ہیں جا آج کے بعد موج کر مزے کر جنت تیری ہوگئی ایک رات والے کیلئے تو اللہ تعالیٰ نے اس دعوت والے کام کو امت کا امتیازی نشان بنایا ہے۔

☆☆☆☆☆

فقیر اور بادشاہ مگر قبر ایک ہی

قطر میں ہماری جماعت گئی تھی، واپس آ رہے تھے، ائیر پورٹ پر تو راستے میں ایک محل دیکھا۔ بہت لمبا چوڑا میں نے سمجھا شاید شاہی خاندان میں سے کسی کا ہے۔ تو میں نے پوچھا یہ کس امیر کا ہے تو وہ ہمارے ساتھی بتانے لگے کہ یہ شاہی خاندان کا تو نہیں لیکن یہ قطر کا سب سے بڑا تاجر تھا۔ قطر میں سب سے زیادہ مالدار اور سب سے بڑا تاجر اور یہ اس کا محل ہے۔ بنایا پانچ سال رہنے کی نوبت آئی پھر مر گیا اور جہاں اس کی قبر ہے وہاں قطر کا سب سے فقیر بدو دفن ہے۔ ایک طرف قطر کا امیر ترین تاجر ہے اور اس کے پہلو میں قطر کا غریب ترین بدو جو سارا دن بھیک مانگ کے چلتا تھا۔ ان دونوں کی قبر ساتھ ساتھ ہیں کہ قبر میں دونوں کو برابر کر دیا گیا۔ مر کے مر جاتے تو

مزے ہو جاتے۔ مر کے مرنا نہیں۔ یاایھا الناس ان وعد اللہ حقا۔ اے لوگو! خوب سن لو کہ میرا وعدہ سچا ہے۔

☆☆☆☆☆

عمل والا حافظ قبر میں

حدیث میں آتا ہے کہ جب حافظ قرآن کو قبر میں رکھا جاتا ہے جو عمل والا ہو۔ حافظ قرآن تو جب منکر نکیر آتے ہیں تو ایک دم ایک خوبصورت نوجوان قبر میں نمودار ہوتا ہے۔ منکر نکیر اور اس حافظ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور ان کو آگے نہیں بڑھنے دیتا تو یہ حیران ہوتا ہے کہ بھائی یہ کون ہے؟ تو کہتا ہے گھبراؤ مت میں تیرا قرآن ہوں۔ جو تیرے سینے میں تھا۔

ہاں! ڈاکٹری کی ڈگری، ختم انجینئر ختم، تاجر ختم، زمینداری ختم، حافظ جی یہاں بھی کام دے رہے ہیں۔ اب میں تیرا ساتھی ہوں، وہ منکر نکیر کہتے ہیں تمہیں کس نے بھیجا ہے۔ ہمیں اس سے سوال کرنے دو۔

وہ کہتا ہے جس نے تمہیں بھیجا ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ میں وہ قرآن ہوں جسے کبھی یہ رات کو پڑھتا تھا۔ کبھی دن کو پڑھتا تھا میں اس کی طرف سے جواب دوں گا۔

☆☆☆☆☆

اللہ تجھے جہنم کا عذاب چکھائے گا

امیہ بن خلف آیا یا عاص بن وائل آیا یا ولید بن مغیرہ آیا تین قول ہیں۔ ہاتھ میں پرانی ہڈی تھی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی پھر اسے مسلا پھر ہوا میں اڑا دیا کہنے لگا۔

اتزعم ان ربک یحی ھذہ وھی رمیم.

کیا کہتا ہے تو اے محمدؐ! تیرا رب اسے بھی زندہ کرے گا۔ حالانکہ یہ بکھر گئی۔

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو اتارا۔

وَضَربَ لنَّا مثلاً وَنسیَ خلقَه، قَالَ مِنْ یُحْیِ العِظَامَ وحی رمیم،

قل یحیها الذی انشأها اول مرة، وهو بکل خلق علیم.

میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔ مجھے مثالیں دیتا ہے اور کہتا ہے اس ہڈی کو کون زندہ کرے گا؟ اے میرے نبی! اسے کہو تو وہ وقت یاد کر جب تو کچھ بھی نہیں تھا۔

ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا.

وہ دن یاد کر جب تو کچھ بھی نہیں تھا اور میں نے تمہیں عدم سے وجود بخشا۔

من نطفة ایک نطفے سے۔

من ماء مھین ناپاک پانی سے۔

من نطفة امشاج مرد عورت کے پانی سے۔

من سلالة من طین کھنکتی ہوئی مٹی سے۔

جب میں نے تمہیں عدم سے وجود دیا تو میں تیرے ذرات کو بھی جمع کر سکتا ہوں اور تجھے جمع کروں گا اور کھڑا کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لے اے عاص! اللہ اس ہڈی کو بھی جمع کرے گا اور اسے بھی زندہ کرے گا اور تجھے بھی زندہ کرے گا اور تجھے جہنم کا عذاب چکھائے گا۔

☆☆☆☆☆

حضرت سام اور موت کی تکلیف

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے تو ایک قبر دیکھی فرمایا یہ ہے نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی قبر (جب طوفان آیا سارے مر گئے۔ تین بیٹوں سے پھر نسل چلی سام، حام اور یافث) ہم سارے سام کی اولاد ہیں۔ سارے یورپ والے یافث کی اولاد ہیں، سارے افریقاً حام کی اولاد ہیں، تو انہوں نے کہا یہ سام کی قبر ہے، لوگوں نے کہا یا نبی اللہ اس کو زندہ تو کریں، کیونکہ ان کے کہنے سے اللہ

زندہ فرمادیتے تھے۔

انہیں حکم دیا وہ زندہ ہو کے قبر سے باہر آ گئے۔ کوئی بات چیت فرمائی کہا واپس چلا جا۔ کہا اس شرط پہ دوبارہ واپس جاتا ہوں کہ مجھے دوبارہ موت کی تکلیف نہ ہو کہ موت کا درد آج بھی میری ہڈیوں میں موجود ہے۔ اس کے لیے کوئی پین کلر (درد مٹانے والی گولی) نہیں ہے۔ سوائے تقویٰ اور توکل کے، سوائے اللہ پاک کی بندگی کے، کتنا بڑا حادثہ ہے جو ہر مرد و عورت پہ آنے والا ہے اور کتنی بڑی غفلت ہے کہ سب سے بڑے حادثے کا ہم نے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ موت کے لیے کیا کیا جائے قبر کے لیے کیا کیا جائے۔۔۔؟

اس چھوٹے سے گھر کو سجانے کے لیے سارا دن منصوبے بناتے ہیں۔ جہاں رہنا ہے اور وہیں سے اٹھنا ہے۔ اس کو بھی تو سجانے کے لیے کچھ سوچا تھا کہ وہ گھر بھی ہمارا ہے وہ دن بھی آنے والا ہے۔

بيت الوحشة، بيت الغربة، بيت الوحده

بیت الدود جو خود کہتی ہے قبر، میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں ظلمت کا گھر ہوں، جب وہ مارنے پر آتا ہے تو بند کمروں میں موت آ کے لے جاتی ہے۔

خواب گاہوں سے موت اٹھا کے لے جاتی ہے اور حفاظتی پہروں میں موت اُچک لیتی ہے۔ کبھی موت کا بھی کسی نے راستہ روکا ہے۔۔۔؟

حجاج بن یوسف نے کہا سعید بن جبیرؒ سے ابھی تیرا سر اُڑانے لگا ہوں۔ کہنے لگے تجھے اگر موت کا مالک سمجھتا تو تجھے ہی معبود بنا لیتا۔ میرا رب فیصلہ کر کے فارغ ہو چکا ہے کہ مجھے کب مرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

کلیم اللہ سے مردوں کی باتیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بستی سے گزر ہوا۔ دیکھا تو سب برباد ہوئے پڑے تھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان پر اللہ کے عذاب کا کوڑا برسا ہے۔

فصب علیهم ربک سوط عذاب، ان ربک لبالمرصاد.

تیرے رب کے عذاب کا کوڑا برسا ہے۔

میرے بھائیو! آج کے کفر پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا کیوں نہیں برس رہا کہ آج کھرا اسلام دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ آج کھرے کلمے والے کوئی نہیں ہیں جس زمانے میں جس وقت میں ماضی میں مستقبل میں حال میں جب بھی یہ کلمے والے حقیقت والا کلمہ سیکھ لیں گے تو اللہ کے عذاب کا کوڑا بڑی سے بڑی مادی طاقت پر برسے گا۔ چاہے وہ ایٹم کی طاقت ہو، چاہے وہ تلوار کی طاقت ہو چاہے وہ حکومت کی طاقت ہو اللہ کے عذاب کا کوڑا برسے گا۔ جب کلمے والے وجود میں آئیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے یہ سب اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں اور آپ کو یہ پتہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی آواز پر مردے زندہ ہوتے تھے۔

آپ نے ندا کی یا **اهل القرية!** اے بستی والو!

جواب آیا: **لبیک یا نبی الله لبیک** ہم حاضر ہیں اے اللہ کے نبی ہم حاضر ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

ماذا جنايتكم و ماذا سبب هلاككم.

تمہارا گناہ کیا تھا اور تمہیں کس سبب سے ہلاک کیا گیا؟

آواز آئی:

حب الدنيا وصحبة تواغيت.

ہمارے دو کام تھے جس کی وجہ سے ہم ہلاک ہوئے۔

۱۔ ایک تو دنیا سے محبت تھی۔

۲۔ دوسری تو اغیت کے ساتھ صحبت تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تو اغیت کی صحبت سے کیا مطلب ہے؟

آواز آئی: بُرے لوگوں کا ساتھ دیتے تھے۔ بُروں کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔

پوچھا دنیا کی محبت سے کیا مطلب ہے؟

آواز آئی:

دنیا سے محبت اس طرح تھی **کــالام لــولدهــا** جیسے ماں اپنے اپنے بچے سے محبت کرتی ہے، جب دنیا آتی تھی تو خوش ہوتے تھے۔ جب دنیا ہاتھ سے نکل جاتی تھی تو ہم غمگین ہو جاتے تھے۔ حلال حرام کا خیال کیے بغیر دنیا کماتے تھے اور جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر دنیا میں خرچ کرتے تھے۔ کمائی میں حلال حرام کو نہیں دیکھتے تھے اور خرچ کرنے میں بھی جائز ناجائز کو نہیں دیکھتے تھے۔ اس پر ہماری پکڑ ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پھر تمہارے ساتھ کیا ہوا؟

آواز آئی:

بتنا بالعافية واصبحنا في الهاويه

رات کو اپنے گھروں میں سوئے لیکن جب صبح ہوئی تو ہم سب کے سب هاویہ میں پہنچ چکے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: **وما هاويه** یہ ہاویہ کیا ہے؟

آواز آئی: **سجين** یہ سجین ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا **وما سجين** یہ سجین کیا ہے؟

آواز آئی:

كل جمرة منها مثل اطباق الدنيا كلها ودفنت ارواحنا فيها.

اے اللہ کے نبی! سجین وہ قید خانہ ہے جس کا ایک ایک انگارہ ساتوں زمینوں کے برابر بڑا ہے اور ہماری ارواح کو اس میں دفن کر دیا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم ہی ایک بول رہے ہو دوسرے کیوں نہیں بولتے؟

آواز آئی:

اے اللہ کے نبی! تمام لوگوں کو آگ کی لگامیں چڑھی ہوئی ہیں وہ نہیں بول سکتے۔ میرے منہ میں لگام نہیں۔ میں اس لیے بول رہا ہوں۔

فرمایا: تو کیوں بچا ہوا ہے۔

کہنے لگا میں ہاویہ کے کنارے پر بیٹھا ہوں اور میرے منہ پر لگام بھی نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں ان کے ساتھ تو رہتا تھا لیکن ان جیسے کام نہیں کرتا تھا۔ ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے میں بھی پکڑا گیا۔ اب میں کنارے پر بیٹھا ہوں لیکن لگام نہیں چڑھی۔ پتہ نہیں نیچے گرتا ہوں، یا اللہ اپنے کرم سے مجھے بچاتا ہے۔ مجھے اس کی خبر نہیں ہے۔

اللہ کے واسطے میری فریاد سنو! کہاں جا رہے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ ادھر منزل نہیں ہے۔ یہ راستہ خوفناک صحرا کی طرف جاتا ہے۔ خوفناک غاروں کی طرف جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اللہ نے صرف چار برس مہلت دی

چنگیز خان نے ساری دنیا فتح کی، دنیا کا سب بڑا فاتح ہے چنگیز خان، دوسرے نمبر پر محمود غزنوی، تیسرے نمبر پر ہے تیمور لنگ اور چوتھے نمبر پر ہے سکندر یونانی۔ ساری دنیا فتح کر لی اور ستر برس خبیث کو گزر گئے لڑائیاں لڑتے لڑتے تو اب اس کو خیال آیا کہ عمر تو گزاری لڑائی لڑتے لڑتے۔ جب حکومت کا دور آیا تو زندگی کی ڈور لپٹ چکی ہے تو سارے حکیموں کو بلا لیا۔ ساری دنیا کے طبیب اکٹھے کیے مجھے بتاؤ میری زندگی کیسے بڑھ جائے؟ حکومت تو میں نے اب کرنی ہے۔ پہلے تو لڑتے ہی

گزر گئی۔ حکومت تو اب کرنی ہے مجھے بتاؤ جس سے میری زندگی بڑھ جائے۔ انہوں نے کہا خاقان اعظم زندگی تو ہم ایک پل بھی نہیں بڑھا سکتے۔ جو ہے وہ صحت سے گزر جائے اس کے اسباب بتا سکتے ہیں۔ ۴۷ سال کی عمر میں مر گیا۔ صرف چار برس اس لعنتی کو اللہ نے مہلت دی۔ کھوپڑیوں کے ڈھیر لگا دیے۔ لاکھوں انسانوں کو تہہ تیغ کر دیا اور خود چار برس بھی حکومت نصیب نہ ہوئی۔

تو کوئی چاہتا ہے ایسے گھر میں میں مر جاؤں، جھونپڑے والا بھی نہیں چاہتا میں مر جاؤں۔ تو یہاں رہنے والا کیسے چاہے گا میں مر جاؤں؟ لیکن

کل نفس ذائقة الموت، این ماتکونوا یدرکم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة.

بھاگو! کہاں تک بھاگو گے۔ یقیناً تمہیں موت کا سامنا کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

واثق باللہ کی موت کا واقعہ

واثق باللہ ایسا جابر بادشاہ تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کے کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا قہر برستا تھا۔ اس کی آنکھوں سے اور جو موت نے جھٹکا دیا سکرات کا جھٹکا لگا تو ایک دم ہاتھ آسمان کو اُٹھے۔

یا من لایزال ملکه ارحم من زال ملکه

اے وہ ذات! جس کے ملک کو زوال نہیں۔ اس پر رحم کھا، جس کا ملک زائل ہو گیا اور ہاں! جن آنکھوں میں کوئی آنکھیں ڈال کے نہیں دیکھ سکتا۔ مرنے کے بعد جو انہوں نے سر پر چادر ڈال دی تو تھوڑی دیر بعد اس کی حرکت محسوس ہوئی۔ چادر کے نیچے چہرے کے مقام پر یہ کیا؟ کیسی حرکت ہے؟ چادر اٹھا کے دیکھا تو ایک چوہا اس کی دونوں آنکھیں کھا چکا تھا۔ عباسی محل میں چوہے آ جائیں جس کے محل میں ۳۸ ہزار پردے لٹکے ہوئے تھے جن میں سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور ہیرے وہاں ایسے

لٹکائے جاتے تھے جیسے انگور کے گچھے لٹکائے جاتے ہیں۔ وہاں تو چیونٹی کا گزر بھی مشکل سے ہوتا تھا۔ یہ چوہا کہاں سے آ گیا؟ اور اس کی خوابگاہ میں۔ یہ کہاں سے آیا ہے؟ یہ اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔ جو یہ بتانے کے لیے آیا ہے کہ جن آنکھوں سے یہ قہر برستا تھا تم سب دیکھ لو کہ سب سے پہلے انہی آنکھوں کو چوہے کے سپرد کر دیا اور آگے جو قبر میں ہونے والا ہے وہ اگلی کہانی ہے۔ اس کے علاوہ ہے کہ آگے اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

☆☆☆☆☆

مرنے کے بعد لاش میں حرکت

سلیمان بن عبدالملک بڑا خوبصورت تھا۔ وہ ایک وقت میں چار نکاح کرتا تھا۔ چار دن کے بعد چاروں کو طلاق دے کر چار اور کرتا تھا۔ پھر ان کو طلاق دے کر چار اور کرتا تھا۔ باندیاں الگ تھیں لیکن ۴۵ سال کی عمر میں مر گیا۔ چالیس سال بھی پورے نہیں کیے۔ دنیا میں کتنی عیاشی کی اس کے مقابل عمر بن عبدالعزیز ہیں ۴۱ سال ان کے بھی پورے نہیں ہوئے لیکن اس نے اللہ کو راضی کرنا شروع کر دیا۔ اب دیکھئے کہ جب سلیمان کو قبر میں رکھنے لگے تو اس کا جسم ملنے لگا تو اس کے بیٹے ایوب نے کہا میرا اباپ زندہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا **عجل الله بالعقوبة** بیٹا! تیرا اباپ زندہ نہیں ہے۔ عذاب جلدی شروع ہو گیا ہے۔ جلدی دفن کرو، حالانکہ ظاہری طور پر سلیمان بن عبدالملک بنو امیہ کے خوبصورت شہزادوں میں سے تھا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو قبر میں اتارا اور چہرے سے کپڑے کو ہٹا کر دیکھا تو چہرہ قبلہ سے ہٹ کر دوسری طرف پڑا تھا اور رنگ کالا سیاہ ہو گیا تھا۔ قبر کے کیڑے نے جو چھوڑا تو قبر کی گرمی نے ہڈیوں کو بھی گلا دیا۔ اس کی راکھ بنا دی۔

ایک حدیث میں آتا ہے میرے بندے دنیا کو ہوس کی نظر سے مت دیکھ سب سے پہلے قبر میں کیڑا جس چیز کو کھاتا ہے وہ تیری آنکھ ہے۔ آنکھ کو بے حیا نہ بنا، یہ

آنکھیں اس لیے نہیں ہیں کہ تو اوروں کی بیٹیاں اور بیویاں دیکھے۔

☆☆☆☆☆

قبر میں بچھو

من مات فقد قامت قیامته

جو مرتا ہے اس کی قیامت تو آ جاتی ہے۔ ایک قیامت اس کائنات کی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعتدال سے چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ ہمارا مذہب رہبانیت نہیں سکھاتا کہ دنیا چھوڑ کر بیٹھ جاؤ!

میرے اپنے قریبی گاؤں کا واقعہ ہے۔ وہاں ایک زمیندار مر گیا۔ اس کے لیے قبر کھودی گئی تو قبر کالے بچھوؤں سے بھر گئی۔ اسے بند کر کے دوسری قبر کھودی گئی لحد بنائی گئی تو وہاں پر بھی کالے بچھوؤں سے قبر بھر گئی۔ تین قبریں بنیں تو تینوں قبروں کا یہی حال ہوا۔ یہ زمین کے بچھو نہیں ہیں بلکہ یہ اس کی بداعمالیوں کے بچھو ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی پردہ اٹھا کر دکھلاتا ہے۔ اسی طرح ہم سب سے اللہ کہتا ہے کہ ذرا سنبھل کے چل، میں میانی شریف قبرستان گیا۔ ایک ساتھی کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے۔ ایک قبر نے مجھے روک لیا۔ ایسی شکستہ اور ایسے برے حال میں کہ میں نے کہا شاید اس کو سب نے ہی بھلا دیا۔ کوئی یہاں آتا ہی نہیں حالانکہ میرا اس سے کیا واسطہ؟ لیکن ایمانی رشتہ ہے جو ہر مسلمان کا دوسرے سے ہے تو میرے قدم رک گئے اور میں قبر کو دیکھنے لگا کہ یا اللہ اس طرح بھی انسان مٹ جاتے ہیں۔ پھر میں نے قریب ہو کر اس کے کتبے کو پڑھا تو لکھا ہوا تھا ''رستم ہند'' میرے آنسو نکل پڑے کہ یہ رستم ہند کی قبر ہے۔ تاریخ پیدائش ۱۸۴۴ء اور ۱۹۰۸ء تاریخ وفات لکھی تھی۔ مجھے اپنے ساتھی کی فاتحہ بھول گئی اور میں نے اس کی قبر پر فاتحہ شروع کر دی کہ اس کی قبر پر کوئی آتا ہی نہیں ہوگا۔ یہ بیچارا کس حال میں پڑا ہوگا۔

☆☆☆☆☆

ایک دفعہ گودو پہلوان مرحوم، یہ رائیونڈ آیا ہے۔ میں رائے ونڈ میں پڑھتا تھا یہ وہ شخص تھا جس نے سارے عالم کو چیلنج کیا اور کوئی اسے گرا نہ سکا۔ تو میں نے جب اسے دیکھا تو نہ یہ کھڑا ہو سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا، اسے سہارے سے اٹھایا گیا سہارے سے بٹھایا گیا۔ تو زبان حال نے اکھاڑے میں آ کے اعلان کیا جسے کوئی نہ ہرا سکا اسے وقت کے بے رحم پہیے نے لیل ونہار کی گردش نے ایسا چت کیا کہ اُٹھنے کے قابل نہیں رہا۔

یہاں موت کا رقص جاری ہے یہاں ہر قدم پر زندگی شکست کھا رہی ہے اور مسلسل شکست کھا رہی ہے۔ ہر قدم پر موت جیت رہی ہے۔

فَلَوْ لا اذا بلغت الحلقوم وانتم حينئذ تنظرون ونحن اقرب اليه منكم ولكن لا تبصرون فلولا ان كنتم غير مدينين ترجعونها ان كنتم صدقين.

جب موت پنجے گاڑتی ہے، وہ سکندر تھا یا چنگیز تھا، وہ دارا تھا یا ہلاکو تھا، تیمور تھا یا محمود تھا، ذوالقرنین تھا یا دانیال تھا، سب نے اس کے ہاتھوں شکست کھائے، خاک میں خاک ہو گئے۔

☆☆☆☆☆
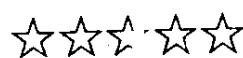
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے باپ اور عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں ہے

بخاری میں ہے صحابی بشیرؓ فرماتے ہیں میں اپنی ماں کے ساتھ ہجرت کر کے آیا والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اکیلا معصوم بچہ باپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوے میں چلے گئے۔ وہ وہاں شہید ہو گئے جب لشکر واپس آیا تو فرماتے ہیں میں اپنے باپ کے استقبال کے لیے مدینہ سے باہر ایک چٹان پر بیٹھ گیا کہ یہاں سے لشکر گزرے گا تو باہر نکل کر اپنے باپ کا استقبال کروں گا تو اسے کیا خبر کہ باپ کے ساتھ کیا ہو چکا؟ جب سارا لشکر گزر گیا اور باپ کو نہیں دیکھا (وہ تو شہید ہو گئے تھے)۔

تو چٹان سے اُترے اور دوڑتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ آپ بھی کھڑے ہوگئے پوچھا یارسول اللہ! میرے باپ کا کیا بنا تو حضرت بشیرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طرف منہ پھیر لیا میں رویا اور سامنے آیا تو میں نے پھر کہا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ کا کیا بنا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں پانی بھر آیا اور آپ رونے لگے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹانگوں سے لپٹا اور رویا اور میں نے کہا یارسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں رہی اور نہ باپ رہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشیر کو اٹھالیا اور سینے سے لگالیا اور ارشاد فرمایا:

یا بشیر اما ترضی ان تکون عائشه امک و انا ابوک (او کمال قال)

بشیر کیا تو اس پر راضی ہے کہ اللہ کا رسول تیرا باپ بن جائے اور حضرت عائشہ تیری ماں بن جائے۔ تو حضرت بشیر فرمانے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں راضی ہوں میری مراد پوری ہوگئی۔

☆☆☆☆☆

اسلام کا بڑھاپا لے کے آیا ہوں

یحییٰ بن اکثمؒ کا انتقال ہوا۔ محدث ہیں کسی کو خواب میں ملے۔ پوچھا کیا ہوا؟ کہا اللہ نے پوچھا او بدکار بوڑھے! تو نے یہ کیا، تو نے یہ کیا، آگے میں نے کہا:

اے اللہ! میں نے تیرے بارے میں یہ حدیث نہیں سنی۔ علم کی شان دیکھو، اللہ کے سامنے بھی حدیث بیان ہو رہی ہے۔

حضرت عائشہؓ نے بتایا، انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا، انہیں جبرائیل علیہ السلام نے بتایا، جبرائیل علیہ السلام کو اللہ پاک نے بتایا کہ جب کوئی مسلمان بوڑھا ہو جاتا ہے تو عذاب دیتے شرماتا ہوں اور میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں تو اللہ نے مجھے اس پر معاف کر دیا۔ اس امت کو عزت بخشی، کیونکہ یہ گھروں کو

چھوڑ کر نکلتے ہیں۔

ایک صحابیؓ کی قبر پر ہماری جماعت گئی تو ان کی قبر کے اوپر ایک حدیث لکھی ہوئی تھی کہ جب ان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو حضور اکرمؐ ان کے گھر تشریف لے گئے تو ان کی چھوٹی بچی آپ سے لپٹ کر رونے لگی، تو آپ بھی رونے لگے۔ سعد ابن عبادہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیسا رونا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رونا ایک حبیب کا حبیب کے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے زید کو بیٹا بنایا ہوا تھا۔ فرمایا: اللہ کے راستے میں نکلتے ہوئے وہ چھوٹا بچہ چھوڑ کر گئے تھے۔ آج توبہ کر کے اٹھو، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو سینے سے لگا کے اٹھو، اس کو سیکھنے کے لیے وقت دو، اس کو سیکھنے کے لیے پھرو۔

☆☆☆☆☆

انسان کی شکل میں جانور

ایک حدیث میں آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میری اُمت کا شوق پیسے جمع کرنا ہوگا، یا شہوت پوری کرنا ہوگا بس، اچھے اچھے کھانوں کا شوق ہوگا، یا شہوتوں کی خاطر عورتوں کے پیچھے بھاگ رہے ہوں گے، اس کے علاوہ ان کا کوئی شوق نہیں رہ جائے گا، وہ انسان نہیں ہوں گے انسان کی شکل میں جانور ہوں گے۔

☆☆☆☆☆

مالک بن دینارؒ کا ایک واقعہ

مالک بن دینار کشتی میں سوار ہو کر سفر کر رہے تھے، کپڑے ایسے ہی تھے تو ایک آدمی کا قیمتی پتھر چوری ہو گیا وہ لعل و جواہرات کا ہیرہ تھا، اس نے شور مچایا کہ میرا چور یہ لگتا ہے۔ اس کشتی میں ذوالنون مصری بھی بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ صبر کریں میں اس آدمی سے کچھ بات کرتا ہوں۔ وہ مالک بن دینار کے پاس آ کر

کہنے لگے کہ بیٹا تم سے بھول چوک ہوگئی تم نے ان کا ہیرہ لے لیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں تو کوئی چور نہیں آپ میری تلاشی لے لیں، اور اپنا سامان کھولا کہ اس میں آپ دیکھ لیں اور یہ میری جیب ہے اس میں بھی دیکھ لیں، میں نے تو کوئی چوری ہی نہیں کی، لیکن انہوں نے کیا کہا؟ کوئی جواب ہی نہیں دیا، لیکن نظر نظرۃ فی السمآء آسمان کو یوں دیکھ، اہائے وہ بھی لوگ تھے ہم بھی لوگ ہیں۔

مالک بن دینارؒ کا مقام

مالک بن دینارؒ چند سال پہلے شراب میں مست رہتے تھے، پھر اللہ نے ہدایت دی، پھر جان لگائی، محنت کی پھر یہ مقام آیا۔

نظر نظرۃ فی السمآء آسمان کی طرف یوں دیکھا تو چاروں طرف سے کشتی کو مچھلیوں نے گھیرا ڈال دیا اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک ہیرا تھا، تو انہوں نے ہر مچھلی کے منہ سے ایک ہیرے کا پتھر نکالا اور ذولنون مصری کو دکھایا کہ آپ یہ لے لیں میں نے چوری تو نہیں کی جس کا گم ہوا ہے اس کو دے دیں اور وہ خود کشتی سے اترے، پانی کے اوپر چلتے ہوئے پار چلے گئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر توکل اور بھروسہ ہوگا تو وہ پانی پر چلے تو پانی اس کو راستہ دے گا، اس کو ڈبو نہیں سکے گا۔

اللہ سے تعلق کا نتیجہ:

ام سعد کا بیٹا فوت ہوگیا جب ان کو پتہ چلا کہ بیٹا فوت ہوگیا تو آئیں، میت کو غسل دیا گیا تھا، اس میت کے پاؤں کی طرف آ کر بیٹھ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ تشریف فرما تھے ان سے کچھ نہیں کہا خاموشی سے دعا کرنا شروع کی۔

امنت بک طوعا وھاجرت الیک رغبۃ

یا اللہ! تیری محبت میں کلمہ پڑھا تیری محبت میں گھر چھوڑا اور تیرے حبیب کے گھر آئی اور یہ میرا بیٹا تم نے لے لیا۔

فلا تشمت بی الاعداء

یا اللہ! آپ دشمن کو کیوں موقع دیتے ہیں کہ وہ کہیں گے باپ دادا کا مذہب چھوڑا، تو بیٹا گیا۔ یا اللہ! میری عزت رکھ، صرف اتنا ہی کہا کہ:

فلا تشمت بی الاعدآء

میرے دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دیں،

تو حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس کے الفاظ ہی پورے نہ ہوئے تھے کہ میت میں حرکت ہوئی اور اپنے اوپر سے کفن کو کھولا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

یہ تعلق ہم بھی اللہ سے بنا سکتے ہیں اللہ کے رسول سامنے ہیں، ان سے نہیں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں، خود دعا کی، مسلمان کا مسلمان کے لئے دعا کرنا سنت ہے اور دعا کی طلب بھی سنت ہے۔

☆☆☆☆☆

اللہ سے ایسا تعلق بنائیں

ایک صحابی اپنے گھر میں آئے تو پوچھا کچھ ہے؟ بیوی نے کہا نہیں، فاقہ ہے۔ تو پریشان ہوگئے، گھر میں بیٹھا نہ جائے، نہ بھوک کا حال دیکھا جائے اس لئے باہر چلے گئے، بیوی نے سوچا کہ میں اپنا فاقہ کیسے چھپاؤں؟ اڑوس پڑوس سے کیسے چھپاؤں کہ ہمارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اس نے تنور میں آگ جلائی کہ اڑوس پڑوس کو پتہ چل جائے کہ اس نے روٹی پکانے کے لئے تنور گرم کیا ہے اور ادھر خالی چکی چلانا شروع کردی کہ پڑوس کو پتہ چل جائے کہ آٹا پیس رہی ہے، یوں اپنے فاقہ کو چھپایا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ سے دعا کردی کہ یا اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم بھوکے ہیں۔

اللہ هما ارزقنا. آپ ہمیں رزق کھلا دیں،

صرف ایک جملہ یا اللہ ہمیں کھلا دیں۔ ابھی اس کے الفاظ بھی ختم نہیں ہوئے

تھے کہ تنور سے خوشبوئیں اُٹھنے لگیں اور اتنے میں دروازے پر خاوند آیا تو دروازے پر خاوند کو لینے گئی۔ میاں اور بیوی نے تنور میں جھانک کے دیکھا تو تنور میں رانیں بھنی جارہی ہیں اور چکی پر جاکے دیکھا تو اس سے آٹا نکل رہا ہے تھا سارے برتن بھر لیے، جب چکی اٹھا کر دیکھ لیا تو کچھ بھی نہیں، اب وہ آئے حضور ﷺ کی خدمت میں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ ہوا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اٹھا کر نہ دیکھتا تو قیامت تک یہ چکی چلتی رہتی۔ ایسا تعلق اللہ تعالیٰ سے بنائیں۔

☆☆☆☆☆

ابو مسلم خولانیؒ کا واقعہ

ابو مسلم خولانی کہتے ہیں کہ میں حج پر جاتا ہوں تو کون تیار ہے؟ تو کوئی ہزار آدمی تیار ہو گئے، تو کہنے لگے میرے ساتھ وہ چلیں جو نہ توشہ لیں، نہ پانی لیں، نہ کوئی پیسہ لیں، پھر سفر کیسے ہوگا نہ کھانا نہ پانی نہ توشہ؟؟؟ تو فرمانے لگے کہ جس کے مہمان ہیں اسی سے مانگیں گے، تو سارے پیچھے ہٹ گئے، کوئی چند سو ساتھ رہ گئے ان کو لے کر چل دیے۔ چلتے چلتے تھک گئے، سواریاں بھی تھک گئیں، تو کہنے لگے ابو مسلم کھلاؤ، بھوکے ہیں ہم بھی اور سواریاں بھی، تو ابو مسلم نے نماز پڑھی، نماز کے بعد اپنے گھٹنوں کے بل یوں کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اٹھائے یا اللہ! اتنے لوگ کسی بخیل کے در پر جائیں تو وہ بھی شرما کے سخی بن جائے، تو تو سخیوں کا سخی ہے، ہم تیرے گھر کو جارہے ہیں، تیرے سہارے پر نکلے ہیں، تیرے مہمان ہیں، تو نے بنی اسرائیل کو من وسلویٰ دیا ہمیں بھی دے۔ ابھی ان کے ہاتھ نیچے نہیں ہوئے تھے کہ ان کے خیموں میں کھانے کے دستر خوان بچھے ہوئے پڑے تھے اور ان کے جانوروں کے لئے چاروں کی گٹھیاں آچکی تھیں۔ چلو بھئی کھالو، جب کھانے کے بعد جو بچ گیا تھا تو ساتھیوں نے کہا یہ رکھ لیتے ہیں تو ابو مسلم فرمانے لگے جس نے ابھی کھلایا ہے اگلے وقت میں وہ دوبارہ گرم اور تازہ کھانا کھلائے گا، سارا سفر اس طرح کیا، یہ بھی

مقام آتا ہے۔

چلتے چلتے یہی ابو مسلم خولانی تین ہزار لشکر لے کر ملک شام پہنچے تو سامنے دریا تھا اور دریا پار کرنا تھا پل کوئی نہیں۔ سواری پر سے اُتر کر دو رکعت نماز پڑھی یا اللہ! تو نے بنی اسرائیل کو دریا میں راستہ دیا تھا اور اب اپنے حبیب ﷺ کی اُمت کو بھی راستہ دے، پھر آواز لگائی کہ آؤ میرے ساتھ جس کا کوئی جان اور مال ضائع ہو جائے تو میرے ذمہ لگالو۔ میں ذمہ دار ہوں آ جاؤ۔۔۔ پھر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈالا، اللہ تعالیٰ نے پانی کو مسخر فرما دیا، وہ پانی بھی پہاڑی تھا پہاڑی پانی پتھروں کو بھی اُڑا کے لے جاتا ہے، پھر تین ہزار آدمی یوں ہی دریا کے پار نکل گئے، ایک آدمی نے جان بوجھ کر خود اپنا پیالہ دریا میں پھینک دیا، جب دوسری طرف پار ہو گئے تو ابو مسلم نے کہا ہاں بھائی کسی کا کوئی نقصان ہوا، تو اس آدمی نے کہا جی ہاں میرا پیالہ دریا میں چلا گیا۔ پھر جہاں سے دریا پار کیا تھا اس کو لے کر وہاں پہنچ گیا، وہاں پر جا کے دیکھا لکڑی کا پیالہ پڑا ہوا تھا اس نے کہا یہ ہے تمہارا پیالہ؟ جی ہاں یہ میرا پیالہ ہے، کہا اٹھالو۔ تو میرے بھائیو! ایسا تعلق اللہ سے پیدا کریں اور یہ بہت آسان ہے، بہت ہی آسان ہے نہ دھکے کھانے پڑیں، نہ کسی کی خوشامد کرنا پڑے، نہ کسی کی جوتی اُٹھانا پڑے۔

اور اللہ کا رسول ایک ہی رات میں بیت اللہ سے بیت المقدس پہنچے وہاں سے ایک قدم میں پہلا آسمان پھر دوسرا، پھر تیسرا آخری ساتوں آسمان تک پہنچے، فرشتوں سے استقبال کروایا، نبیوں سے استقبال کروایا، پھر اللہ تعالیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مکالمہ ہوا اپنا دیدار کرایا ایسے نبی کی زندگی کو چھوڑ کر کہا جائیں؟۔

☆☆☆☆☆
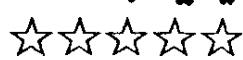
ایک بدو اور اس کی تین باتیں

ایک بدو آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور اس نے تین باتیں سامنے رکھیں۔

۱۔ تو کہتا ہے کہ ہم باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر تیرے دین پر آ جائیں باپ دادوں کو چھوڑ کر تیری مان لیں، یہ ہوسکتا ہے؟

۲۔ دوسری کہتا ہے کہ قیصر و کسریٰ ہمارے غلام ہو جائیں گے ہمیں روٹی نہیں ملتی اور روم اور فارس کی حکومتیں ہماری غلام ہو جائیں گی، یہ ہوسکتا ہے؟

۳۔ تیسری کہتا ہے کہ مر جائیں گے مٹی ہو جائیں گے پھر اُٹھا کر ہم کو زندہ کر دیا جائے گا، یہ بھی ہوسکتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تجھے زندگی دے گا، تو دیکھے گا کہ سارا عرب میرا کلمہ پڑھے گا۔

تو دیکھے گا قیصر و کسریٰ فتح ہوں گے۔

رہی تیسری بات قیامت کے دن والی۔

ولأخذتک بیدک هذه ولأذکرتک بمقالتک هذه

میں قیامت کے دن تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری یہ بات تجھے یاد دلا دوں گا۔

کہنے لگا: میں نہیں مانتا ایسی فضول باتیں، واپس چلا گیا اس کی زندگی میں مکہ فتح ہوا، اس کی زندگی ہی میں تبوک تک اسلام پھیل گیا، مسلمان نہیں ہوا، اور اس کی زندگی ہی میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی ایران فتح ہوا اور یرموک کی لڑائی ہوئی تو روم فتح ہوا۔ تو اب وہ ڈر گیا کہ وہ تو فتح ہوئے اب تیسرا بھی ہوگا، تو وہ مسلمان ہو کر مدینہ میں ہجرت کر کے آ گیا۔

جب مسجد میں آیا تو حضرت عمرؓ نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور اکرام کیا پھر دوسرے صحابہؓ سے فرمایا جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ وہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارا ہاتھ پکڑ کر یاد دلاؤں گا اور قیامت کے دن جس کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پکڑیں تو جنت میں پہنچانے سے پہلے کبھی نہیں چھوڑیں گے، یہ تو پکا جنتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نیک لوگوں کی صحبت میں چلے جاؤ

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ننانوے قتل کرنے والے نے سوچا کہ توبہ کر لوں، کسی ان پڑھ سے پوچھا کہ توبہ کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا آپ کی کوئی توبہ نہیں، اس نے کہا پھر سو پورا کروں تو اس کو بھی ختم کر دیا تو سو ہو گئے، پھر کسی عالم سے پوچھا کہ میری توبہ ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں توبہ تو ہے لیکن یہ جگہ چھوڑ کے کہیں نیک لوگوں کی صحبت میں چلے جاؤ۔

اب تو مصیبت یہ ہے کہ نیک لوگوں کی بستی ہے کہاں؟ یہاں چاروں طرف گند ہی گند ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہمیں ایک ماحول دیا ہے، دس بارہ آدمی ایک ایمانی فضا بنا کے چل رہے ہوتے ہیں اس کے اندر جو چلا جاتا ہے تو ایک ایسی فضا میں آ جاتا ہے، ان کے اعمال اگرچہ کمزور ہوتے ہیں اس کے اندر آہستہ آہستہ ان کے دل و دماغ میں توبہ کی طاقت پیدا کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چلتا پھرتا ماحول ہمیں عطا فرما دیا ہے۔

تو اس عالم نے کہا بیٹا بستی چھوڑ دو۔ اس نے کہا بخشش ہو جائے گی تو میں تیار ہوں۔ چل پڑے تو راستے میں موت آئی اور سفر تھوڑا طے ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے نمونہ بنانا تھا تو دو فرشتے آ گئے جنت کے بھی اور دوزخ کے بھی۔ دوزخ والا کہتا ہے یہ ہمارا ہے اور جنت والا کہتا ہے یہ ہمارا ہے جنت والے کہتے ہیں اس نے توبہ کر لی ہے۔ دوزخ والے کہتے ہیں توبہ پوری ہی نہیں ہوئی، وہاں جا کے پوری ہونی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے تیسرا فرشتہ بھیجا۔ اس نے کہا اس کے سفر کی مسافت کو ناپو، اگر یہ یہاں سے گھر کے قریب ہے، تو دوزخی، اگر نیک لوگوں کی بستی کے قریب ہے تو جنتی، جب فاصلہ ناپنے لگے تو نیک لوگوں کی بستی کا فاصلہ زیادہ تھا اور اپنی بستی کا فاصلہ تھوڑا تھا تو اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف والی زمین سے کہا پھیل جاؤ اور بستی والی زمین سے کہا سکڑ جاؤ تو وہ پھیلتی گئی اور یہ سکڑتی چلی گئی۔

☆☆☆☆☆
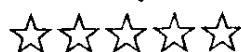
ماحول کا اثر

دوسال پہلے ہم امریکہ گئے تو ہندوستان کے حیدرآباد کے امیرالدین ہمارے ساتھ تھے وہ گشت میں گئے۔ وہاں ایک عرب مسلمان کا کلب تھا شراب کا، جب وہ ان کو دعوت دینے گئے تو وہ سب شراب میں مست تھے اور ایک لڑکی اسٹیج پر ننگی ناچ رہی تھی اور ایک لڑکا ساتھ ڈرم بجا رہا تھا۔

جب انہوں نے ان سب کو اکٹھا کر کے دعوت دینا شروع کی تو وہ لڑکی ان کے پیچھے آ کر کھڑی ہو کے سننے لگی تو وہ سب نشے میں تھے ان کو کیا سمجھ میں آئے، جو لڑکی پیچھے کھڑی تھی اس نے کہا جو بات آپ ان کو سمجھا رہے ہو مجھے سمجھا دو، میری سمجھ میں آ رہی ہے۔ یہ لوگ منہ نیچی طرف کر کے اس کو سمجھانے لگے، تو اس نے کہا ٹھیک ہے آپ کی بات، آپ مجھے مسلمان بنائیں میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ وہ جو ڈرم بجا رہا تھا وہ اس لڑکی کا خاوند تھا وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ میاں بیوی دونوں مسلمان ہو گئے انہوں نے اس سے کہا بیٹی کپڑے پہن کر آ، وہ کپڑے پہن کر آئی، تین چار دن جماعت وہاں تھی ان سے کہا آتی رہو سنتی رہو، سمجھتی رہو۔ تو وہ آتی رہی، سنتی رہی، تو اب انہوں نے اس سے کہا جب کبھی ضرورت پڑے تو اس فون پر بات کر لینا تو دو مہینہ یا کتنا عرصہ گزرا تو اس لڑکی کا فون آیا کہا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں کرنل صاحب، انہوں نے کہا جی ہاں آپ وہی رقاصہ لڑکی ہیں جس کو میں نے دو مہینہ پہلے کلب میں دیکھا تھا۔ اس لڑکی نے کہا جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے میری زندگی کو بدلنے کا ذریعہ بنایا، جب آپ نے ہمیں دعوت دی ہم مسلمان ہوئے اس وقت ہم میاں بیوی صرف ایک رات میں پانچ سو ڈالر کما لیا کرتے تھے، جب آپ نے مجھے مسلمان بنا دیا تو پتہ چلا کہ عورت کے لئے کمانا ٹھیک نہیں ہے تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ جائیے کما کے لے آئیے، میں گھر میں بیٹھی ہوں، خاوند کو کوئی کام نہیں آتا تھا اس نے مزدوری شروع کر دی تو اب ان کو ایک دن میں صرف

چالیس ڈالر ملتے ہیں۔ امریکہ میں پانچ سو ڈالر سے چالیس ڈالر میں آ جانا خودکشی کے برابر ہے، ہم نے گھر بیچا، گاڑی بیچی، ایک چھوٹا سا فلیٹ ہے جس میں ہم دونوں میاں بیوی رہتے ہیں اور آپ نے ہم سے کہا تھا ہم دونوں اپنے رشتہ داروں میں جا کے دعوت دیتے ہیں۔ ہماری گاڑیاں تو نہیں ہیں ہم بسوں میں سفر کرتے ہیں، آج ہم جا رہے تھے میرے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا اس کو پکڑا ہوا تھا تو جب بس کو جھٹکا آیا تو میرے بازو کا جو کرتا ہے یہ اتنا پیچھے چلا گیا کہ بازو کا چوتھائی حصہ ننگا ہو گیا، کیا اس پر میں دوزخ میں تو نہیں جاؤں گی؟

ٹیلی فون پر رونا شروع کر دیا چند دن پہلے یہ لڑکی اسٹیج پر ناچ رہی تھی پھر اتنے دن بعد اس کے بازو کا تھوڑا سا حصہ ننگا ہونے پر وہ رو رہی ہے کہ اس سے میں دوزخ میں تو نہیں جاؤں گی؟ یہ ماحول ہے ماحول نے ایسی فاحشہ عورتوں کو اتنے تقویٰ پر پہنچا دیا۔

جب ماحول نہیں تو ہماری بیٹیاں ان کے بازو ننگے ہوتے جا رہے ہیں اور اسٹیج پر ناچنے والی اتنے سے بازو ننگے ہونے پر رو رہی ہے، کہ اس سے میں دوزخ میں تو نہیں چلی جاؤں گی، توبہ کی پختگی کے لئے اللہ کے راستے میں نکلنا یہ بہت بڑا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

میرا ایک دفعہ بیان ہوا پہلوانوں میں، ان کی عقل ویسے بھی ماؤف ہو جاتی ہے۔ دوائیں اور غذائیں کھا کھا کر، میں نے سوچا کیا بیان کروں؟ بڑا پریشان ہوا، اللہ میں ان کو کیا سناؤں؟ جوں ہی میں بیٹھا منبر پر، اللہ نے اچانک ایک حدیث یاد دلا دی کہ جنت میں جب اللہ پاک داخل کرے گا، اس سے پہلے سارے جنت والوں کو بیل اور مچھلی کی کشتی دکھائے گا۔ یہ بیل یہاں کا نہیں یہ وہ مچھلی نہیں جو دنیا کے بازار میں پڑی ہے۔ بازار میں بدبو پھیل رہی ہے۔ یہ وہ نہیں صرف نام اللہ نے استعمال کیے ہیں ورنہ ان کی حقیقتیں کچھ اور ہیں۔ پھر ان کی کشتی ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ

ان کے کباب بنا کر تمام جنت والوں کو ناشتہ کروائے گا۔ پھر اس کے بعد کہے گا کہ اپنی اپنی جنت میں چلے جاؤ، مجھے یہ وہ حدیث یاد آ گئی میں نے کہا بھائی جنت میں جانے کا سب سے زیادہ مزہ تم کو آئے گا۔ وہ سارے مجھے دیکھنے لگے جیسے آنکھوں سے سوال کر رہے ہوں کہ وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ جو سب سے پہلا کام جنت میں ہوگا وہ کشتی ہے۔

وہ تم جانتے ہو۔ ہم تو جانتے نہیں داؤ کیا ہے؟ پیچ کیا ہے؟ پٹخہ کیا ہے؟ جب کوئی مچھلی داؤ لگائے گی تو سب سے زیادہ تم کرسیوں سے اُچھل اُچھل کر داد دو گے واہ واہ تمہیں لاہور سارے اکھاڑے یاد آ جائیں گے اور جو کوئی بیل داؤ لگائے گا تو سب سے زیادہ جنت کا مزہ تمہیں آئے گا اور سب سے زیادہ لطف اس کشتی کا تم اُٹھاؤ گے کہ ہمیں اس کا پتہ کوئی نہیں، تو اللہ جنت کے داخلے پر ان کے کباب کھلا کر کہے گا کہ جاؤ اور آج کے بعد بھوک بھی ختم۔ پیاس بھی ختم، ہزاروں سال ہوں کوئی حرج نہیں، کھاؤ تو لاکھوں سال کھاؤ، کوئی پرواہ نہیں۔

☆☆☆☆☆

کیا وہ گھر بنائیں گے۔۔۔؟

قوم عاد میں ایک بوڑھی اماں تھیں اس کا بیٹا مر گیا۔ اس کی عمر تھی ۳۰۰ سال تھی، سرہانے بیٹھے ہائے بچہ! ہائے بچہ! نہ کھایا، نہ پیا، نہ تو نے جہاں دیکھا، نہ تو نے دنیا دیکھی، ہائے ہائے! تو ایسے دنیا چھوڑ گیا۔ ایک نے کہا اماں! ایک امت آنے والی ہے جس کی کل عمر ۶۰، ۷۰ سال ہوگی۔ وہ حیران ہو کر بولی کیا وہ گھر بنائیں گے؟ کہا ہاں! وہ گھر بھی بنائیں گے بلکہ کالونیاں بنائیں گے۔ وہ کہنے لگی اگر میری اتنی عمر ہوتی تو میں ایک سجدہ میں گزار دیتی۔

☆☆☆☆☆

دنیا کی تاریخ کا انوکھا واقعہ

ایک بدو آیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا میں روزہ کی حالت میں بیوی کے قریب چلا گیا۔ میرا کیا بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو غلام آزاد کر کفارہ دے عرض کیا میں صرف اس اپنی گردن کا مالک ہوں غلام آزاد کیسے کروں؟ میرے پاس کچھ نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلا۔ اس نے کہا مجھ سے زیادہ غریب مدینے میں ہے کوئی نہیں، میں کہاں سے لاؤں؟

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ساٹھ روزے رکھ۔ اس نے کہا ایک روزے میں چاند چڑھا دیا ہے، ساٹھ روزوں کو میں کیسے رکھوں گا؟ کہا تو بیٹھ جا، میں تیرا انتظام کرتا ہوں۔ وہ بیٹھ گیا، اتنے میں ایک انصاری آیا وہ تھیلا لے کر آیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کھجوریں ہیں صدقہ کی۔

ہاں! بھائی تم بیٹھے ہو۔ فرمایا جی ہاں! فرمایا: تھیلا لے جاؤ اور مدینے کے ساٹھ فقراء میں تقسیم کر دو۔ یہ مجرم ہے۔۔۔ اور یہ جرمانہ ہے، اور یہ اس طریقہ سے کہتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم مدینے میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں ہے۔ یہ جرمانہ مجھے ہی دے دو۔ تو ہمارے نبی ﷺ مسکرا کر فرماتے ہیں، جا تو ہی لے جا، لیکن یہ رعایت تیرے لیے ہے کسی اور کے لیے نہیں ہے۔

دنیا کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا کہ مجرم کو جرمانہ مل گیا ہو۔ یہ اس اُمت کے اللہ نے لاڈ اُٹھائے ہیں۔ اس اُمت کے نخرے اٹھائے ہیں۔ کیوں؟

اس لیے کہ یہ اُمت وہ کام کرے گی جو کسی نے نہ کیا تھا۔ یہ اُمت اللہ کے پیغام کو لے کر دنیا کے آخری کنارے تک پہنچے گی۔ بیاسی سال کی مدت میں یہ پیغام مدینے سے ملتان تک پہنچ گیا۔ نیپال اور کشمیر تک پہنچ گیا۔ اس راستہ میں اصفہان میں حضرت امامہؓ کا انتقال ہوا۔ کتنے ایسے صحابیؓ ہیں جن کے نام ہم نہیں جانتے، جنہیں ماضی کے اندھیرے نگل گئے۔ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں وہ کتنے ہیں؟

جنید جمشید کی واپسی

جنید جمشید کس اسٹیج کا آدمی ہے؟ چھ سال صرف ہم اس کو سلام کرتے رہیں۔ وہ حرام کام کر رہا ہے، ہمارے سامنے گا رہا ہے، لیکن استعداد نہیں۔ ہضم کی استعداد نہیں ہے۔ چھ سال چلتے چلتے اس نے چار مہینے لگائے۔ چار مہینوں کے بعد کیا ہے؟ پیپسی والوں نے ڈھائی کروڑ کی پیشکش کر دی۔ داڑھی منڈھا دی، لبنان پہنچ گیا، لبنان میں ایک لڑکی تھی۔ نوال اس نے کہا تھا میں گانا گاؤں گی صرف جمشید کے ساتھ۔ پیپسی والوں نے دانہ ڈالا اور انسان کمزور ہے پھسل گیا۔

بھائی بات سنو! بات سنو! پتہ چلا وہ گیا ہے۔ میں نے صلوۃ الحاجات پڑھی۔ میں نے پچاس نفل پڑھے کہ یا اللہ! اسے بچا لے، یا اللہ! اسے بچا دے۔ پتہ نہیں اس کے اندر کیا آگ لگی؟ لبنان میں ہوتے ہوئے، پھر اس نے بیگ اٹھایا اور کراچی واپس آ گیا۔

پھر ٹیلی فون کر کے رائے ونڈ بلایا تو کہا میں نے داڑھی منڈا دی ہے۔ تو میں نے کہا تو کیا ہوا؟ تم آ جاؤ انسان ہی تو ہو۔

شہسوار ہی تو گرتے ہیں میدان میں

ہمارے پاس جادو کی پڑیا تو نہیں ہے کہ سب کو کھلا دی جائے۔ اگر میں آپ سب سے کہوں کہ کل تک آپ سب عالم بن جاؤ ورنہ میں سب کو الٹا لٹکا دوں گا، تو کیا یہ ممکن ہے؟ اگر آپ کو کہوں کل تک آپ سب ڈاکٹر بن جاؤ ورنہ میں سب کو الٹا لٹکا دوں گا کیا یہ ممکن ہے؟ اگر میں کہوں میں آپ سب کو کل تک دس دس کروڑ دوں کا کیا یہ ممکن ہے؟ ممکن نہیں، کیوں؟ کہ ڈاکٹری ایک لیبل نہیں ایک محنت ہے۔ اسی طرح میں کہوں کہ کل تک تمام فیصل آباد والے ٹھیک ہو جائیں ورنہ میں سب کو الٹا لٹکا دوں گا یہ ناممکن ہے۔ تقویٰ اتنا سستا نہیں ہے۔ دین اتنا سستا نہیں کہ ڈنڈے سے آ جائے گا۔ یہ چلنے سے آتا ہے، رکنے سے نہیں، جان مال کو کھپانے سے اللہ دل

میں ایمان کی شمع روشن کرتا ہے۔ پھر دل میں ایمان کی شمع روشن ہوتی ہے تو اسے کوئی دنیا تیز وتند طوفان بھی بجھا نہیں سکتا۔ اندر روشن نہ ہوا تو اسے باہر کی کوئی طاقت روشن نہیں کر سکتی تو جب کوئی کرتا ہے تو بہت سے بے دین لوگ دین داروں سے نفرت کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

لوگوں کے عیوب کو چھپاؤ ظاہر نہ کرو

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گزر رہے تھے۔ ان کے دو ساتھی بھی تھے استنے میں ان میں سے ایک نے حقارت سے پیچھے دیکھا تو اس نے منہ یوں پھیرا اور بولا بڑے آئے نیک لوگ! نیک پاک بڑے لوگوں کا استقبال کرتے ہیں، تو اس نے صرف یہ کہا تھا تو اللہ نے فوراً جبرئیل کو بھیجا اور وحی آ گئی۔ فرمایا تیرے پیچھے دو آدمی آ رہے ہیں۔ ایک ساتھی ہے اور ایک عادی مجرم ہے۔ اس مجرم کو کہو میں نے سارے گناہ معاف کر دیئے، عمل کر اور تیرے ساتھی کو کہہ کہ میں نے تیری ساری نیکیاں ختم کر دیں۔۔۔ تو دیکھتا ہے نئے سرے سے اعمال کر۔۔۔ تو کیا ٹھیکیدار ہے؟ میرے بندوں کو حقیر نظروں سے مت دیکھو، محبت دو۔ بھائیو! دھکے دینا آسان ہے، لیکن انسانیت نہیں ہے۔ دھکا دینا کون سا مشکل ہے؟

☆☆☆☆☆

علماء کی قدر کرو! اعتراض نہ کرو!

چاہے تبلیغی ہو۔۔۔ یا مولوی۔۔۔ اگر یہ علم والے نہ ہوتے تو تم نہ تو آج مسلمان ہوتے اور نہ قرآن سینوں میں ہوتا۔ تو کیا ہم مسلمان ہیں؟

تو دعا دو ان قاریوں کو جن کی تنخواہ ۳۰۰۰ ہوتی ہے۔ دوائی لے کر دے نہیں سکتا، بیٹی کی شادی کرنی ہو تو ۳۰۰۰ میں شادی نہیں ہو سکتی ہے۔ اتنی معمولی تنخواہ ہونے پر ذلت الگ۔۔۔ رگڑے الگ۔۔۔ کہ مولوی صاحب آپ تو بہت لالچی

ہو۔تنخواہ بڑھانے کا کہو۔۔۔تو کہتے ہیں آپ کو اللہ پر توکل کوئی نہیں۔

یہ آج پندرہ سال پہلے کی بات ہے ہم ایک دعوت میں تھے۔ ہمارے ساتھ ایک ڈاکٹر صاحب تھے۔انہوں نے کہا کہ کوئی امام صاحب کو سمجھائے ہم نے ان کی تنخواہ پندرہ سو کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا گزارا نہیں ہو رہا۔میری تنخواہ بڑھا دیں۔ ایک ساتھی قریب ہی تھے وہ کہنے لگے۔ڈاکٹر صاحب آپ کے ایک دن کے ناشتہ کا خرچ ۱۵۰۰ ہے۔وہ ڈاکٹر صاحب اس حقیقت سے پردہ اٹھنے پر ایسے چپ ہو گئے کہ پھر چوں بھی نہ کی۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو دین بھی مشکل سے ملتا۔۔۔ان لوگوں کو معاشرے میں کوئی مقام دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

ایک دفعہ اپنے ڈیرے میں بیٹھا تھا۔ ایک انجینئر آ گیا اور کہنے لگا کہ تبلیغ والے ایسے اور تبلیغ والے ویسے۔ جب ساری بات مکمل ہو گئی تو میں نے کہا بھائی بات سنو۔ یہ حکومت پاکستان بڑی ظالم ہے۔۔۔لیکن پھر بھی وہ اتنی رحم دل ہے اپنے بچوں کے لیے کہ اگر کوئی بچہ ۱۰۰ میں سے ۳۳ نمبر لے کر آئے اور ۶۷ نمبر ضائع کر دے تو اس کو بھی پاس کر دیتی ہے،تو میں نے کہا میرا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر میں دس بارہ نمبر لے گیا تو میں اللہ سے کہوں گا اے اللہ! میری ظالم حکومت پاکستان بھی اپنے بچوں کو پاس کر دیتی ہیں اور میرا معاملہ تو رحمٰن اور رحیم اللہ کے ساتھ ہے۔

☆☆☆☆

میرا تو کام بن گیا

قیامت کے دن ایک آدمی کی ایک نیکی کم پڑ جائے گی، اللہ کہے گا کہ تیری ایک نیکی کم پڑ گئی ہے۔تو ایک اور آدمی کہے گا مبارک ہو تجھے، میرے پاس ایک نیکی ہے۔ میں نے دوزخ میں تو ویسے ہی جانا ہے یہ نیکی بھی تم لے لو۔ وہ لے کر اللہ کے پاس جائے گا خوش خوش کہ یا اللہ میرا کام بن گیا۔ اللہ کہے گا کس طرح؟ وہ کہے گا

فلاں نے مجھ کو ایک نیکی دے دی۔اس پر اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت میں بھیج دیں گے۔

☆☆☆☆☆

ایک شخص اسلام آباد میں آیا میرے پاس داڑھی منڈی ہوئی۔آنکھیں جھکی ہوئیں،سر اٹھائے نا۔ میں نے کہا کیوں گھبرا رہے ہو؟ میں نے کہا کھانا لاؤ بھائی، چائے لاؤ۔اللہ تعالیٰ نے چند مہینوں کے بعد اس کو ایسا جمایا ایسا جمایا کہ اللہ کے فضل وکرم سے حج کی جماعت میں دو مہینے لگائے۔ چلہ لگایا، مجھ سے بڑی داڑھی ہے، مجھ سے بڑی پگڑی ہے، پہلے نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆

دل پلٹ رہے ہیں

ہم آ رہے تھے واپس کویت سے، فیصل آباد کے ساتھیوں کی جماعت تھی تو فلائٹ گھنٹہ لیٹ ہوگئی۔ ہم نے کہا لیٹ کیوں ہوگئی فلائیٹ؟ تو انہوں نے کہا کینیڈا سے چند پاکستانی آ رہے ہیں۔ان کی وجہ سے،تو ہم اگلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو چند لوگ آئے نوجوان بیس سے پچیس سال کی عمر کے ایک دو نہیں بلکہ تیس نوجوان۔ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا کہ یہ سب کہاں سے آ رہے ہیں؟ کینیڈا کی وجہ سے ہمارے ذہن سوٹ بوٹ، پینٹ کوٹ، ٹائیاں وغیرتو یہ سب کہاں سے آئے؟ تو ہم نے کہا کہ تعارف ہو جائیں۔ میں نے کہا کہ پتہ کرو لگتا ہے یہ سب رائے ونڈ جا رہے ہیں۔ پھر معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب رائے ونڈ ہی جا رہے ہیں۔ چھٹیاں تھیں اور جماعت میں وقت لگانے جا رہے ہیں۔تو اللہ نے ایک فضا بنا دی، ساری دنیا کے پلٹنے کا رُخ بن گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

خاموش انقلاب

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہوتی ہے

تبلیغ میں خاموش انقلاب آ رہا ہے۔ دل پلٹ رہے ہیں۔ اس اسٹیج میں کام ہو رہا ہے۔ لاہور میں چھ اسٹیج ہیں پہلے تعلیم ہوتی ہے، پھر انٹرول میں تعلیم ہوتی ہے۔ پانچ اسٹیج ایسے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکیوں کا حلقہ تعلیم الگ الگ لگتا ہے۔ باجماعت نماز ہوتی ہے۔ یہ خالد ڈار جو ہے وہ میرا اسکول فیلو ہے۔ اس وقت تعارف نہیں ہوا تھا لیکن تبلیغ کی وجہ سے تعارف ہو گیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ ڈرامہ سے فارغ ہو کر شراب اور لڑکی کی تلاش ہوتی تھی اور اب یہ دور آ گیا ہے کہ لوٹے مصلے کی تلاش ہوتی ہے نماز پڑھنی ہے۔ ان کی جماعت نکلتی ہے، سہ روزہ کی باقاعدہ قصور، شیخوپورہ، گجرات کے بیچ میں چلتے ہیں، رات تک تبلیغ کرتے ہیں، پھر عشاء کرتے ہیں پھر عشاء کے بعد ڈرامے کرتے ہیں پھر آ کر مسجد میں سو جاتے ہیں۔

ایک لڑکی کے بارے میں ہمارے ساتھی نے بتایا فیصل آباد سے تھے، ڈرامہ کے لیے اسے لاہور سے لاتے۔ ڈرامہ کر کے واپس لے جاتے، دو دن تو گانے گائے۔ چوتھے دن تمہارے بیان کی کیسٹ لگائی تو اس نے کہا یہ کیا لگایا ہے؟ تو میں نے کہا اگر اچھا نہ لگے تو بند کر دوں گا۔ دس منٹ کے بعد ئیں نے بند کر دیا تو کہا سناؤ۔ فیصل آباد تک تمہارا بیان چلتا رہا واپس جانے لگے تو اپنی ماں سے کہنے لگی میں ڈرامہ نہیں کروں گی آج کے بعد، ماں نے کہا تو کھائے گی کہاں سے؟ اس نے کہا میں بھوکی مر جاؤں گی لیکن آج کے بعد ڈرامہ نہیں کروں گی۔

ہمارے ساتھی نے بتایا کہ وہ لڑکی کبھی اسٹیج پر نہیں آئی اس کے بعد۔ ایک کو ایسے ہی قریب کیا وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع ہوئی۔

پہلے عصمت فروشی کو چھوڑا، پھر بے پردگی کو چھوڑا، پھر صرف ڈرامہ پر رہ گئی، پردہ شروع کر دیا، نماز شروع کر دی، اور پھر ڈرامہ بھی چھوڑ دیا۔ پھر ایک دن اس کا

ٹیلی فون آیا کہ آج میرے گھر میں فاقہ ہے، لیکن میں نے قسم کھائی ہے۔ میں آج بھوکی مر جاؤں گی لیکن دروازے سے باہر میرے قدم نہیں جائیں گے۔ یہ خاموش انقلاب دل کو پلٹ رہا ہے تو میرے بھائیو! یہ مبارک کام کرتے رہو۔ دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی۔

☆☆☆☆☆

موسیقی روح کی غذا نہیں

جنید جمشید میرے ساتھ تھا جماعت میں، خانیوال میرا ضلع ہے تو ایک جگہ اسے بیان کے لیے بھیجا۔ وہاں اس نے اپنی موسیقی کے دور میں گانے گائے تھے۔ ان کو کہنے لگے آپ کہتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔ اگر موسیقی روح کی غذا ہوتی تو میں کبھی نہ چھوڑتا، موسیقی روح کی غذا نہیں ہے، یہ روح زخمی کر دیتی ہے، یہ روح کو پارہ پارہ کر دیتی ہے، یہ دو دھاری تیز خنجر ہے جو روح کو زخمی کر دیتا ہے۔ اگر موسیقی روح کی غذا ہوتی تو جنید کبھی نہ چھوڑتا، نہیں نہیں یہ شیطان کا سحر ہے، یہ شیطان کا جادو ہے جس سے وہ سحر کرتا ہے اور انسانیت کے بے حیائی کو آگ میں دھکیل دیتا ہے اور بے حیائی کے حوض میں ننگا پن کر دیتا ہے۔ پھر ناننگا تہذیب بن جاتا ہے۔ چادروں سے باہر آنا ثقافت بن جاتا ہے اور گھنگروں کی چھن چھن اور پائل کی جھنکار، کانوں کی لت کا سامان بن جاتا ہے۔

ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا:

''سب سے تھوڑا عذاب کس کا ہوگا؟ جس کے پاؤں میں جوتا ہوگا ٹخنے اس کے اندر ہوں گے، آگ کا جوتا ہوگا، جس کی وجہ سے اس کا دماغ آگ کی طرح کھولے گا، تو وہ کہے گا مجھے دوزخ میں سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے''۔

حالانکہ اسے سب سے تھوڑا عذاب ہو رہا ہوگا۔

☆☆☆☆☆

اللہ کو قربانی پیاری ہے

یااللہ! حسینؓ بن علیؓ کا سر کٹ گیا نواسائے رسول ﷺ کا سر کٹ گیا اور ابن زیاد کا تخت جم گیا، شمر نے جھنڈے لہرائے اور رسول کے نواسے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔

پلید شمر کامیاب ہو گیا دیکھئے۔۔۔ پلید ابن زیاد کامیاب ہو گیا اور حسین اپنی آل سمیت آل رسول کے سمیت قربان ہو گئے۔۔۔ ذرا ادھر دیکھوں۔۔۔

ادھر رسول اللہ استقبال میں ہیں، علی استقبال میں ہیں، حسن استقبال کے لیے آ رہے ہیں، ماں فاطمہ بانہیں پھیلائے کھڑی ہیں، جنت آراستہ ہے، جنت کے سردار تو آج آئے ہیں۔ سردار کے ساتھ تو محفل سجتی ہے، آج ساری جنت انتظار کر رہی ہے، ایک دولہا تو آ چکا، آج دوسرا سردار بھی آ رہا ہے، دیکھنے والوں نظر آ رہا ہے حسین کا سر بلند ہوا، اس کا جھنڈا لہرایا۔ وہ تو خود آج شمر سے اونچا ہے۔ اس کا سر جھنڈے پر نہیں ہے اس کا سر نیزے پر ہے۔ اس کا سر خود اعلان کر رہا ہے، خولہ جب حسین کا سر لے کر آیا اور رات کو اپنے تخت کے نیچے سر رکھا بیوی کو کہا:

آج ایک بڑی چیز لے کر آیا ہوں۔ بیوی نے کہا کیا لے کر آئے ہو؟

حسینؓ کا سر لے کر آیا ہوں، کہا تیرا بیڑا غرق ہو جائے لوگ تو سونا چاندی لے کر گھر آتے ہیں۔ تو آل رسولؐ میں حسینؓ کا سر لے کر میرے گھر آیا۔ میرے اور تیرے درمیان ہمیشہ کی جدائی ہے۔

اب یہ چھت مجھے کبھی تیرے پہلو میں لیٹا ہوا نہ دیکھے گی۔ روٹھ کر نکل گئی اور پڑوس کی عورت کو بلایا۔ آج تو میرے ساتھ سو، اس نے کہا میں نے دیکھا آسمان سے ایک نور آیا تھا جو اس کے کمرے میں داخل ہو رہا تھا اور سفید پرندے کمرے کا طواف کر رہے تھے۔ چاروں طرف وہ پرندے گھوم رہے تھے۔ کبھی کبھی اللہ غیب سے پردہ ہٹا دیتا ہے۔

پھر چند دنوں کے بعد ابن زیاد کا سر کٹ کے آیا تھا، تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ نور نہیں آیا تھا۔ ایک سانپ آیا جو ابن زیاد کے منہ میں داخل ہوا اور ناک سے نکل گیا۔ تین دفعہ منہ میں گھس گیا اور ناک سے نکل آیا یہ ابھی قبر میں جانے سے پہلے دیکھا گیا۔ ابھی وہ مردود قبر میں گیا تو اس کے ساتھ کیا ہوا ہوگا؟۔

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون سے دامن رنگین کرنے والوں کو ایسے تو اللہ نہیں چھوڑ دے گا، کائنات کا مقدس ترین خون بہایا گیا۔

اور ایک کہانی لکھی گئی اس لیے میں کربلا کا قصہ نہیں سناتا، پیغام سناتا ہوں پیغام۔ مجھ سے قصہ ویسے بھی نہیں سنایا جاتا نہ میری ہمت ہے۔ میرے پاس الفاظ ہیں، نہ میرے پاس صبر کا اتنا مضبوط بند ہے کہ اس کو سنبھال کر میں اسے سارا قصہ سناؤں۔ اس سے بڑا عبرت کا قصہ کوئی نہیں ہے۔ اس قصہ کو دس دفعہ بھی سن کر کسی نے سود چھوڑا؟

کسی نے گانا چھوڑا؟ کسی نے داڑھی منڈوانی چھوڑ دی؟

کسی بے پردہ نے پردہ کیا؟ کسی نافرمان نے ماں کے قدم چومے ہوں؟

کسی نے باپ کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوں؟ کسی نے بھائی سے صلح کر لی ہو؟

کسی حرام کھانے والے نے حرام چھوڑا ہوں؟

کہ کوئی تو توبہ کرتا قصہ کہانی بن گیا، افسانہ بن گیا اور گا گا کر سنا دیا رونے والوں نے چند دن رو لیا، لیکن پھر وہی ڈگر، پھر وہی روش، وہی صبحیں، وہی شامیں۔ میں قصہ نہیں کہتا ہوں میں پیغام کہتا ہوں، قصہ نہیں سناتا یہ جنت کا راہی تھا، جنت منتظر تھی۔ جنت کا دولہا تھا، جنت میں آ گیا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے، علی ساتھ، حسن ساتھ، فاطمہ ساتھ، جعفر ساتھ اور حمزہ سید الشہداء ساتھ، اوپر استقبال ہو رہے ہیں، نیچے ماتم ہو رہے ہیں، نیچے ناکامی کی داستان، اوپر کامیابی کی داستان، پیغام یہ ہے کہ اللہ پر مر مٹو، پیسے کے غلام نہ بنو، بیوی بچوں کے غلام نہ بنو، درہم دینار

کے غلام نو بنو، حکومت نوکری چاکری کے غلام نہ بنو، وہ کرو جو اللہ چاہتا ہے وہ نہ کرو جو اللہ ناپسند کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆
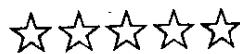
تیری عزت کی قسم

ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یا اللہ! تیری عزت وجلال کی قسم! اگر کافر کو سارا جہاں بھی مل جائے اور مر کے دوزخ میں بھی چلا جائے تو اس نے کچھ نہیں دیکھا، اگر آخرت خراب ہو تو دنیا کی کامیابی بھی اتنی ہی بے معنی ہے جتنی کہ ناکامی بے معنی ہے، اگر آخرت خراب ہوگئی تو دنیا کی عزت و ذلت ایک چیز ہے، دنیا کی تو نگری وفقر ایک چیز ہے اور اگر آخرت بن گئی تو دنیا کا فقر کوئی فقر نہیں۔

یہ سب سن کر موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یا اللہ! اگر مسلمان کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں۔

مقطوع الیدین والرجلین

دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور ناک زمین پر گھسٹ رہی ہو نہ کچھ کھلائے نہ پلائے اور وہ قیامت تک زندہ ہے۔

وعاش الدھر کلہ

وہ قیامت تک زندہ رہے۔

لیکن مر کے یہاں چلا جائے جو میں نے دیکھا ہے تو یا اللہ تیری عزت کی قسم! اس نے کوئی دکھ نہیں دیکھا۔

☆☆☆☆☆
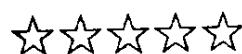
مسلمان کو یہاں کی موسیقی نے ہی حرام میں ڈال دیا اسے کیا خبر کہ جنت کی موسیقی کیا ہے؟ جو گندگی کھاتا رہتا ہے اسے کیا خبر کہ زعفران کی خوشبو کیا ہے؟

ایک بھنگی عطر والے کی دکان سے گزرا تو خوشبو کا حلہ چڑھا، وہ بے ہوش ہو

کے گر گیا۔ اب سارے اکٹھے ہوئے کیا ہوا؟ انہوں نے کہا بھائی بے ہوش ہو گیا کوئی روح کیوڑہ لاؤ کوئی گلاب کا عرق لاؤ، کوئی خمیرہ لاؤ، ایک بھنگی اور گزرا اس نے دیکھا یہ تو میری برادری کا ہے۔ اس نے کہا ارے اللہ کے بندو! تمہیں کیا خبر پیچھے ہٹو وہ تھوڑی سی گندگی اٹھا کے لایا اس کے ناک پر جو لگائی تو وہ فوراً ہوش میں آ کے بیٹھ گیا۔

آج سارے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ جنت کے نغمے بھول گیا۔ قرآن کے نغمے بھول گیا، اپنے آپ کو گندگی میں ڈبو دیا، سر ہلا رہا ہے۔ ارے کبھی تیرا سر قرآن پر ہلا کرتا تھا اور کبھی تیرے آنسو قرآن سننے پر نکلا کرتے تھے، لیکن آج تجھے شیطان نے برباد کر دیا جب تو یہاں اپنے آپ کو حرام سے نہیں بچائے گا تو اللہ تجھے اپنی ذات عالی کا دیدار کیسے کرائے گا؟

☆ مری میں ہمارے ایک دوست نے خواب میں ایک حور دیکھی تو تین مہینہ تک بے ہوش رہا سارے ڈاکٹروں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو کہا کہ حور دیکھی ہے اور کچھ نہیں۔ سچی بات ہے جب خواب میں نشہ طاری ہو گیا تو ویسے دیکھ لیں تو کیا ہو گا؟ اسی لئے ادھار رکھنا پڑا جس حور کی انگلی کو سورج نہیں دیکھ سکتا اس حور کے چہرے کو ہم کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

اک نظر نے مجھے بے خود کر دیا

ایک دفعہ ایک جماعت اللہ کے راستے میں جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی ملک شام میں ایک بزرگ اللہ کے راستے میں نکلنے کے لئے ترغیب دے رہے تھے اور ان کو تیار کر رہے تھے کہ: اللہ نے جنت دے دی اور جان و مال لے لیا، بولو کون تیار ہے؟

ایک نوجوان کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا اس محبت کے بدلے مجھے جنت ملے گی؟

کہا بالکل ملے گی۔ پھر میں تیار ہوں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ وہ بڑا خوبصورت سولہ سترہ سال کا جوان ان کے ساتھ نکل گیا۔ اس زمانے میں تو بھائی ایک بول سنتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اب تو تین تین گھنٹے کے بیان کے بعد چلہ بھی مشکل سے دیتے ہیں۔ اس وقت تو دس منٹ کی بات ہوئی وہ گئے جان بھی قربان کر دی۔

اب چلتے چلتے اللہ کے راستے میں چلتے پھرتے وطن سے ہزاروں کلومیٹر دور نکل گئے۔ وہاں کافروں کے ساتھ جہاد ہو گیا۔ تو وہ گھوڑے پر سوار تھا اس کو نیند آئی اس کی آنکھ کھلی تو اس نے نعرہ لگایا۔

واشوقاء للعيناء مرضية

کہ میں تو عینا مرضیہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

لوگوں نے کہا یہ تو پاگل ہو گیا۔ لڑکے کا دماغ خراب ہو گیا۔ وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا (لشکر میں بڑے بزرگ تھے۔ شیخ عبدالواحد) ان کے پاس آ گیا کہ مجھے تو عیناء کا شوق لگ گیا۔ اب میں دنیا میں نہیں رہنا چاہتا۔ تھوڑی سی جھلک اللہ نے دیکھا دی۔ اس نے کہا بیٹا مجھے بھی تو بتا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں گھوڑے پر سوار تھا تو مجھے نیند آ گئی۔ نیند میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ چلو تمہیں عینا کے پاس لے چلوں۔ میں نے کہا لے چلو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک باغ میں لے گیا دیکھا تو جنت میں پانی کی نہر ہے اس کے کنارے پر خوبصورت لڑکیاں ہیں، وہ ایسی لڑکیاں ہیں کہ جن کے حسن و جمال کو دیکھ کر کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو انہوں نے مجھ سے کہا۔

مرحبا بزوج العيناء

یہ لو بھائی عینا کا خاوند آ گیا۔ و میں نے ان کو سلام کیا میں نے ان سے پوچھا:

ايتكن العيناء تم میں عیناء ہے کون؟ تو انہوں نے کہا:

نحن خدم لها ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں۔ ہم میں کوئی عینا نہیں آپ آگے جائیں۔ میں آگے گیا دیکھا تو وہاں دودھ کی نہر چل رہی تھی اور اس نہر پر ایسی

لڑکیاں کھڑی تھیں جو پہلے والیوں سے زیادہ خوبصورت تھیں جن کو دیکھ کر آدمی فتنے میں پڑ جائے۔ ایسا حسن تھا کہ پچھلوں کو بھی میں نے بھلا دیا۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو پھر مجھے کہا: مرحبا بزوج العیناء یہ تو عینا کے گھر والا آ گیا۔

میں نے ان کو سلام کر کے پوچھا۔

ایتکن العیناء تم میں سے عیناء ہے کون؟

تو انہوں نے کہا ہم کہاں عینا ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں۔ آگے چلے جائیں۔

آگے گیا تو دیکھا کہ شراب کی نہر چل رہی ہے اس پر ایسی لڑکیاں تھیں

انسینی من خلقت کہ انہیں دیکھ کر پچھلی ساری ہی بھول گئیں۔

ایسا خوبصورت اللہ نے انہیں چہرہ عطا فرمایا کہ ان کو دیکھ کر سب کچھ بھول گیا انہوں نے مجھے کہا:

مرحبا بزوج العیناء... یہ تو عیناء کا گھر والا آ گیا۔

میں نے ان سے پوچھا: ایتکن العیناء... تم میں عیناء ہے کون؟

تو انہوں نے کہا: نحن خدم لھا... ہم تو نوکرانیاں ہیں۔ آپ آگے چلے جائیں۔ آگے گئے تو شہد کی نہر چل رہی ہے اس کے کنارے پر بڑی خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ ایسی لڑکیاں تھیں کہ جن کے حسن و جمال کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ یہ چار نہروں پر نوکرانیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ تو قصہ ہے اب ایک اور حدیث اس کے ضمن میں سنا دوں حدیث پاک میں آتا ہے۔

ان فی الجنۃ الحور یقال لھا العیناء... جنت میں ایک حور ہے۔

یقال لھا العیناء... جس کا نام عینا ہے جب وہ چلتی ہے۔

عن یمینا سبعون الف خادم... اس کی دائیں طرف ستر ہزار خادم۔

عن یسار ھامثل ذلک... اس کے بائیں طرف ستر ہزار۔

ایک لاکھ چالیس ہزار خدام اندر کھڑے ہوتے ہیں۔ درمیان میں ستر ہزار، ادھر ستر ہزار، اُدھر ستر ہزار اور وہ کہتی ہے۔

این الامرون بالمعروف و الناھون عن المنکر

بھلائیوں کو پھیلانے والے اور برائیوں کو مٹانے والے کہاں ہیں؟

انی لکل من امر بالمعروف ونھی عن المنکر

اللہ نے میرا اس کے ساتھ نکاح کر دیا جو دنیا میں بھلائی پھیلائے گا اور برائی مٹائے گا۔ تبلیغ کا کام کرے گا اس کی بیوی ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ایک عینا ہے جتنے تبلیغ کا کام کرنے والے پیدا ہوتے جائیں گے اتنی ہی اللہ عینا پیدا کرتا چلا جائے گا۔

تو کہا جب میں چوتھی نہر بھی کراس کر گیا تو انہوں نے بھی کہا ہم نوکرانیاں ہیں۔ میں آگے چلا گیا آگے دیکھا تو سفید موتی کا خوبصورت خیمہ۔ جو جگمگا رہا تھا، روشن چمکدار، اس کے دروازے پر ایک لڑکی کھڑی ہے سبز لباس پہن کر۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو اس نے منہ اندر کیا اور اندر کر کے کہا۔ عینا تجھے خوشخبری ہو تیرا خاوند آ گیا، عینا تیرا خاوند آ گیا، تیرا گھر والا آ گیا تو میں اندر گیا۔ سارا خیمہ نور سے روشن اور خیمے کے اندر درمیان میں تخت پڑا ہوا تھا۔ تخت پر گاؤ تکیے لگے ہوئے، قالین بچھے ہوئے اور اس کے اوپر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ ایسا حسن جمال جس کو دیکھ کر آدمی کا کلیجہ پھٹ جائے، نہ برداشت کی طاقت، نہ دیکھنے کی طاقت، جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا اچھا یہ ہے عینا تو اس نے مجھے کہا۔

مرحبا مرحبا قد دنالک القدوم علی یاولی الرحمن

اے اللہ کے ولی تیرا میرا ملاپ اب قریب ہے۔ تیرے ملنے کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ کہا میں تو اس کو دیکھ کر آگے بڑھا کہ اس کے پاس بیٹھوں اس کو گلے لگاؤں تو اس نے کہا۔ مھلاً مھلاً صبر کرو صبر کرو۔

فان فیک روح الحیوۃ ابھی تو زندہ ہے۔

لیکن آج تیرا روزہ میرے پاس افطار ہوگا۔

کہا اب تو میری آنکھ کھلی گئی اب میں واپس نہیں جانا چاہتا۔

اگر آپ بھی ایک جھلک عینا کی دیکھ لیں تو سارے ہی رائے ونڈ چلے

جائیں۔تو انہوں نے کہا اب تو میں بس جان دینا چاہتا ہوں ٹکر ہوئی سب سے پہلے یہ بچہ شہید ہوا۔

اللہ نے عینا سے مجھے ملا دیا

وہ عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ ہنس رہا تھا اور مر رہا تھا مر کر بھی ہنس رہا تھا۔ جب واپس آئے تو اس بچے کی ماں آئی اس نے کہا عبدالواحد میرے ہدیے کا کیا بنا؟ وہ اپنے بیٹے کو کہہ رہی تھی ہدیہ،

اللہ کو ہدیہ دیا تھا۔ اللہ کے راستے میں، اس وقت مائیں ایسی تھیں کہا میرے ہدیے کا کیا بنا، کہنے لگے قبول ہو گیا۔ یعنی مر گیا تو قبول ہو گیا۔ واپس آ گیا تو مردود ہو گیا۔ کہا بھائی مقبولۃ ام مردودۃ قبول ہے کہ مردود ہے تو انہوں نے کہا۔

بل مقبول بلکہ مقبول ہے،

رات کو ماں نے خواب میں دیکھا تو اس کا بیٹا جنت میں تخت پر بیٹھا ہے۔ عینا اس کے پاس بیٹھی ہے، وہ کہہ رہا ہے، اے ماں! اللہ نے تیرا ہدیہ قبول کیا ہے اور عینا سے میرا نکاح کر دیا ہے، اسے میری بیوی بنا دیا ہے۔ مجھے اس کے گھر والا بنا دیا ہے، تو جو دعوت کی محنت میں اپنی جان مال کو کھپائے گا ایسے اونچے درجات پر چڑھتا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

جہنم سے نکلنے والا آخری جنتی

قیامت کے دن اللہ پاک انبیاء سے، صدیقین سے، شہداء سے، کہے گا جاؤ جتنے انسان جہنم سے نکال کر لا سکتے ہو تو نکالو۔ اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر بے شمار مخلوق نکلے گی۔ اب اللہ پاک فرمائیں گے کہ اب میری باری ہے۔ تم سب فارغ ہو گئے۔

کم یقبض الا ارحم الرحمین

اب اللہ پاک اپنے دونوں ہاتھوں سے جہنم سے ایمان والوں کو نکالے گا اسی طرح تین دفعہ نکالیں گے اور جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ پھر بھی رہ جائے گا۔

اس کے بعد جہنم سے جبرائیل کو منان یا منان کی آواز آئے گی کہیں گے ایک ابھی باقی ہے۔ اس کی باری نہیں آئی۔ تو اللہ پاک کہیں گے جاؤ اس کو نکال کے لے آؤ، تو وہ لائیں گے اور داروغہ جہنم سے کہیں گے ارے بھائی ایک اٹکا ہوا آخری قیدی ہے۔ اس کو نکال دو تو جہنم کے اندر جا کر واپس آئیں گے اور کہیں گے کہ دوزخ نے اب کروٹ بدل دی ہے اور ہر چیز پلٹ دی ہے پتہ نہیں وہ کہاں ہے؟

دوزخ کا ایک پتھر ساتوں براعظم کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو سارے پہاڑ پگھل کر سیاہ پانی میں تبدیل ہو جائیں گے اور دوزخ میں اگر سوئی کے برابر بھی سوراخ ہو جائے تو اس کی آگ سارے جہاں کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ دوزخ میں ایک لاکھ آدمیوں کو بٹھایا جائے اور وہ ایک سانس بھی لے تو اس کی ایک سانس کی وجہ سے ایک لاکھ آدمی مر کے ختم ہو جائیں گے۔

یہ قید خانہ ہے کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ دو چار تھپڑ لگیں گے پھر اٹھا کے جنت میں لے جائیں گے۔ آسان مسئلہ نہیں ہے اگر دھلائی ہوگی تو بڑی زبردست ہوگی۔

تو جبرائیل آئیں گے اللہ سے عرض کریں گے پتہ نہیں چل رہا وہ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ بتا دے گا کہ جہنم کی فلاں چٹان کے نیچے پڑا ہے تو وہ آئیں گے چٹان کا سانپ ڈنگ مارے تو چالیس سال تک تڑپتا رہے گا۔ اس کو جھٹکا دے کر نکالیں گے پھر صاف ہو جائے گا۔ اس کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور پل صراط فقط مسلمانوں کیلئے ہے کافروں کے لئے نہیں ان کو تو سیدھا جہنم کے گیٹ سے داخل کیا جائے گا۔

وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتی اذا جآؤھا وفتحت ابوابھا.

یہ کافر کے لئے ضابطہ ہے کہ اندھے، گونگے، بنا کر ان کو جہنم میں پھینک

دیا جائے گا۔

پل صراط مسلمانوں کے لئے ہے اس پر ان کو گزارا جائے گا تا کہ ان کے ایمان کا پتہ چل جائے بعض ایسے گزریں گے کہ جہنم کی آگ نیچے سے پکارے گی جز جزارے اللہ کے واسطے چل جلدی! اطفا نورک لبھی تیرے ایمان نے مجھے ٹھنڈا کر دیا اور بعض ایسے گزریں گے مخدوش کہ ان کے دونوں طرف آریاں لگ جائیں گی اس کے کانٹے اس کے اندر پھنسیں گے اس کو کہا جائے گا کہ چل وہ کبھی گرے گا کبھی چلے گا۔

وہ پکارے گا کہ یا اللہ! پار لگا دے۔ یا اللہ! پار لگا دے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ایک وعدہ کرے تو پار لگا دوں گا۔

وہ کہے گا کیا: تو باہر جا کر اپنے سارے گناہ مان لے گا تو پار لگا دوں گا۔

تو وہ کہے گا: پار لگا دے میں سارے گناہ مان جاؤں گا۔

اب اللہ تعالیٰ پار لگا دیں گے،

تو سامنے جنت نظر آ رہی ہوگی اور پیچھے دوزخ نظر آ رہی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب بتا کیا کیا تھا دنیا میں؟

تو اب وہ ڈرے گا کہ مان گیا تو دوبارہ نہ پھینک دیں، تو وہ کہے گا میں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ یعنی آخر وقت تک دغا بازی۔

اللہ تعالیٰ کہے گا گواہ لاؤں،

تو وہ تسلی کے لئے ادھر ادھر دیکھے گا تو کوئی نظر نہیں آئے گا،

جنت والے جنت میں ہیں اور دوزخ والے دوزخ مین ہیں۔ وہاں کوئی بھی نہیں ہوگا۔

پھر اللہ پاک اس کی زبان کو بند کر دیں گے اور اس کے جسم سے کہے گے تو بول! پھر اس کے ہاتھوں سے، اس کی رانوں سے آوازیں آئیں گی تو وہ کہے گا کہ میرا وجود ہی میرا دشمن ہو گیا۔

وہ کہے گا یا اللہ! بڑے بڑے گناہ کیئے تو صاف کر دے۔ دوبارہ نہ بھیج۔
تو اس سے کہا جائے گا کہ جا جنت میں چلا جا!
جب جائے گا تو اللہ پاک اس کو ایسی جنت دکھائے گا جیسے کہ وہ ساری کی ساری جنتیوں سے بھری ہوئی ہے۔ تو وہ دیکھ کر واپس آ جائے گا۔
تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ارے تو جاتا کیوں نہیں؟ تو پھر جنت دیکھ کر واپس آ جائے گا، پھر کہا جائے گا تو جاتا کیوں نہیں ہے؟ کہے گا آپ نے کوئی جگہ خالی نہیں چھوڑی میں کہاں جاؤں؟
اب اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا، اچھا تو راضی ہے کہ میں نے جب سے دنیا بنائی تھی اور جس وقت وہ ختم ہوئی اس کا دس گنا کر کے تمہیں دے دوں؟ تو اس کا منہ کھل جائے گا۔

اتستھزا بی وانت رب العالمین

آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔
حالانکہ آپ تمام جہان کے رب ہیں۔ تو اس کو یقین نہیں آئے گا۔
اللہ فرمائے گا:

بلی انا علی ذالک قدیر

مجھے اس پر قدرت ہے، جا میں نے تجھے دنیا اور اس کا دس گنا دے دیا۔
کتنی بڑی دولت ہے ایمان کی جو اللہ نے ہمیں عطا فرمائی۔
فرض نماز کا ایک سجدہ زمین آسمان سے زیادہ قیمتی ہے۔
یہ ادنیٰ درجہ کا جنتی جنت میں جائے گا تو اس کے لئے جنت کا دروازہ جنت کا خادم کھولے گا تو اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر یہ سر جھکائے گا۔
اور وہ کہے گا: تم کیا کر رہے ہو؟
تو یہ کہے گا: تم فرشتے ہو؟
تو وہ کہے گا: میں آپ کا خادم ہوں اور نوکر ہوں۔

اور اس کے لئے جنت میں قالین ہوں گے، اس پر یہ چالیس سال تک چل سکتا ہے اور اس کے دونوں طرف اسی ہزار خادم ہوں گے اور وہ کہیں گے،

اے ہمارے آقا! آپ اتنی دیر سے آئے۔

تو وہ کہے گا کہ شکر کرو میں آ گیا، تمہیں کیا خبر کہ میں کہاں پھنسا ہوا تھا۔ ایسی دھلائی ہو رہی تھی کہ مت پوچھو!

اسی ہزار نوکر کوئی تنخواہ ان کو نہیں دینی پڑے گی۔ ان کا سارا خرچہ اللہ کے ذمہ ہے۔

پھر آگے جائے گا تو بڑا چوڑا میدان ہے جس کے وسط میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اس پر اس کو بٹھایا جائے گا۔ ہر نوکر ایک کھانے کی قسم پیش کرے گا اور ایک مشروب کی قسم پیش کرے گا۔ اسی ہزار قسم کے کھانے، اسی ہزار قسم کے مشروبات۔ نہ پیٹ تھکے، نہ آنت تھکے، نہ دانت تھک، نہ جبڑا تھکے۔ نہ زبان دانتوں کے اندر اٹکے، یہ سارا نظام اس کے لئے چل رہا ہے اور ہر لقمہ کی لذت اس کے لئے بڑھتی جائے گی، ہر مشروب کی لذت بھی بڑھتی جائے گی، جیسے دنیا کا پہلا نوالہ زیادہ مزیدار ہوتا ہے پھر اس سے کم، پھر اس سے کم۔ پھر نہ پینے کو جی چاہتا ہے نہ کھانے کو لیکن جنت میں اس کے برعکس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسی قوت دے گا کہ کھاتا اور پیتا رہے گا۔ پیشاب کوئی نہیں، پاخانہ کوئی نہیں۔

پھر خادم کہیں گے اب اس کو اس کے گھر والوں سے ملا دو، وہ سب واپس چلے جائیں گے پھر سامنے سے پردہ ہٹے گا:

فاذا یملک الاخرۃ

ایک اور پورا جہاں نظر آئے گا۔

پوری جنت جیسے یہ تخت ایسا ہی آگے ایک تخت، اس پر ایک لڑکی جنت کی حور بیٹھی ہوگی۔ اس کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے، ہر جوڑے کا رنگ الگ ہوگا خوشبو الگ ہوگی، ستر جوڑوں میں اس کا جسم نظر آئے گا، جب چہرے پر دیکھے گا تو اس پر

بھی اپنا چہرہ نظر آئے گا، ایسا شفاف جسم اس کا ہوگا چالیس سال اس کو دیکھنے میں گم صم رہے گا۔ ابھی ابھی جہنم کے کالے کالے فرشتے دیکھ کر آیا تھا، ابھی ایک حور دیکھ کر اپنے آپ کو بھی بھول جائے گا، چالیس سال دیکھنے میں لگا ہوا ہے، پھر وہ حور اس کی بے ہوشی توڑے گی۔

امالک منی رغبة

ارے ولی! کیا آپ کو میری ضرورت نہیں؟

پھر اس کو ہوش آئے گا کہ کہاں بیٹھا ہے؟ پوچھے گا تو کون ہے؟

وہ کہے گی مجھے اللہ نے تیری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے بنایا ہے تو بھائی یہ تو اس رائی کے دانہ کے برابر ایمان کا حصہ ہے جو اس کے اندر اٹکا ہوا ہے یہ جنت اس کی قیمت ہے۔

☆☆☆☆☆
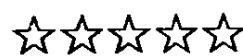
حضرت عباسؓ کی اولاد کو انعام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آج کے بعد سود حرام ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباسؓ کے سود کو ختم کرتا ہوں۔ تو حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں اپنے اصل کو بھی ختم کرتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عباسؓ کی اولاد کو سوا پانچ سو برس کی حکومت عطا فرمائی۔

☆☆☆☆☆

جالوت سے مقابلہ

جب طالوت جالوت کے مقابلہ کے لئے نکلا تو داؤد علیہ السلام اس وقت چھوٹے بچے تھے، کہنے لگے کہ مجھے بھی ساتھ لے لیں، جب یہ راستے میں جا رہے تھے تو ادھر ایک پتھر پڑا ہوا تھا تو وہ پتھر کہنے لگا کہ اے داؤد! مجھے اُٹھا لو، میرے اندر جالوت کی موت لکھی ہوئی ہے، چھوٹا سا پتھر تھا اس کو اُٹھا کر جیب میں ڈال دیا، جب

میدان میں پہنچے تو جالوت لوہے کے لباس میں ملبوس ہو کر آیا صرف اس کی آنکھیں نظر آتی تھیں اس نے اعلان کر دیا کہ آؤ کوئی میرے مقابلے میں؟

داؤد علیہ السلام نے طالوت سے کہا کہ اس سے مقابلہ کے لئے میں جاتا ہوں، انہیں اجازت مل گئی تو یہ چھوٹا سا نو عمر بچہ میدان میں اُترا تو جالوت نے کہا یہ نو عمر بچہ میرے مقابلہ میں آ کر اپنی موت سے کھیل رہا ہے۔ اتنے میں داؤد علیہ السلام نے وہی پتھر اُٹھا کر اس کے سر پر مارا وہ پتھر سر سے پار نکل گیا اتنا چھوٹا سا پتھر سر کو پار کر کے دوسری طرف نکل جائے یہ کوئی عقل کی بات ہے۔

وما رميت اذ رميت ولكن الله رمیٰ

تو نہیں مارتا ہے بلکہ تیرا رب مار رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

پردے کا حکم جب آیا

يا ايها النبي قل لازواجك وبناتك ونسآء المؤمنين. الخ

اے میرے نبی! بتا دو اپنی بیٹیوں کو اور بیویوں کو اور ساری مسلمان عورتوں کو کہ اب پردے کا حکم آ گیا ہے۔

جب صبح مسجد میں مسلمان عورتیں آئیں تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایسا لگا کہ کوے مسجد میں آ گئے، ساری کالی چادروں میں ڈھکی ہوئی، چھپی ہوئی، ادھر حکم آیا ادھر اطاعت آئی، ان میں اپنی چاہت کو اللہ پر قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

تیرے اس صبر پر اللہ نے تیرے باپ کو جنت دے دی

ایک عورت کا خاوند اللہ کے راستے میں چلا گیا اور بیوی سے کہا کہ گھر میں رہنا باہر نہ جانا، اب اس کا باپ بیمار ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ میرے خاوند کہہ کر گئے ہیں کہ باہر نہ جانا اب میں باپ سے ملنے جاؤں،

صحابی کا مطلب یہ نہیں تھا کہ باپ کے پاس بھی نہ جانا چونکہ منہ سے یہ جملہ نکلا تھا کہ باہر نہ جانا لیکن اس عورت نے اس جملہ کا بھی پاس رکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امتحان میں ڈال دیا کہ گھر میں بیٹھی رہو پھر سکرات آ گئی تو عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مرنے لگا ہے اور انتقال ہو گیا پھر وہ عورت کہنے لگی یا رسول اللہ منہ دیکھنے چلی جاؤ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھی رہو۔ اس حکم کو کڑوا گھونٹ نہ سمجھا شہد سمجھ کر پی گئی۔ بیماری میں نہ گئی، کفن میں نہ گئی، جب دفن سے فارغ ہو کر واپس آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جاؤ، تیرے اس صبر پر اللہ نے تیرے باپ کو جنت دے دی۔ اس طرح انہوں نے اللہ اور اس کے رسول پر اپنے جذبات قربان کر دیے تھے۔ ہمارا مزاج بدل رہا ہے ہم مسلمان بھی رہنا چاہتے ہیں اور اپنی خواہشات کو بھی پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ کہتا ہے کہ اگر میرا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی چاہتوں کو میری چاہت پر قربان کر دو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو بھی طریقہ بتانے کے لئے آئے اور عورتوں کو بھی طریقہ بتانے کے لئے آئے۔

یا ابا سفیانؓ جئتکم بکرامۃ الدنیا و الاٰخرۃ .

اے ابوسفیانؓ میری مان کے چلنا دنیا اور آخرت کی عزتیں تمہارے مقدر میں کر دی جائیں گی۔

☆☆☆☆☆

جب میں رائے ونڈ میں پڑھتا تھا تو میرا چھوٹا بھائی میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا۔ جب میں کبھی گھر جاتا تھا تو مجھ سے کہتا تھا کہ آپ کے مستقبل کے بارے میں بڑی فکر ہے، میں اس سے کہتا تھا کہ تو اپنی فکر کر ہم مسجد میں ایک روٹی پر بھی گزارہ کر لیں گے۔ جب وہ فارغ ہو گیا تو اس کو کوئی ملازمت نہیں ملی، جوتیاں چٹخانے لگا تو کہنے لگا کہ مجھے اب اپنی فکر ہے۔ دُنیا میں ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد کچھ نہیں ملتا

اور اس طرف اللہ کی کتاب اُٹھا کر گھر سے نکلا اور مسجد میں جا کر پڑھنے لگا تو ماں باپ کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

یہ مقام کیسے پایا؟

حضرت شابانہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت سجائی جا رہی ہے فرشتے اور جنتی دروازے پر کھڑے ہیں تو کہنے لگے کیا ہو رہا ہے اور کون آ رہا ہے؟ جواب ملا کہ ایک خاتون آ رہی ہیں جس کے لئے سارے جنتی دروازے پر ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی اپنی بہن شمعونہ رحمۃ اللہ علیہ سفید اونٹ پر بیٹھ کر ہوا میں جنت کی طرف چلی آ رہی ہیں، جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچ کر اونٹ سے اُتریں تو سارے فرشتے اور جنتیوں نے استقبال کیا تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ بہن یہ مقام کیسے پایا؟ انہوں نے کہا کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ کو یاد کرنے سے پایا۔

جو عورتیں رات کو اُٹھ کر روتی تھیں تو ان کی گود میں جنید بغدادیؒ جیسے پھول کھلتے تھے اور جن عورتوں کی راتیں گانے بجانے اور سنانے اور سننے میں گزرتی ہیں ان کی گود میں بدمعاش ہی پیدا ہوں گے اور کون پیدا ہوگا؟ ایسی بنجر زمین میں کانٹے ہی لگتے ہیں گلاب نہیں لگتے۔

☆☆☆☆☆

میرے والد صاحب فوت ہوئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بڑے خوفزدہ ہیں، میں نے کہا کہ کیا ہوا؟ تو کہنے لگے بیٹا آخرت کے سانپ بڑے خطرناک ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا، فرمایا اللہ نے میری حفاظت فرمائی پھر بھی آخرت کے سانپ بڑے خطرناک ہیں۔ جہنم کے بچھو جن کے قد خچر کے برابر ہیں اگر ایک بار ڈس لیں تو چالیس سال تک آدمی تڑپتا رہے گا اور اس کو

ہمیشہ ہمیشہ ڈستے ہی رہنا ہے نہ جہنم کے آدمی پر موت آئے گی اور نہ اس بچھو پر موت آئے گی، تو انسانیت کو ان بچھوؤں سے بچانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆☆☆

تجھے بدلہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اگر تمہارا دُشمن اللہ کا نافرمان ہے تو تجھے بدلہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے نافرمان کا بدلہ چکائے گا جو مجرم بن کے مر گیا تو کس عبرتناک طریقے سے قبر اس کا حشر کرے گی؟۔

ساری دُنیا کے انسانوں کو اس آنے والے دن سے بچانا ہے اور اپنے آپ کو بھی بچانا ہے، گرمی سردی سے بھی بچانا ہے، یہ حقوق کا معاملہ ہے لیکن اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اللہ نے فرمایا ہے:

قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقود ھا الناس... الخ

جس آگ کا ایندھن ہم اور آپ ہیں۔

اس آیت کو سننے کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ روتے ہوئے باہر نکل گئے، تین دن غائب رہے اور کسی کو نہیں ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو تلاش کرو۔ جب تلاشی ہوئی تو پہاڑوں میں بیٹھے تھے، سر پر مٹی ڈالی ہوئی تھی اور رو رہے تھے کہ ہائے! اس آگ کی حالت کیا ہوگی جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، ان کو پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو فرمایا کہ اس آیت نے مجھے بے قرار کر دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ان میں سے نہیں ہیں۔ سلمانؓ تو وہ ہے جس کو جنت خود چاہتی ہے، جس کو جنت چاہے وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل جائے اور جس کو کچھ پتہ ہی نہیں جنت اور جہنم کا وہ مزے کی نیند سو جائے۔

☆☆☆☆☆

ایک صحابی تہجد کی نماز میں رو رہے ہیں کہ اے اللہ! جہنم کی آگ سے بچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر دیکھا اور فرمایا ارے بھائی! تو نے کیا کر دیا تیرے رونے کی وجہ سے آسمان میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے، تیرے رونے نے فرشتوں کو بھی رُلا دیا ہے۔ ایسا درد وغم ان کے اندر اتر گیا تھا۔ اب ایسے پتھر دلوں کو نرم کرنا اور اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑنا، اس امت کی محنت ہے۔ ہم آئے ہیں اس کیلئے۔

☆☆☆☆☆

عزرائیل کا رحم کھانا

اللہ تعالیٰ نے عزرائیل سے فرمایا کہ آپ نے اتنے آدمیوں کی جان لے لی ہے آپ کو کبھی کسی پر رحم بھی آیا ہے؟۔ انہوں نے کہا: دو دفعہ آیا تھا، فرمایا: کس وقت؟ ایک عورت کشتی پر سوار تھی کشتی دریا کے درمیان ٹوٹ گئی اور عورت ایک تختے پر بیٹھ گئی اور اسی وقت اس کو دردزہ آ گئی، آپ نے کہا تھا اس کی ماں کی جان نکالو میں نے سوچہ کہ اس بچہ کا کیا بنے گا؟

دوسرا وقت جب شداد نے تین سو سال میں مصنوعی جنت بنائی، جب اس میں داخل ہونے کے لئے ایک قدم اندر رکھا تو آپ نے کہا اس کی جان لے لو تو میں نے اس کی جنت کے دروازے پر اسے گرا دیا اس پر مجھے رحم آیا۔ اللہ نے فرمایا: آپ جانتے ہیں یہ شداد کون تھا؟ فرشتے نے کہا نہیں۔

فرمایا یہ وہی بدبخت ہے جس کی ماں کی جان آپ نے اس کشتی کے تختے پر نکالی تھی۔

☆☆☆☆☆

ایک وقت وہ تھا میرے والد نے کہا اگر تو نکل گیا ان لوگوں کے ساتھ تو میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا، یہ الفاظ اب تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ ایک وقت ایسا آیا کہ میرے چھوٹے بھائی نے کہا کہ یہ کام کرتا نہیں گھومتا رہتا ہے تو والد

صاحب نے کہا کہ ابھی میں زندہ ہوں تجھے یہ بول بولنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ روپے خرچ کرتا ہے یہ اگر میری بوٹیاں بھی مانگ لے تو میں اپنی بوٹیاں بھی نکال کر دے دوں۔ پہلے انہیں پتہ نہیں تھا جب بات اور کام ان کی سمجھ میں آ گیا تو کہنے لگے کہ میں بوٹیاں دینے کو تیار ہوں۔

☆☆☆☆☆

ایک کلمہ والے کی قیمت

تو بھائی اللہ نے ہمیں ایمان دیا ہے، اللہ کی رحمت کی اتنی بڑی بارش ہمارے اوپر ہوئی ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، ساری دنیا کے کافر مسلمانوں کی وجہ سے زندہ ہیں، ساری دنیا کے مشرک، عیسائی، یہودی، مسلمان کی وجہ سے زندہ ہیں، ایمان نہ ہو تو ساری کائنات توڑ دی جائے، مسلمان نہ ہو تو زمین و آسمان کا نقشہ ٹوٹ جائے۔

لا تقوم الساعة حتی یقال علی وجه الارض:

اللہ اللہ، جب تک ایک ایک مسلمان بھی زندہ ہے، آپ اندازہ لگائیں اور یہ مسلمان بھی وہ ہوگا:

جس کو نہ نماز کا پتہ ہے، اور نہ روزے کا، نہ حلال کا پتہ ہے، نہ حرام کا پتہ ہے، صرف وہ **لا اله الا الله محمد رسول الله** پڑھتا ہے۔

اور اسے کچھ پتہ نہیں۔ ابھی اللہ کا فضل ہے کہ ہم اس سطح کے نہیں ہیں کچھ اچھے کام بھی کرتے ہیں، کچھ برے کام بھی کرتے ہیں، جب تک مسلمان زندہ ہے۔

یہ سورج چمکے گا، یہ چاند گھٹے اور بڑھے گا، یہ ہوائیں چلتی رہیں گی، یہ بادل اٹھتے رہیں گے، یہ بارشیں برستی رہیں گی اور یہ زمین اپنے غلے اگلتی رہے گی، یہ موسم بدلتے رہیں گے، زمین و آسمان کی گردش چلتی رہے گی، فرشتوں کا آنا جانا ہوتا رہے گا، یہ پورا نظام چلتا رہے گا۔

یہ بند نہیں ہوسکتا جب تک یہ مسلمان موجود ہے۔ جب یہ مرے گا تو اب اللہ کو اس کائنات کی کوئی ضرورت نہیں، ساری کائنات کے اوپر پرونده پھیر دے گا، تو مسلمان اتنا قیمتی ہے۔ ہم اپنی قیمت کو محسوس کریں، احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں، آسٹریلیا والے آپ کی برکت سے کھا رہے ہیں، یہ نہیں کہ ہم ان کی برکت کی وجہ سے کھا رہے ہیں، امریکہ والے، یورپ والے، ساتوں براعظم کی چیونٹیاں تک مسلمان کی برکت سے روزی کھا رہی ہیں۔ شیطان کو بھی رزق مسلمانوں کی وجہ سے مل رہا ہے، کافر جنات کو بھی مسلمانوں کی وجہ سے مل رہا ہے، پرندے چرندے، سانپ کیڑے مکوڑے مسلمان کی وجہ سے رزق کھا رہے ہیں۔

جب حضور اکرم ﷺ کا امتی دنیا سے مٹ جائے گا تو ساری کائنات کا نظام توڑ دیا جائے گا، حضور ﷺ مسجد میں بیٹھ کے نماز پڑھ رہے ہیں، ایک نبی میں چالیس آدمیوں کی طاقت ہوتی ہے اور حضور اکرم ﷺ میں کتنی طاقت ہوگی، آپ بیٹھ کے نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ آئے اور فرمایا:

یا رسول اللہ ﷺ بابی انت و امی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ بیٹھ کر کیوں نماز پڑھ رہے ہیں؟ پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بھوک، بھوک کی وجہ سے، ہمت نہیں ہے پاؤں میں کھڑے ہونے کی۔

سب سے اونچی ذات جس کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جائے، جہاں ساری کائنات کی طاقتیں ختم ہو جائیں، کائنات کی سب سے بڑی مخلوق جبرائیل علیہ السلام ہیں، جبرائیل علیہ السلام کی جہاں جسمانی اور روحانی طاقتیں ختم ہوئیں وہاں سے حضور ﷺ کی جسمانی پرواز شروع ہوئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام پر عرش سے ایک تجلی پڑی تو چالیس دن بے ہوش رہے اور ہوش نہیں آیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سامنے کھڑا کر کے خطاب فرمایا اور آپ ﷺ نے ساری تجلیات کو برداشت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

نماز کا تحفہ عرش سے ملا ہے

جبرائیل علیہ السلام آئے یارسول اللہ ﷺ آسمان سجائے جا چکے ہیں اللہ کے عرش پر آپ کا انتظار ہو رہا ہے، پھر بیت اللہ سے بیت المقدس پہنچے۔ یہ نماز کا تحفہ عرش سے ملا ہے۔ یہ اتنی عظیم الشان چیز ہے کہ جہاں وقت ہو اذان دے کے نماز پڑھے، جب آپ اذان دیں گے تو جہاں جہاں تک آواز جائے گی قیامت کے دن ہر ہر پتھر آپ کی گواہی دے گا، ہر درخت اور پتہ آپ کی گواہی دے گا، جہاں آپ سجدے میں سر رکھیں گے تو تحت الثریٰ تک زمین پاک ہو جاتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی زمین پر سر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سر رکھتا ہے، جب اللہ اکبر کہتا ہے تو زمین و آسمان کا خلا نور سے بھر جاتا ہے، عرش کے پردے اٹھ جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور جنت کی حوریں جنت کے دروازے کھول کر نمازی کو دیکھتی ہیں۔

جتنا لمبا قیام کرے گا اس کی موت کی سختی آسان ہوتی چلی جائے گی، لمبی نماز موت کی سختی کو توڑ دیتی ہے، جب رکوع کرے گا تو جتنا جسم کا وزن ہے اتنا سونا صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ جب رکوع سے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سجدے میں جاتا ہے تو سارے گناہ اس کے ڈھل جاتے ہیں، جب التحیات پڑھتا ہے تو صابرین کا اجر ملتا ہے۔ جب نماز میں درود پڑھتا ہے تو اللہ پاک دس دفعہ درود بھیجتا ہے۔ جب سلام پھیرتا ہے تو گناہوں سے باہر ہو جاتا ہے۔ اللہ نے اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے کہ اگر کوئی تکلیف ہے تو پڑھ نماز، حضور ﷺ کو کوئی تکلیف ہوتی تھی تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

ایک صحابیؓ آئے یارسول اللہ ﷺ میں اللہ کے راستے میں مال خرچ کروں اور خود نہ جاؤں؟ کیا خیال ہے؟ مجھے اللہ کے راستے میں جانے کا ثواب ملے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا کتنے پیسے ہیں تیرے پاس؟ کہنے لگا چھ ہزار، تو آپ نے فرمایا تم اگران سب کو خرچ کر دو تو جو آدمی اللہ کے راستے میں سویا ہوا ہے اس کی نیند کے اجر کو بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

☆☆☆☆☆

اللہ کی قدرت

حضرت عزیرؑ کا بیت المقدس سے گزر ہوا، جسے بخت نصر نے توڑ دیا تھا، ختم ہو چکا تھا، کہنے لگا: **انی یحی هذه الله بعد موتها** یا اللہ یہ بھی زندہ ہوں گے؟

سب مٹ چکے تھے۔ شہر کو آگ لگا دی اور سارا کچھ برباد کر دیا۔ انہوں نے کہا یا اللہ یہ کیسے ہوگا؟ **فاماته الله مائة عام** سفر پر جا رہے ہیں۔ گدھے پر سوار ہیں، کھانا بنا ہوا ہے۔ اللہ پاک نے آرام کرنے کا تقاضا پیدا کیا، درخت کے نیچے گدھے کو باندھا، کھانے کو ساتھ رکھا لیٹے تو اللہ نے جان کو نکال لیا، سو برس تک موت دے دی۔

ثم بعثه پھر کھڑا کیا سو برس کے بعد۔ **بکم لبثت** بتاؤ کتنا ٹھہرے ہو؟

یوما یا اللہ ایک دن پھر سورج کو دیکھا ڈھلنے والا تھا کہا نہیں **بعض یوم** آدھا دن **قال بل لبثت مائة عام** نہیں۔ ایک سو برس تو یہاں سویا ہے، سویا نہیں بلکہ مرا ہے۔

فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنه

اپنے کھانے کو دیکھ لو۔ پانی کو دیکھ لو، کھانا گرم ہے، پانی ٹھنڈا ہے،

سو برس ہو گئے کھانے کو کوئی چیز خراب نہیں کر سکی، اللہ کا امر ہے، فریج کے بغیر برف کے بغیر پانی ٹھنڈا ہے اور ساری دنیا کے اسباب سو برس سے چل رہے ہیں لیکن اللہ کا امر اس کھانا کو ڈھکے ہوئے ہے۔

میرے بھائیو! سو برس میں کھانا خراب نہیں ہوا اور گدھے کو دیکھو اس کی

ہڈیاں دیکھو، اس کا کچھ بھی نہیں بچا، گدھا جو ٹکنے والی چیز ہے وہ مٹی بن چکا ہے اور کھانا جو خراب ہونے والی چیز ہے وہ موجود پڑا ہوا ہے۔ اللہ نے کہا اب دیکھو!

کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما.

اب دیکھو میں اسے کیسے زندہ کرتا ہوں۔

اب جو گدھے پر امر متوجہ ہوا، ہڈیاں زمین سے اُگتی چلی گئیں اور کھڑی ہو کے ڈھانچا بنتا چلا گیا اور اس میں گوشت آتا چلا گیا اور چاروں طرف سے جو کھال کے ذرات زمین میں ختم ہو چکے تھے وہ اڑ اڑ کے اس جسم پر لگنے شروع ہو گئے۔ ایک آن کی آن میں عزیر کے سامنے سارا نقشہ آ گیا۔ گدھا اور مٹ کر بنا اور بن کر اس میں روح آئی اور وہ دوبارہ کان ہلا رہا۔ **فاذا ھو ینھق** اور آواز بھی نکال رہا۔

اللہ نے کہا اب جاؤ! اس بستی کو دیکھو، جس کو کہتے تھے یہ کیسے زندہ ہوگی؟

اب آئے تو بیت المقدس آباد تھا سو برس گزر چکے تھے۔

ایک یہودی نے حضرت معاویہؓ کے پاس سوال لکھ کر بھیجے، یہ بتاؤ وہ کون سے دو بھائی ہیں جو ایک دن پیدا ہوئے، ایک دن وفات پائی اور ایک سو سال بڑا ہے، ایک سو سال چھوٹا ہے؟ پیدائش کا دن ایک، موت کا دن ایک، لیکن ایک سو سال بڑا ہے، ایک سو سال چھوٹا ہے اور وہ کون سی جگہ ہے جہاں سورج ایک دفعہ طلوع ہوا پھر کبھی طلوع نہیں ہوا؟

انہوں نے کہا بھائی ابن عباس کو بلاؤ، وہی جواب دے گا، حضرت عبداللہ ابن عباس کو بلایا گیا۔ انہوں نے فرمایا: عزیر اور عزیز دو جڑواں بھائی تھے۔ عزیر کو سو برس موت آ گئی۔ اس کے زندگی میں سے سو برس کٹ گئے اور پھر دونوں بھائی ایک دن مرے، ایک دن پیدا ہوئے، ایک سو برس چھوٹا ہے، ایک سو برس بڑا ہے اور وہ سمندر جسے اللہ نے پھاڑا اور پھاڑ کے زمین کو نیچے سے نکالا، اس پر سورج ایک دفعہ طلوع ہوا اور پھر پانی کو ملایا پھر کبھی وہاں خشکی نہ آئی۔

☆☆☆☆☆

میرا اللہ گواہ ہے

آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا واقعہ سنایا کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کہا کہ مجھے نقد رقم چاہیے اور میں پردیسی ہوں۔ میرا گھر دریا کے پاس بستی میں واقع ہے۔

دوسرے آدمی نے کہا کہ اس پر گواہ کون ہوگا؟ قرض خواہ نے کہا:

و کفٰی باللہ شھید اللہ میرا گواہ ہے۔

پھر دوسرے نے کہا پھر آپ کا کفیل کون ہے:

جواب دیا کہ: **و کفی باللہ و کیلا** ... اس نے کہا کتنے درہم چاہیے؟

قرض خواہ نے کہا کہ تین سو، اس نے دے دیا اور تاریخ واپسی کے لیے مقرر ہوئی۔ جب وہ قرض واپس کرنے کے لیے آئے تو دریا میں زبردست طغیانی چل رہی تھی۔ کشتیاں کھڑی ہوئی ہیں تو یہ آدمی سر پکڑ کر دریا کے کنارے بیٹھ کر فریاد کرنے لگا کہ:

یا اللہ میں نے آپ کو گواہ بنایا تھا اور وکیل بنایا تھا۔

اب مقررہ وقت پر نہ پہنچ سکا تو تیری گواہی جھوٹ ثابت ہوگی۔ جتنا مجھ سے ہو سکا میں نے کر دیا آگے کام تو کر دینا۔ ایک بڑا تنکا لکڑی کا پڑا ہوا تھا اس کو اندر سے کھودا اور پیسے کی تھیلی اس میں ڈالی اور ساتھ اس میں پرچہ لکھ کر ڈالا:

کہ دریا میں طغیانی کی وجہ سے میں آ نہیں سکتا، پیسے اس لکڑی میں ڈال رہا ہوں اور جس کو کفیل اور گواہ بنایا تھا اس کو کہہ رہا ہوں کہ وہ اس کو تجھ تک پہنچا دیں اور لکڑی کو دریا میں ڈال کر خود گھر چلا گیا۔

دوسری طرف لینے والا کشتی کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔ جب کوئی کشتی نہیں آئی تو کہنے لگا کہ اللہ کو گواہ بنایا جھوٹا اور وعدہ خلاف نکلا۔ جب واپس جانے لگا تو وہ لکڑی نظر آئی تو کہا چلو گھر کے لیے ایندھن تو ہاتھ آ گیا۔ وہ لکڑی دریا کی موجوں کو

چیرتی ہوئی اس کے پاس دریا کے کنارے کھڑی ہوگئی۔اس نے اس کو پکڑا پھر اٹھا کر گھر لایا، پھر چیرنے کے لیے کلہاڑا لے کر آیا۔

، دو تین مرتبہ کلہاڑا اس لکڑی پر پڑی تو چھین چھین کرتے ہوئے درہم باہر آ گئے اور پرچی بھی اٹھا کر پڑھی اور اس کے بقایا بھی مل گئے۔ کچھ عرصہ بعد وہ آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا تھا اور میں نے اس طرح کر دیا تھا۔اب اگر وہ رقم نہ پہنچی ہو تو یہ لے لو، تو اس نے اس سے کہا الحمدللہ جس کو تم نے وکیل بنایا اور گواہ بنایا اس نے وہ رقم بھی پہنچا دی اور ایندھن بھی پہنچا دیا۔

☆☆☆☆☆

ایمان کے ''نور'' کی نشانی

اذا دخل النور انشرح الصدر.

جب اللہ کی روشنی اندر داخل ہوتی ہے تو اندر سینہ کھل جاتا ہے۔

کسی صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

فی الاعلام من تلک علامة یارسول الله؟

اے رسول اللہ! اس نور کی کوئی نشانی ہے؟

ہم سارے ایمان والے بیٹھے ہیں۔ ہم سارے دعا کرتے ہیں۔ ہمارے اندر ایمان کا نور ہے۔ دیکھو اور اس کی نشانی کیا ہے؟

اللہ پوچھنے والے کا بھلا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس کی نشانی تین چیزیں ہیں۔

التجافی عن دار الغرور

دنیا سے بے رغبتی پہلی نشانی، مالدار ہے غریب ہے دنیا سے رغبت والا۔

نابة الی دار الخلود جنت کے شوق والا۔

ستعداد للموت قبل النزول موت سے پہلے موت کی فکر کرنے والا،

یہ تین باتیں ہیں تو ایمان کا نور اندر آ چکا ہے۔ اگر تین باتیں نہیں ہیں تو عین ممکن ہے کہ ایمان ہے لیکن نور سے خالی ہے۔ جیسے لائن ہے اندر بتی بھی ہے اور جلانے والا کوئی نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

اللہ کے نبی نے فرمایا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ حبشہ کا حبشی ٹیڑھی پنڈلیوں والا، وہ بیت اللہ کے پتھروں کو توڑ توڑ کر اسے گرا رہا ہے، وہ کہے گا آج اب ابابیل نہیں آئیں گے، اب یہ جہاں کا دستر خوان اللہ لپیٹنا چاہتا ہے، اس بارات کو سمیٹنا چاہتا ہے، اب کھرے کھوٹے کو جدا کرنے کا وقت قریب ہے، اب مجرم محرم کی جدائی کا وقت قریب ہے، اب ظالم مظلوم کے انصاف کا وقت قریب ہے، لہٰذا اب اللہ سمیٹ دے گا۔ لوگوں کو کچھ خبر نہیں ہوگی کہ آج آخری دن ہے۔ سیاستدانوں کی سیاست چمک رہی ہوگی، شادی کی باراتیں اکٹھی ہو رہی ہوں گی، میراثی ڈھول بجانے کو تیار، ادھر نائی دیگیں پکانے کو تیار، ادھر دکان کا افتتاح ہو رہا ہے،

☆☆☆☆☆

اللہ کی قدرت جو آنکھوں سے دیکھی

جب ہم بنگلہ دیش جا رہے تھے، نیپال کے راستے سے ہم کھٹمنڈو سے آگے چلے تو کیپٹن نے اعلان کیا آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ آج ہمالیہ کا مطلع صاف ہے۔ سارے سال میں صرف چند دن کے لیے اس چوٹی پر بادل نہیں ہوتے۔ آج اس پر بادل نہیں ہیں۔ آپ سب حضرات اس کو ملاحظہ فرمائیں تو میں اس طرف بیٹھا ہوا تھا تو دوسری طرف ہم بھاگ کے گئے تو اللہ کا شاہکار نظر آیا۔

جو خاموش زبان سے کہہ رہا تھا۔ اللہ اکبر۔ جو خاموش زبان سے کہہ رہا تھا میں مخلوق ایسی ہوں، تو میرا خالق کیسا ہوگا؟ جو خاموش زبان سے کہہ رہا تھا کہ جب میں اتنا مضبوط ہوں، تو میرا بنانے والا کتنا مضبوط ہوگا۔ جو اپنی خاموش زبان سے

پکار پکار کے کہہ رہا تھا جب میں اتنا طاقتور ہوں تو میرا بنانے والا کتنا طاقتور ہوگا۔
وہ ہمالیہ، وہ شاہکار میں نہیں بھول سکتا، پھر اس کے بعد کئی مرتبہ وہاں سے گزرے، بادل ہی نظر آئے، بس وہی ایک ہی دفعہ بادل کے بغیر دیکھا تو زبان سے بے ساختہ پکار اٹھی۔ **اللہ اکبر. سبحان الخالق**

قیامت کے دن کوئی ہمالیہ کی وادی میں کھڑا ہو کے دیکھتا کہ وہ کیسے روئی کے گالوں کی طرح اُڑنا شروع ہو جائے گا، برف پگھل گئی، پہاڑ اُڑ گئے، روئی کے گالے بن گئے، پھٹتے چلے گئے۔

☆☆☆☆☆

اللہ کی محبت میں غیر کو شریک کرنا ظلم عظیم ہے

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی کہا حضرت اگر پردے کا حکم نہ ہوتا تو میں آپ کو اپنا چہرہ دکھاتی لیکن اللہ نے حرام قرار دیا ہے مجھے کہ میں اپنا نقاب اٹھاؤں لیکن اگر اجازت ہوتی تو میں آپ کو اپنا چہرہ ضرور دکھاتی کہ میں اتنی خوبصورت ہوں۔ اس کے باوجود میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غش کھا کر گر گئے۔ لوگ بڑے حیران کہ کس بات پر غش آ گیا۔ ان کے پاس ایک عورت اپنی بات لے کر آئی ہے۔ اپنی غیرت کا تقاضا لے کر آئی ہے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا ''اے لوگو! یہ مخلوق ہے جو محبت میں غیر کو شریک نہیں کر رہی۔ اللہ اپنی محبت میں کسی کو شریک کیسے برداشت کرے گا؟ مخلوق تو برداشت کرتی نہیں لیکن اللہ نے برداشت کیا ہوا ہے۔ اس دل میں کتنے بت بٹھائے ہوئے' کتنا اللہ کریم ہے کہ برداشت کر کے چل رہا ہے۔

یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے چالیس برس جدا رکھا پھر چالیس سال بعد ملایا۔ رو رو کر آنکھیں سفید کر دیں۔ **وابیضت عیناه من الحزن فهو کظیم** سفید ہو گئی آنکھیں۔ جب مل گئے نا تو پھر اللہ تعالیٰ کہنے لگے بتاؤں کیوں دور کیا

تھا۔ کہا بتایئے۔ کہا ایک دفعہ تو نماز پڑھ رہا تھا۔ یوسف بچہ تیرے پاس لیٹا ہوا تھا۔ نماز پڑھنے کے دوران یہ رونے لگا۔ تیری توجہ مجھ سے ہٹ کر ادھر چلی گئی۔ اس غیرت نے جدا کیا تھا کہ میرا نبی ہو کر نماز میں کھڑا ہو کر اپنے بچے کو سوچے۔ ابراہیم علیہ السلام سے کیوں کہا کہ اسماعیل علیہ السلام پہ چھری چلا دے (ہمیں بتانے کے لیے) کہ تو نے نبی کے طریقے پر آنا ہے۔ یہی ہماری معراج ہے۔ یہی ہمارا مقصد ہے اس پر جان چلی جائے منظور ہے۔ جان بچ جائے الحمدللہ۔

☆☆☆☆☆

جب اونٹ آقا ﷺ کے قدموں پر گر پڑا

ایک انصاری صحابیؓ آئے کہ حضور اکرم ﷺ میرے دو اونٹ سرکش ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لے چلو۔ باغ میں گئے تو دروازہ بند تھا۔ ایک اونٹ سامنے کھڑا بلبلا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دروازہ کھولو اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو نقصان پہنچائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کچھ نہیں کہیں گے دروازہ کھولو۔ جب اونٹ کی نگاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی دوڑ کر آپ کے قدموں میں گر گیا۔ القی بجرانہ آپ ﷺ نے رسی سے باندھ لیا کہ لے یہ کبھی تیرا نافرمان ہوگا۔ دوسرے کی طرف دیکھا تو وہ بھی اسی طرح آیا اور آپ کے قدموں پر سر ڈال دیا۔ آپ نے اس کو بھی رسی سے باندھ دیا کہ لو یہ بھی نافرمانی نہیں کرے گا جانوروں کو بھی پتہ ہے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ درختوں کے پاس سے گزرتے درخت کہتے السلام علیک یا رسول اللہ! یہی حال پتھروں کا تھا۔

☆☆☆☆☆

نماز ہو تو ایسی!

مسجد میں آگ لگ گئی اور امام زین العابدینؒ اندر نماز پڑھ رہے تھے......

سارے نمازی بھاگ گئے شور مچا...... آخر آگ نے گھیر لیا...... پھر لوگ اندر گئے اور ان کو پکڑ کے گھسیٹ کر باہر لے آئے...... کہنے لگے حضرت جی! آپ کو پتہ ہی نہیں چلا کہ ساری مسجد میں آگ لگ گئی...... فرمانے لگے کہ جہنم کی آگ نے دنیا کی آگ کا پتہ ہی نہیں چلنے دیا۔ جہنم کی آگ نے دنیا کی آگ سے غافل رکھا۔ اچھا بھائی ہم اتنے درجہ کی نہیں لے سکتے۔ اتنے درجے کی تو لے سکتے ہیں کہ تکبیر سے سلام پھیرنے تک اللہ ہی اللہ ہو اور کوئی نہ ہو۔

☆☆☆☆☆
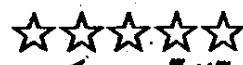
داماد نبی ﷺ اور فکر آخرت

ضرار ابن ضمرہ کنانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی آواز آج میرے کان سن رہے ہیں، رات بھیگ چکی ہے اور ستارے پھیکے پڑ چکے ہیں، ماند پڑ چکے ہیں اور وہ اپنی مسجد کے محراب میں کھڑے ہیں۔ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے تڑپ رہا ہے جیسے سانپ کے ڈسنے سے انسان تڑپتا ہے اور روتا ہے جیسے کوئی غموں کا مارا ہوا روتا ہے اور دنیا کو کہہ رہا ہے مجھے دھوکہ دینے آئی ہے، مجھے دیکھنے آئی ہے۔ میرے سامنے مزین ہو کے آئی ہے، دور ہو میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں۔ تیری عمر تھوڑی، تیری مصیبت آسان۔

اے میرے اللہ! میرے پاس سفر کا توشہ کوئی نہیں اور سفر بڑا لمبا ہے اور یہ کون کہہ رہا ہے؟ جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور یوں کہا اے علیؓ خوش ہو جا جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہوگا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس توشہ نہیں ہے میرے پاس سفر کا توشہ نہیں ہے اور سفر (آخرت) بڑا لمبا ہے۔

☆☆☆☆☆

دونوں زندگیاں کیسے بنتی ہیں؟

ایک صحابیؓ دوسرے صحابیؓ کے پاس جاتے ہیں کہ جناب آپ نے مجھے دس لاکھ روپے دیے ہیں۔ کہنے لگے جب چاہیں آ کے لے جانا' میرے بھائی محترم جب گھر میں آئے اور حساب دیکھا تو لینے نہیں تھے دینے تھے۔ اب اس کا ظرف دیکھیں کہ ان کو بھی پتہ ہے کہ لینے ہیں دینے نہیں ہیں اور پیسے بھی کوئی تھوڑے نہیں ہیں۔ دس لاکھ روپے اور وہ بھی آج سے چودہ سو سال پہلے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ دینے ہیں لینے نہیں تو بھاگے بھاگے آئے اور کہا ارے عبداللہ بن جعفرؓ! جو ہوا بھائی معاف کرنا وہ روپے تو میں نے تمہارے دینے تھے۔ فرمایا چل! وہ میں نے تمہیں ہدیہ کر دیے معاف کر دیے۔ اب اللہ نے اتنا دے دیا کہ حساب نہیں یہ اس کا بیٹا ہے جو حبشہ کی ہجرت کر کے بھوکوں پر بھوک گزاری وطن سے دور وقت گزارا اور موتہ کے میدان میں بھوکے پیاسے جان دے دی۔ آج انہی کو اللہ تعالیٰ رزق دے رہا ہے کہ دس لاکھ روپے لینے تھے اور وہ غلطی سے کہہ رہا ہے کہ تو دے صرف اس بات پر مسلمان کا خیال رکھتے ہوئے کہ میں نے معاف کر دیا۔ اللہ نے دنیا بھی بنائی' آپ یقین کریں کہ حضور اکرم ﷺ دنیا اور آخرت کی کامیابیاں لے کر آئے ہیں لیکن ہم اس کے لیے اُٹھتے ہی نہیں۔

☆☆☆☆☆

سچی توحید لے کر نیکی کی کوشش کریں

ایک بزرگ کا انتقال ہوا۔ کسی کو خواب میں ملے پوچھا کیا ہوا تیرے ساتھ؟ کہنے لگے اللہ ہی نے مہربانی فرما دی ورنہ میں تو ہلاک ہو گیا تھا۔ پوچھا کیسے؟ فرمایا اللہ نے پوچھا میرے لیے کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کی یا اللہ! میں تیرے لیے ستر سال کی توحید لایا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا فلاں رات تیرے پیٹ میں درد ہوا تھا، پوچھنے والے نے پوچھا تھا یہ درد کیوں ہوا تم نے کہا دودھ پیا جس کی وجہ سے درد ہوا

اس وقت یہ توحید کہاں چلی گئی تھی۔ میرے بھائی ہمیں تو کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے ورنہ ہمارے اندر شرک کی جڑیں پتہ نہیں کہاں تک گہرائیوں میں جا چکی ہیں۔

☆☆☆☆☆

نماز کا خشوع ایسا ہو کہ

حضرت ابو ریحانہؓ سفر سے آئے بیوی بڑی انتظار میں ہے کہ چلو آج تو خاوند گھر میں آیا یہ بھی ایک زمانہ تھا کہ کلمے کے لیے پھرا کرتے تھے۔ اس کو پھیلاتے تھے۔ جب یہ واپس آئے تو کہا کہ دو رکعت نفل پڑھ لوں؟ عشاء کی نفل تھی۔ جب نماز میں کھڑے ہو کر قرآن شروع کیا تو فجر کی اذان ہو گئی۔ اب آپ بتائیں جب آدمی دور سے آئے تو اس کو بیوی کا کتنا اشتیاق ہوگا۔ بیوی کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر فجر کی اذان تک نماز میں مصروف رہے۔ بیوی کہنے لگی **یا ابو ریحانہ غضبت ورجعت وتعبد امالنا منک نصیب؟** ابو ریحانہ! یہ کیا ستم ہے! ایک تو پھرتے پھراتے رہے۔ واپس آئے پھر ساری رات کھڑے ہو کر تھکتے رہے۔ کیا میرا کوئی حق نہیں ہے تیرے اوپر؟ کہنے لگے **نسیت واللہ** اللہ کی قسم میں بھول گیا۔ کہنے لگی اللہ کے بندے باہر ہوتے تو بھولنا ٹھیک تھا۔ میرے کمرے میں اور میرے ساتھ کھڑے ہو کر کیسے بھول گیا؟ کہنے لگا جب میں نے اللہ اکبر کہہ کر قرآن پڑھنا شروع کیا تو جنت اور دوزخ میں غور کرنا شروع کیا اور جنت اور دوزخ آنکھوں کے سامنے کھل گئیں تو اسی میں مگن رہا۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا۔

ایسی نماز تھی، ہمیں فکر ہی نہیں کہ ہمیں نماز بھی ٹھیک کرنی ہے دکان ڈیکوریشن، دروازہ لگا دو شیشہ لگا دو، کرسیاں رکھ دو، اس کے اوپر پتہ نہیں کیا بچھا دو، لائٹیں لگا دو، ایئر کنڈیشن لگاؤ اور پتہ نہیں کیا کیا ہوتا ہے، دکان خوبصورت ہو گئی، لوگ خواہ مخواہ آئیں گے بھائیو! اللہ بھی کہتا ہے کہ میری بارگاہ میں آتا ہے تو نماز کی شکل ٹھیک کر لے۔

☆☆☆☆☆

آپ کا قصور نہیں ساری اُمت ہی مفتی بنی ہوئی ہے

مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تو میں اُٹھا قبلہ رخ دیکھنے کے لیے باہر جانے لگا۔ ایک آدمی کہنے لگا سیٹ پر بیٹھے بیٹھے پڑھ لیجیے! نہ قبلہ رُخ نہ قیام، یہ دونوں فرض ہیں لوگ کہتے ہیں ہو جاتی ہے ناپاک سیٹ پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں ان کو کہو کہ نماز نہیں ہوتی تو کہتے ہیں کہ تمہیں کیا خبر ہو جاتی ہے۔ ان کو کیا پتہ تھا کہ میں مفتی سے بات کر رہا ہوں۔ مفتی صاحب کہنے لگا کہ بھائی ابھی میں نے فتوے کا کام تمہارے سپرد نہیں کیا۔ وہ قبلہ نما دیکھ کر نماز پڑھنے لگے تو اس شخص نے کسی سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو کہا یہ مفتی زین العابدین ہیں فیصل آباد کے اور وہ آدمی بھی فیصل آباد کا تھا وہ ان کے نام کو جانتا تھا لیکن شکل سے نہیں جانتا تھا۔ وہ جب نماز پڑھ کے آئے تو کہنے لگے معاف کر دینا مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ ہیں۔ انہوں نے کہا آپ کا قصور نہیں ہے اب ساری اُمت ہی مفتی ہے۔ لوگ کیا باتیں بتاتے ہیں؟ اس کو دیکھ یہ کہاں کی تبلیغ ہے؟ بوڑھے ماں باپ چھوڑ کے جاؤ ماں کے قدموں تلے جنت ہے ان کی خدمت کرو یہی جنت ہے۔ حلال کھاؤ یہ بھی جنت ہے نماز پڑھو یہ بھی جنت ہے۔ یہ ختم نبوت کا خواہ مخواہ جھگڑا ڈالا ہوا ہے پھر ختم نبوت کی بھی چھٹی ۱۶ ارب انسانوں پر ظلم ہو رہا ہے وہ جہنم میں جا رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ہمارے ذمے نہیں ہے اچھا ہمارے ذمے نہیں تو کس کے ذمے ہے؟ کون جائے؟

☆☆☆☆☆
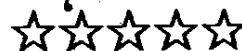
کاتب وحیؓ کا ایمان

حضرت شرجیل بن حسنہؓ ایک دبلے پتلے سے صحابی ہیں۔ وحی کا کاتب تھے وحی لکھتے تھے۔ مصر میں ایک قلعہ نہیں فتح ہو رہا تھا۔ کچھ دن زیادہ گزر گئے جب محاصرہ شروع ہوا روزانہ محاصرہ کرتے تھے۔ ایک دن جب شرجیل بن حسنہ کو بہت جوش آیا گھوڑے کو ایڑ لگا کے آگے بڑھے اور فیصل کے قریب جا کے فرمایا اے قطبیو! سنو ہم

ایک ایسے اللہ کی طرف تمہیں بلا رہے ہیں اگر اس کا تمہارے اس قلعہ کو توڑنے کا ارادہ ہو جائے تو آن کی آن میں توڑ سکتا ہے اور لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کہہ کر جو شہادت کی انگلی اُٹھائی سارا قلعہ زمین پر آ گرا۔ انہوں نے یہ کلمہ سیکھا ہوا تھا۔ کلمہ پڑھ کر جب انگلی اُٹھائی تو سارا قلعہ زمین کے ساتھ مل گیا۔ میں آپ کو پکی روایتیں بتا رہا ہوں۔ اپنی طرف سے نہیں سنا رہا۔ یہ وہ گدھے نہیں تھے کہ جس نے شیر کی کھال کو پہن رکھا تھا۔ ہم گدھے ہیں کہ جنہوں نے شیر کی کھال کو پہن رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم اسلام والے ہیں ابھی تو ہم نے کلمہ سیکھا نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

کلمے کی طاقت نے قوم لوط کی طاقت کو توڑا

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں جب وہ برا فعل پھیلا اور وہ عورتوں کو چھوڑ کر ''لواطت'' کا شکار ہوئے وہ ایسی بد بخت قوم تھی جنہوں نے ایسے کام کو شروع کیا جو کبھی کسی نے کیا ہی نہیں تھا۔ اس لیے جو عذاب لوطؑ پر آیا ہے کسی قوم پر نہیں آیا جتنے عذاب قوم لوطؑ پر آئے کسی قوم پر نہیں آئے۔ سب سے پہلے اللہ جل جلالہ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ ان بد بختوں کو اُٹھاؤ۔ انہوں نے ''پر'' کی نوک پر اُٹھایا اور پہلے آسمان تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ فرشتوں نے اس بستی کے مرغوں کی اذانیں سنیں۔ پھر اُلٹا کے زمین کی طرف پھینکا۔ اوپر سے پتھروں کی بارش سے ان کے چہرے مسخ کر دیے اور آنکھیں دھنسا دیں۔ آنکھیں دھنس گئیں، چہرے مسخ، پتھروں کی بارش زمین کو جعلنا عالیھا سافلھا (القرآن) اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر اور پھر ابد الآباد کے لیے پانی کے عذاب میں مبتلا کر دیا گا۔ وہ بحیرہ موت جو ہے ستر میل ایک جھیل ہے جس میں کوئی جاندار نہیں رہ سکتا جو اس میں جاتا ہے مر جاتا ہے۔ آج تک وہ اس عذاب میں جل رہے ہیں۔ کلمے کی طاقت نے قوم لوطؑ کی طاقت کو توڑ کے دکھا دیا۔

☆☆☆☆☆

ہمارا زمانہ ختم اور امام الانبیاء کا زمانہ شروع

یمن میں ایک کاہن کبھی باہر نہیں نکلتا تھا۔ جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو وہ کاہن گھبرا کے باہر نکلا کہ اے اہل یمن! آج سے بتوں کا زمانہ ختم ہو گیا۔ جس دن آپؐ پیدا ہوئے بڑے بڑے بت خانوں کے بتوں سے آواز آئی کہ ہمارا زمانہ ختم، اب آخری نبی کا زمانہ شروع ہو گیا، بتوں کے توڑنے والے کا زمانہ آ گیا اور آپؐ کے ہاتھوں بت ٹوٹے، آپ بیت اللہ کا طواف فرما رہے ہیں۔ تین سو ساٹھ بت اس وقت بیت اللہ میں تھے۔ آپ چلتے جا رہے ہیں اور بت کو اشارہ کرتے ہیں جآء الحق زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (القرآن) اور اشارہ کرتے ہی بت ٹوٹ کے گرتا ہے بار بار اشارہ فرماتے ہیں اور بت ٹوٹ کے گرتے ہیں۔ تین سو ساٹھ بت جو بیت اللہ میں رکھے تھے ہاتھ کے اشارے سے حالانکہ اس وقت کمان ہاتھ میں تھی کمان کو کسی بات سے لگا تا نہیں بلکہ اشارہ کرتے چلے جا رہے تھے اور بت ٹوٹتے چلے جا رہے تھے کہ بتوں کو توڑنے والے کا زمانہ آ گیا۔

☆☆☆☆☆

ان جھاڑیوں سے کہو تمہاری ضرورت ہے

ایک مرتبہ آپ جنگل میں تشریف لے جا رہے ہیں فارغ ہونے کے لیے چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں تھیں جس کے پیچھے پردہ نہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا ''اے جابر! جاؤ ان جھاڑیوں سے کہو کہ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ میرے لیے آپس میں جڑ جاؤ۔ حضرت جابرؓ جھاڑیوں کے پاس جا رہے ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ اللہ کا رسول فرما رہے ہیں کہ میرے لیے آپس میں جمع ہو جاؤ۔ جھاڑیاں بھاگتی ہوئی آئیں اور آپس میں جڑ گئیں۔ اب پردہ ہو گیا۔ آپ فارغ ہوئے کھڑے ہوئے، جھاڑیاں پھر چلتے چلتے اپنی جگہ پر جا کے کھڑی ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆

جب ایمان رنگ لاتا ہے

حضرت عبداللہ بن حذافہ کو قید کیا گیا اور انہیں ڈرایا کہ عیسائی ہو جا پھر لالچ دیا گیا کہ عیسائی ہو جا کہا نہیں ہوتا پھر سب سے خطرناک حربہ آزمایا یہ نوجوان بڑے مذاقیہ صحابہؓ میں سے تھے۔ یہ صحابیؓ ایسے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو بھی ہنساتے تھے۔ اتنے ہنسایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے آ کر شکایت کی یارسول اللہ! یہ عبداللہؓ بہت مذاق کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ارے اسے کچھ نہ کہا کرو یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اب عیسائیوں نے آپؓ پر آخری حربہ آزمایا کہ ایک خوبصورت لڑکی اس کے ساتھ کمرے میں بند کر دی۔ شراب اور سور کا گوشت ساتھ رکھ دیا اور اس لڑکی سے کہا کہ اس سے زنا کرواؤ۔ جس طرح بھی ہو جب مسلمان عورت کے چکر میں پھنسے گا تو یہ ایمان بھی بیچے گا اور سب کچھ بیچے گا۔ تین دن اور تین راتیں وہ لڑکی سارا زور لگاتی ہے کہ کسی طرح یہ میری طرف تو دیکھے جب دیکھے گا تب زنا کی خواہش پیدا ہوگی اور جب دیکھے گا ہی نہیں اور آنکھ کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرے گا اب یہ قرآن اس صحابیؓ کے اندر زندہ ہے۔ انہوں نے ہماری طرح تفسیریں نہیں پڑھی تھیں اور نہ اس زمانے میں تفسیریں لکھی گئی تھیں وہ تفسیریں نہیں جانتے تھے بلکہ وہ قرآن جانتے تھے۔ وہ بڑے بڑے لمبے چوڑے مسائل پر باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے ہمارے نبی نے یوں کہا ہم بھی ایسے کرتے ہیں ہمیں اور کوئی پتہ نہیں۔ اس موقع پر ہمارے نبی نے کہا کہ آنکھ کو جھکاؤ۔ اب حضرت عبداللہ کی آنکھ کا پردہ جھکا ہوا ہے۔ یہ نبی کا غلام آج بازار میں پتہ لگے گا کہ غلامی کتنے لوگوں کو حاصل ہے؟ جب تم بازار میں چلو گے پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ تیرے اندر نبی کی کتنی غلامی ہے۔ وہ تو اکیلا ہے لڑکی خوبصورت ہے لیکن اسکے سامنے دو آیتیں آ رہی ہیں۔ **قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** (القرآن)

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ سامنے آ رہا ہے۔ ایک طرف اللہ کا امر ہے

کہ آنکھوں کو جھکاؤ اور نبی کا طریقہ معلوم ہے کہ اس موقع پر نبی نے کیا کیا ہے۔
آنکھ کو جھکانے کا حکم دیا ہے اور ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ یاد آ رہا ہے کہ
اللہ نے یہ قصہ ''قصہ خوانی'' کے لیے نہیں سنایا۔ اللہ نے یہ قصہ اس لیے سنایا ہے کہ
اے مومن! تیری آنکھ ایسے جھکے جیسے یوسف علیہ السلام نے اپنے دامن کو بچایا ہے۔
غلقت الابواب دروازے بند اور وہ مزین وقالت ھیت لک اور دعوت دے رہی
ہے کہ آؤ میری طرف اور سب کے سب دروازے بند ہیں اور یوسفؑ اپنے رب کو
یاد کر کے کہتے ہیں میں اپنے رب کی پناہ چاہتا ہوں میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اب یہ
قرآن بھی ہم پڑھتے ہیں کہ ہم بس تفسیریں پڑھتے ہیں۔ وہ (صحابی) قرآن اندر
میں لیتے تھے قرآن کہیں لکھا ہوا نہیں تھا پورے ملک میں ایک نسخہ ہوتا تھا لیکن اندر
میں ہر ایک کے تھا۔ حقیقت میں صحابہ محمدی تھے ان کے اندر نبوت کی غلامی تھی۔

تین دن تک لڑکی زور لگاتی رہی کہ عبداللہ کی آنکھ تو اُٹھ جائے عبداللہ کو کیا چیز
روک رہی ہے۔ یہ وہ اعمال ہیں جو اللہ کی رحمت کو اتارتے ہیں۔ ہمارے مسئلے ان
اعمال سے حل ہوں گے۔ ہمارے مسئلے دنیا کے ان اسباب سے حل نہیں ہوں گے۔
آخر وہ عیسائی سردار نے اس لڑکی سے علیحدگی میں کہا تو نے اس کو گناہ پر آمادہ کیوں
نہ کیا تو وہ کہنے لگی اس نے آنکھ اٹھا کر مجھے دیکھا ہی نہیں تو میں اسے کیسے گناہ پر آمادہ
کرتی؟ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ پر تین دن لڑکی نے زور لگایا کہ کسی طرح تو یہ میری
طرف دیکھے تو سہی تین دن کے بعد بادشاہ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ ارے بادشاہ!
تم نے مجھے کس کے پاس بھیجا تھا۔ پتہ نہیں کہ وہ پتھر تھا یا لوہا تھا نہ اس نے مجھے دیکھا
نہ اس نے کھایا نہ پیا تو میں اسے کہاں گمراہ کرتی۔ قیصر نے بلایا اور حکم دیا کہ اسے
کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دو۔ کڑھاوا آگ پر چڑھایا اور اس میں تیل ڈالا کہنے
لگے کہ جب یہ کھولنے لگے تو اس کے دو ساتھی اس میں ڈالو۔ اگر یہ پھر بھی عیسائی نہ
ہو تو اس کو بھی ڈال دو۔ جب دو ساتھیوں کو ڈالا گیا اور وہ جل بھن گئے جب ان کو
ڈالا جانے لگا تو یہ رونے لگے تو انہوں نے کہا کہ یہ کیوں رو رہا ہے؟ ان کو واپس لاؤ

کہا کیوں رو رہے ہو؟

فرمایا کہ میں نہ موت کے خوف سے اور نہ زندگی کے شوق میں رو رہا ہوں پھر کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا رویا اس لیے ہوں کہ میری صرف ایک جان ہے اب ختم ہو جائے گی میں چاہتا ہوں کہ میرے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی میری جانیں ہوتیں وہ ایک ایک دین کے لیے قربان ہو جاتی۔ اب ہمارے جذبے ہیں باپ چاہتا ہے میرا بیٹا بڑا آدمی بنے بڑا ڈاکٹر بنے۔ بے شک بنے لیکن اگر وہ محمدی نہیں بنا تو وہ برباد ہے ہلاک ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ محمدی بن جائے۔

☆☆☆☆☆

حضرت علیؓ سے بڑھ کر کون کمائی کر سکتا تھا خیبر کے دروازے کو اکیلے پکڑ کر اُٹھا کر پھینک دیا۔ علیؓ ایسے طاقتور تھے کہ خیبر کے دروازے کو جسے چالیس آدمی کھولتے تھے اسے پکڑا اور اُٹھا کر پھینک دیا۔ وہ کمائی نہیں کر سکتے تھے؟ دو بیٹوں کو روٹی نہیں کھلا سکتے تھے۔ وہ کس بات پر قربان ہو رہے ہیں۔ ہمارے لیے قربان ہو رہے ہیں کہ ہم نے کلمے کو سارے انسانوں تک پہنچانا ہے۔ چار دن کی بھوک برداشت کر لو کوئی بات نہیں۔ حضرت علیؓ سردی میں باہر پھر رہے ہیں پریشان ہیں۔ اتنے میں حضورﷺ بھی باہر نکلے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے علیؓ اس سردی میں کیا کر رہے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہﷺ میں کیا کروں۔ بھوک اتنی سخت لگی ہوئی ہے کہ گھر میں بیٹھا نہیں جا سکتا اور اوپر سے سردی اور بھوک۔ سردی میں بھوک اور بھی زیادہ لگتی ہے۔ آپ نے فرمایا علیؓ! میں بھی بھوکا ہوں، مجھے بھی بھوک نے گھر سے نکالا ہے۔ آگے چلے تو کچھ صحابہ بیٹھے تھے۔ آپؐ نے پوچھا یہاں کیا کر رہے ہو؟

کہا یا رسول اللہﷺ بھوک کی شدت نے گھر سے نکال دیا ہے۔ فرمایا اچھا بھائی! اب تو کچھ کرنا پڑے گا۔ ایک کھجور کا درخت سامنے کھڑا ہے۔ سردی کا زمانہ ہے۔ سردی میں کھجوریں کہاں سے آتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے علیؓ! جاؤ اس کھجور سے کہو کہ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ ہمیں کھجور کھلاؤ۔ تو کھجور کے پتوں میں سے

تازہ تازہ کھجوریں گرنے لگیں۔ ہم سے تو کھجوریں ہی اچھی تھیں کہ اللہ کے رسول کی بات کو مانتی تھیں۔ حضرت علیؓ کی جھولی بھر گئی۔ آپ اُٹھا کر لائے کہ بھائی کھاؤ۔ سب کو کھلایا خود بھی کھایا ان کو بھی کھلایا یا پیٹ بھر کر کچھ بچ گئیں، فرمایا جاؤ یہ فاطمہ کو بھی دے کے آؤ۔ وہ بھی کئی دنوں سے بھوکی ہے۔ بھوک پر اُمت کو اُٹھایا۔

☆☆☆☆☆

سب شہیدوں کے سردار کے قاتل کو معافی

حضرت حمزہؓ آگے کفار سے لڑ رہے تھے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت حمہؓ آگے تھے۔ وحشی کی زد میں آ گئے دونوں ہاتھوں میں تلوار لے کر چل رہے تھے کہ وحشی نے پتھر کے پیچھے سے بیٹھ کر جو نشانہ مارا اور آپ کے پیٹ میں برچھا لگا۔ آنتیں اور جگر کٹا آپ گرے اور حضرت طلحہؓ اس کی طرف کو بڑھے۔ حمزہؓ وحشی کی طرف گرتے گرتے بڑھے تو وحشی کہنے لگا کہ میں بھاگا کہ کہیں میرے اوپر کوئی حملہ نہ ہو لیکن حضرت حمزہؓ کو الٹی آئی اور جان نکل گئی۔ جب شہداء کی تلاش ہوئی تو آپ نے فرمایا چچاؓ کہاں ہیں؟ حمزہ کہاں ہیں؟ دیکھا زندوں میں تو نہیں، زخمیوں میں بھی نہیں "میرا چچا میرا چچا" کسی نے کہا وہ تو شہید ہو گئے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے چچا کی لاش کو دیکھا کہ ناک کٹا ہوا، کان کٹے ہوئے، سینہ پھٹا ہوا، کلیجہ نکلا ہوا، آنتیں پھٹی ہوئیں۔ تو آپ اتنے روئے اتنے روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے پر صحابہؓ بھی رونے لگ گئے۔ سب رو رہے تھے آپ اتنے زور سے رو رہے تھے یہاں تک کہ حضرت جبرائیلؑ آسمان سے آئے اور آ کے یوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میرے حبیب غم نہ کرو۔ ہم نے آپ کے چچا کو اپنے عرش پر لکھا ہے۔ اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ حَمْزَۃُ اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں۔ وحشی سے کتنا دکھ اُٹھایا ہوگا۔ ستر دفعہ حمزہؓ پر نماز جنازہ پڑھی۔ جب مکہ فتح ہوا تو وحشی کے قتل کا حکم دیا کہ جو وحشی کو پا لے قتل کرے لیکن جب مدینہ منورہ میں آئے تو وحشی پر بھی ترس آیا کہ قتل

ہوا تو دوزخ میں چلا جائے گا۔ وحشی طائف چلا گیا وحشی کے پاس خصوصی طور پر ایک آدمی بھیجا کہ وحشی اللہ کا رسول کہتا ہے کہ کلمہ پڑھ لے مسلمان ہو جا۔ جنت میں چلا جائے گا یہ اخلاق نبوت تھے۔ وحشی کہنے لگا ''میں کلمہ پڑھ کے کیا کروں گا؟ میں نے تو وہ سارے کام کیے جس پر تمہارے رب نے دوزخ کا کہا۔ قتل' زنا' شراب' شرک' میں کیا کروں گا۔ اس نے آ کر جواب دیا آپ نے اس کو دوبارہ بھیجا۔ پھر دوبارہ بھیجا' کس کے اپنے چچا کے قاتل کے پاس حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گئے۔

نیک عمل ہی ساتھ جائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کے تین بھائی ہیں اور وہ مرنے لگے تو ایک کو بلایا۔ کہا بھائی میرا کیا کرو گے؟ میں مر رہا ہوں۔ وہ کہے گا: تو مر جائے گا میں پرایا ہو جاؤں گا، تو دوسرے سے پوچھا بھائی تو کیا کرے گا؟ کہا موت تک تیرا علاج کروں گا۔ مر جائے گا تو قبر میں دفن کر کے واپس آ جاؤں گا۔ تیسرے سے پوچھا بھائی تو کیا کرے گا؟ انہوں نے کہا میں تیرا ساتھ دوں گا۔ تیری قبر میں تیرے حشر میں، تیرے ترازو میں، جنت تک تیرا ساتھ دوں گا۔ تو آپ نے فرمایا بتاؤ ان تینوں میں کون سا بھائی بہتر ہے؟

تو صحابہ نے کہا کہ وہ جو آگے تک ساتھ دے گا وہ سب سے بہتر ہے۔

تو آپ نے فرمایا: پہلا بھائی مال ہے۔ جو موت پر پرایا ہو گیا۔

دوسرا بھائی: اولاد، رشتے دار ہیں جو قبر پر جا کے پرائے ہو گئے۔ جب میت کو قبر میں ڈالا جاتا ہے تو ایک فرشتہ قبر کی مٹی کو اُٹھا کر مجمع کے اوپر پھینکتا ہے اور کہتا ہے جاؤ اسے تم نے بھلا دیا یہ تمہیں بھلا دے گا۔ تین دن کے بعد سارے ماتم خوشیوں میں بدل جاتے ہیں۔ ہر کوئی بھول بھلیاں کر جاتا ہے۔ کوئی آیا تھا چلا بھی گیا نام بھی مٹ گیا۔ اور تیسرا آپؐ نے فرمایا: وہ تمہارا عمل ہے جو تمہارے ساتھ جائے گا۔

ایک صحابی بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن قرطؓ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت ہو تو میں شعر کہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اچھا مجھے تھوڑی

اجازت دیں۔ اجازت ہوئی۔ اگلے دن تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے صحابہؓ کو جمع کیا کہا بھائی! سنو عبداللہ کیا کہتا ہے۔ تو کھڑے ہوئے، کہا: (جس کا ترجمہ یہ ہے) میں میرے ماں باپ، میرے بیوی بچے، میرے رشتہ دار، میرا پیسہ اور میرا عمل اس کی مثال اس آدمی کی ہے جو مر رہا ہے اور وہ تینوں کو بلاتا ہے۔ بھائی اللہ کے واسطے میری مدد کرو۔ جدائی کی طویل گھڑیاں شروع ہونے والی ہیں۔ تنہائی کا لمبا سفر شروع ہونے والا ہے۔ اللہ کے واسطے میری کچھ مدد کرو۔

تو پہلا بھائی بولا (یعنی یہ پیسہ بولا) کیا بولا کہ بھائی میں تیرا بڑا گہرا دوست ہوں ''ٹھٹھایار'' جسے ہمارے سرائیکی میں کہتے ہیں۔ میں تیرا بڑا گہرا دوست ہوں لیکن صرف موت تک ہوں۔ جب موت آئے گی تو پھر تیرے کفن سے پہلے ہی میرے اوپر لڑائی شروع ہو جائے گی۔ **سیسلک بی فی مهیل من مهائل.** ابھی تیرے کفن کے لیے بعد میں تدبیریں سوچی جائیں گی۔ پر میرے اوپر لوگ پہلے ٹوٹ پڑیں گے۔ لہٰذا اگر مجھ سے نفع اُٹھانا ہے۔ **فان تبقنی لا تبق.**

اگر میرے دوست مجھ سے نفع اٹھانا ہے تو میرے اوپر رحم نہ کھا۔

فاستنفدنني. مجھے خرچ کر دے۔ **وعجل فلا حاقبل حتف معاجل.**

اور اس موت سے پہلے کچھ نیکی آگے بھیج دے۔ میں موت کے بعد تیرا نہیں ہوں۔ تیری قبر میں تیرے دفن سے پہلے ہی میرے اوپر لڑائیاں شروع ہو جائیں گی اور یہ تو آنکھوں دیکھے واقعات ہیں۔ اب دوسرا بھائی بولا: اچھا بھائی تو تو کسی کام کا ہی نہیں۔ **فقال مرء من هم قد كنت جدا احبه و اوثره من بينهم في التفاضل.** پھر میرا وہ بھائی بولا: جس کے لیے میں نے بڑے پاپڑ بیلے جس کیلئے میں نے بڑے دکھ جھیلے۔ وہ کہنے لگا اور جسے میں سب پر ترجیح دیتا تھا جس کیلئے میں نے کتنے کتنے مشقت کے راستے طے کیے وہ کیا بولا جو اپنے رشتے دار ہیں کہ میں موت تک آپ کا ساتھی نہیں ہوں۔ میں آپ کے علاج کا بھی ساتھی ہوں اور آپ کی قبر تک کا بھی ساتھی ہوں۔ کیا ہوں میں؟

غنـاء ی انی جاھدلک ناصح. یعنی میں آپ کا علاج کروں گا۔ آپ کیلئے بہتر ڈاکٹر مہیا کروں گا۔ آپ کے لیے سارے سہولت کے اسباب پیدا کروں گا۔ اذا جد جدا الکرب غیز مقاتلی. لیکن موت کے درد سے میں نہیں لڑ سکتا۔ ولـکـنـنـی بـاب علیک ومعول جب آپ مر جائیں گے تو میں گریبان چاک کردوں گا۔ اور بال کھول دوں گا اور زور زور سے شور مچاؤں گا واویلا کروں گا نوحہ کروں گا۔ ومـن بـخیـر عـنـد مـن ھو سائلی. جو لوگ تعزیت کرنے کے لیے آئیں گے میں کہوں گا، ایسا تھا میرا باپ، ایسی تھی میری ماں، ایسا تھا میرا خاوند، ایسی تھی میری بیوی، ایسا تھا میرا بچہ میں صرف تیری تعریفیں کرسکتا ہوں اور کیا کروں گا۔ پھر تیسرا بھائی بولا: ان لاخ لا ترا اخالک مثلی عند کرب الزلاز.

میں نہیں ایسا کہ یہ کہ موت تک چلے جائیں تو، تو کیسا ہے؟

جنازے کے ساتھ بھی چلوں گا۔ کندھا بھی دوں گا۔ (اب تو بڑے شہروں میں وہ رواج بھی ہے۔ موٹر میں ڈالا، چل سیدھا قبرستان میں) کہا میں تجھے کندھا دوں گا اور تیرے ساتھ چلوں گا۔ کہا ہاں! پھر کیا ہوگا؟ قبر میں لے جاؤں گا۔ جو آپ کا ٹھکانہ ہے۔ جہاں آپ نے رہنا ہے اور وہاں آپ پر مٹی ڈال کے میں واپس آجاؤں گا۔ وارجع مقرونا بما ھو شاغل. کیوں کہ مجھے اور بھی بڑے کام ہیں۔ صرف آپ کا دفن کرنا ہی نہیں آپ کی زندگی کا تار تو کٹ گیا۔ مجھے تو اور بھی بہت کام ہے۔ لہٰذا: وارجع مقرونا بما ھو شاغل پھر میں واپس آجاؤں گا۔ مجھے اور کافی ڈیوٹیاں دینی ہیں۔ پھر ایک دن ایسا آئے گا۔ کـان لـم تکن بینی وینک خـلـة. تو ایک بھولی بسری داستان بن جائے گا۔ حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا۔ تیری قبر کا نشان بھی مٹ جائے گا۔ ولا حسـن ودمرة فی التباذل. پھر ایسا وقت آئے گا کہ کبھی لگا ہی نہیں کہ ہم کبھی مل بیٹھے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے بھائی کا انتقال ہوا (عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ) تو حضرت عائشہ نے دو شعر پڑھے۔ جزیمہ میں ایک بادشاہ گزرا ہے، اسکے دو وزیر تھے۔ بڑا لمبا عرصہ انکی وزارت چلی۔ ۴۰، ۳۰ برس تو

ایسا ہو گیا تھا کہ جیسے جدا ہی نہیں ہوں گے۔ پھر ان میں سے ایک مر گیا تو اس پر اسکے دوسرے نے شعر کہے تھے تو اس نے ان دو شعروں کو پڑھا۔

کنا کندمانی جزیمة حقبة   من الدهر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی ومالک   لطول اجتماع لم لبث لیلة معا

میں اور عبدالرحمٰن میرا بھائی ایسے تھے۔۔۔ جیسے جزیمہ بادشاہ کے دو وزیر کہ۔۔۔ جنہیں کہا جاتا تھا کہ کبھی جدا ہی نہ ہوں گے۔۔۔ لیکن جب میں اور وہ جدا ہوئے تو۔۔۔ ایسا لگا جیسے کبھی مل بیٹھے ہی نہ تھے۔

ولا حسن ودمرة فی التباذل. ایسا ہوگا جیسے کبھی آیا ہی نہیں تھا۔

جس نے راتوں کو جاگ کے اپنی اولاد کے لیے کیا کچھ نہیں کیا اور اپنی خواہشات کو ختم کر دیا اپنی خواہشات کے جنازے نکال کر اولاد کے لیے کیا کیا جمع کر کے گیا۔ انہیں یہ بھی پتہ نہیں ہوگا کہ ہمارے باپ کی قبر کہاں ہے؟

تو تیسرا بھائی بولا: **فقال امرء منهم انا الاخ لا ترا**

اے میرے بھائی! میں ان دو جیسا نہیں ہوں۔۔۔ کہ پیسہ تو موت پر ساتھ چھوڑ جائے اور رشتہ دار قبر تک جائیں اور واپس آ جائیں۔ نہیں میں ایسا نہیں ہیں۔

اخالک مثلی عند کرب الزلازل

جب تیرے موت کے زلزلے شروع ہوں گے تو میں ان زلزلوں کو کم کرنے میں تیری مدد کروں گا۔ جب تو قبر میں آئے گا تو میں تیرا استقبال کروں گا۔

ہاں! اور جب منکر نکیر سوال کو آئیں گے تو میں درمیان میں آڑے آ جاؤں گا اور تیری طرف سے میں تیرا دفاع کروں گا۔ منکر نکیر کو تیرے قریب نہیں آنے دوں گا۔ جو زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے شرارے نکلتے ہیں۔ ہاتھوں میں ایک گرز ہوتا ہے جسے ساری دنیا مل کے اٹھا نہیں سکتی۔ تب میں تیرا ساتھی بنوں گا۔ **اجادل عنک القول رجع التجادل**. میں جھگڑا کر کے تیری طرف سے جواب دوں گا۔

☆☆☆☆☆